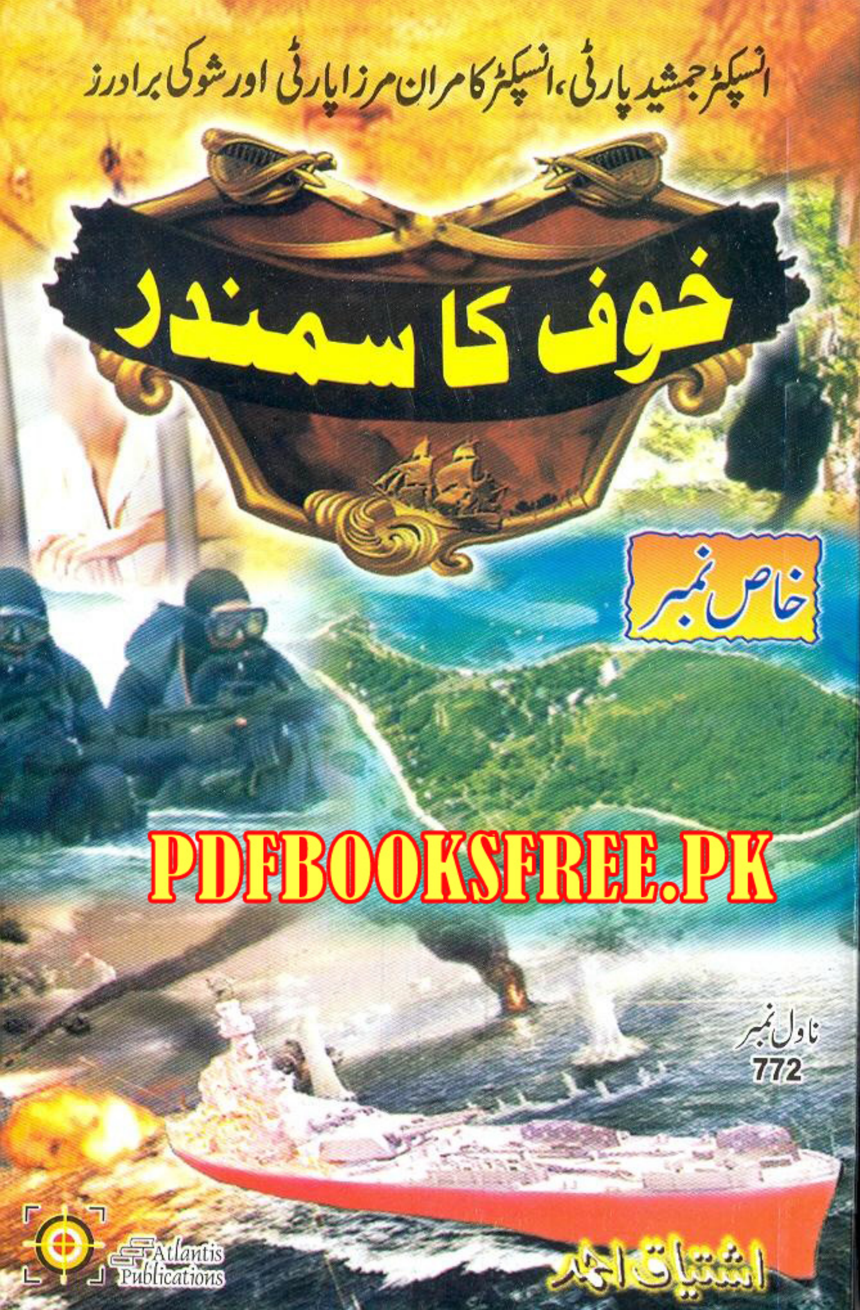
انسپکٹر جمشید پارٹی، انسپکٹر کامران مرزا پارٹی اور شوکی برادرز
خوف کا سمندر
خاص نمبر
PDFBOOKSFREE.PK
ناول نمبر
772
Atlantis Publications
اشتیاق احمد

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انسپکٹر جمشید پارٹی، انسپکٹر کامران مرزا پارٹی اور شوکی برادرز
کا مشترکہ عظیم الشان خاص نمبر

خوف کا سمندر

اشتیاق احمد

اٹلانٹس پبلکیشنز

Atlantis Publications

تفریح بھی۔ تربیت بھی

اٹلانٹس پبلکیشنز صحت مند، اصلاحی اور دلچسپ کہانیوں اور ناولوں کی کم قیمت اشاعت کے ذریعے ہر عمر کے لوگوں میں مطالعے اور کتب بینی کے فروغ کیلئے کوشاں ہے۔

ناول : خوف کا سمندر
نمبر : انسپکٹر جمشید سیریز ناول نمبر 772
پبلشر : فاروق احمد
قیمت : 350 روپے

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اٹلانٹس پبلکیشنز کی پیشگی تحریری اجازت کے بغیر اس کتاب کے کسی حصے کی نقل کسی قسم کی ذخیرہ کاری جہاں سے اسے دوبارہ حاصل کیا جا سکتا ہو یا کسی بھی شکل میں اور کسی بھی ذریعے سے ترسیل نہیں کی جا سکتی۔ یہ کتاب اس شرط کے تحت فروخت کی گئی ہے کہ اس کو بغیر ناشر کی پیشگی اجازت کے بطور تجارت یا بصورت دیگر مستعار، دوبارہ فروخت نہیں کیا جائے گا۔

ناول حاصل کرنے اور ہر قسم کی خط و کتابت اور رابطے کیلئے مندرجہ ذیل پتے پر رابطہ کریں۔

اٹلانٹس پبلکیشنز
A-36، عمرین اسکوائر، بلاک 13، B-16، سائٹ کراچی
0300-2472238, 32578273, 34226050
e-mail: atlantis@cyber.net.pk
www.inspector-jamshed-series.com

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنے دل کی سختی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا، یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔

(امام مالک)

☆☆☆

ناول پڑھنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ:

☆ یہ وقت عبادت کا تو نہیں۔

☆ آپ کو اسکول کا کوئی کام تو نہیں کرنا۔

☆ آپ نے کسی کو وقت تو دے نہیں رکھا۔

☆ آپ کے ذمے گھر والوں نے کوئی کام تو نہیں لگا رکھا۔

اگر ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی ہو تو ناول الماری میں رکھ دیں، پہلے عبادت اور دوسرے کاموں سے فارغ ہولیں، پھر ناول پڑھیں۔

اشتیاق احمد

دو باتیں

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ! یہ خوف کا سمندر کی دو باتیں ہیں... ابھی میں یہ دو باتیں لکھ نہیں پایا تھا کہ فاروق احمد صاحب نے اپنی دو باتیں مجھ سے کر ڈالیں... ان کی دو باتیں نے مجھے پریشان کر کے رکھ دیا، ان کا کہنا تھا کہ زیادہ تر لوگوں کا خیال یہ ہے کہ آپ کے پرانے ناولوں میں جو مزہ تھا، وہ مزہ نئے ناولوں میں نہیں ہے... پہلے یہ ہوتا تھا کہ ہر ناول میں بس محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید ہوتے تھے... یہی چاروں ہر کام کرتے تھے... نہ تو موبائل تھے، بٹن دبایا اور حکم دے دیا اور وہ کام ہوگیا... بلکہ انھیں خود ہر کام کرنا پڑتا تھا... نہ کوئی خفیہ فورس تھی... اب تو انسپکٹر جمشید ہر کام خفیہ فورس سے لے لیتے ہیں... یعنی اگر یہی کچھ کرنا ہے تو اس تکلف کی بھی کیا ضرورت ہے.... بس کردار یہ کریں کہ گھر بیٹھے رہیں اور سارے کام ماتحتوں سے کرواتے رہیں... لہٰذا آپ پھر سے اپنے پرانے دور کو آواز دیں... اور اسی دور کے ہو کر رہ جائیں..

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ان کا کہنا تھا کہ ایسا لگتا ہے کہ ناول لکھتے وقت میں بہت عجلت میں ہوتا ہوں ... اب نہ منظر نگاری ہوتی ہے اور نہ کرداروں کی معاشرتی زندگی کا عکس کہیں ملتا ہے... جدیدیت بھی صرف موبائل فون تک محدود ہے...

کہنے کو اس بارے میں بہت کچھ کہا جاسکتا ہے، لیکن میں نے صرف اتنا کہا کہ آپ یہ بھی تو دیکھیں زمانہ کس قدر ترقی کر گیا ہے... پہلے تو ہر گھر میں ٹیلی فون ہوتے ہی نہیں تھے... محمود، فاروق اور فرزانہ کو بھی فون کرنے کیلیے اپنی پڑوسن بیگم شیرازی کے گھر جانا پڑتا تھا... اب اس دور میں ایک ریڑھے والے کے پاس بھی موبائل ہوتا ہے... ہر جیب میں اب موبائل موجود ہے... لڑائی بھڑائی کے پرانے آلات کو اب کون منہ لگاتا ہے...

اب اگر ان کے دشمنوں کے ہاتھوں میں کلاشن کوفیں موجود ہوں بلکہ ان سے بھی زیادہ جدید اسلحہ ہو تو پرانے زمانے کی بندوقیں بھلا کیا کر لیں گی... نتیجہ کیا نکلے گا، آپ خود سوچ لیں...

اس پر ان کا کہنا تھا کہ موبائل فون اور کلاشنکوفیں آگئی ہیں لیکن سراغرسانی کے جدید طریقوں کی آمد نہیں ہوئی۔ نہ تو فنگر پرنٹ کی نئی تکنیکوں کا ذکر آیا اور نہ ہی فارنسک آلات اور ڈی این اے کا کہیں عمل دخل دکھائی دیا۔

اس سلسلے میں کچھ اور دو باتیں بھی ہوئیں... آخر میں نے کہا... میں اپنے ماضی کو آواز دے کر تو دیکھوں... پرانے دور میں لوٹ کر دیکھوں کیا ہوتا ہے...

فاروق صاحب کہنے لگے کہ آپ کے ماضی کے ناولوں کی خاصیت یہی تھی کہ یہ سراغرسانی کے جدید اصولوں پر بھی ہوتے تھے جبکہ آج کے ناول صرف موبائل فون اور کلاشنکوف کی حد تک جدید ہیں .... ان کا کہنا تھا کہ ماضی کو آواز دینے کے معنی یہ نہیں کہ موبائل کی جگہ پرانے فون اور کلاشنکوف کی جگہ اسٹین گن کا استعمال شروع ہوجائے بلکہ ماضی کی طرح کے ناول لکھنے سے مراد یہ ہے کہ سراغرسانی اور جاسوسی کے رائج الوقت اور

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جدید طریقے متعارف کرائے جائیں جو کہ آپ کے ماضی کے ناولوں کا خاصہ تھا۔

لہذا میں نے سوچا ہے کہ ان کے مشورے پر عمل کرنے کی کوشش کروں۔ دیکھیں تو سہی کیسا ناول لکھا جاتا ہے... سو اس ناول کے بعد آپ جو ناول پڑھیں گے، وہ سوفیصد پرانے انداز کا ناول ہوگا انشاء اللہ... اس کے بعد ہی کچھ اندازہ ہوسکے گا...جی ہاں! تو اس بات کا درست فیصلہ اس وقت ہوگا جب وہ ناول پڑھ کر آپ اپنی رائے دیں گے... یا فاروق احمد صاحب مجھے اپنا خیال بتائیں گے...

دراصل بیچارے فاروق احمد اپنے بالکل بچپن میں میرے ناولوں کے جال میں آگئے تھے... یہ اس جال سے آج تک نکل نہیں سکے... نکلتے تو کیا... خود ان ناولوں کے پبلشر بن بیٹھے... گویا پہلے اکہرے جال میں تھے اب دوہرے جال میں... اب اس وقت اگر یہاں فاروق ہوتا تو جب دس سال ہوگئے تو لوگوں نے

کی بات کر رہا ہوں... آئندہ ناول اگرچہ شروع کر چکا ہوں... لیکن ابھی تک اس کا نام تجویز نہیں کر سکا... امید ہے، آئندہ ناول کی دو باتیں میں اس کے نام کا اعلان ماضی کے اشتیاق احمد کے ناول کی حیثیت سے ہوجائے گا... جی ہاں! ایک تجربہ ہی سہی...

اب جہاں تک تعلق ہے... خوف کا سمندر تا... تو یہ ناول آپ کو کس طرح اپنی لپیٹ میں لینے والا ہے، اس کا اندازہ مجھے تو ہے... فاروق صاحب کو بھی ہو چکا ہے... لیکن آپ کو نہیں... آپ کو ہو بھی کیسے سکتا ہے... جب کہ ابھی آپ نے پڑھا نہیں...

لکھنے والا بیچارہ واقعی بہت بیچارہ ہوتا ہے... اسے سب کی توقعات پر پورا اترنا ہوتا ہے... اب ظاہر ہے، یہ کام آسان نہیں... سب کی توقعات پر آج تک کوئی پورا نہیں اترا ہوگا... پسند کا معاملہ ہے ہی بہت عجیب... جس زمانے میں ناول عروج پر تھے... ایسے تبصرے تو اس وقت بھی ہوتے تھے... یعنی لکھتے ہوئے

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس وقت کے ناول پڑھ کر کہا تھا... آپ کے دس سال پہلے والے ناول بہت مزے کے تھے... بیس سال گزر گئے تو بھی یہ کہا گیا کہ آپ کے دس سال پہلے والے ناول بہت اچھے تھے... اگر مجھے لکھتے ہوئے اور دس بیس سال گزر گئے تو آج کے ناول بھی پڑھنے والوں کو پرانے ناول لگیں گے اور یہ زیادہ مزیدار کہلائیں گے...

میں نے کہا نا... پسند کا معاملہ بہت عجیب ہے... پھر بھی میں اپنے ماضی میں جھانک رہا ہوں... اس کے نتیجے میں لکھا جانے والا ناول جلد آپ کے ہاتھوں میں ہوگا... انشاء اللہ!

والسلام

اشتیاق احمد

نئے قارئین کیلئے انسپکٹر جمشید سیریز کا ایک مختصر تعارف

انسپکٹر جمشید محکمہ سراغرسانی کے سب سے مشہور سراغرساں ہیں .....انہیں جو کیس بھی دیا جاتا ہے وہ اسے حل کر کے چھوڑتے ہیں آج تک کوئی ایسا کیس نہیں ہے جو انہیں ملا ہو اور ان سے حل ہو سکا ہو...... وہ مجرم کو عجیب و غریب طریقوں سے پکڑتے ہیں...... اس طرح کہ مجرم کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا کہ انسپکٹر جمشید کا گھیرا اس کے گرد تنگ ہوتا جا رہا ہے...... اسے تو عین اس وقت پتا چلتا ہے جب وہ اسکے خلاف تمام ثبوت حاصل کرنے کے بعد اس پر ہاتھ ڈال دیتے ہیں ......

محکمہ سراغرسانی کے تمام آفیسر تو ان کا لوہا مانتے ہی ہیں ...... پولیس کے تمام شعبوں میں بھی ان کی دھاک بیٹھی ہوئی ہے .... اپنی ذاتی زندگی کے لحاظ سے وہ حد درجے ایمان دار ہیں ...... رشوت سے کوسوں دور بھاگتے ہیں ...... غریبوں کے بہت ہمدرد ہیں..... قانونی معاملات میں بہت سخت ہیں ...... جب کسی کے خلاف کوئی جرم ثابت ہو جاتا ہے تو پھر اس کے ساتھ نرمی نہیں کرتے ......بڑی سے بڑی سفارش کی بھی پروا نہیں کرتے ...... جب کسی بات پر اڑ جاتے تو پھر اس

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے پیچھے نہیں ہٹتے ......

ان کے تین بچے ہیں سب سے بڑے کا نام محمود احمد ہے ...... جو ہائی اسکول میں پڑھ رہا ہے .... یہ بے حد ذہین اور پھرتیلا ہے، مشکل اوقات میں بالکل نہیں گھبراتا، کوئی مصیبت آپڑے تو ڈٹ جاتا ہے، اکثر اوقات اپنے والد کی مدد کرتا رہتا ہے ......

ان کے دوسرے بیٹے کا نام فاروق احمد ہے ...... فاروق بہت چلبلا اور کھلنڈرا ہے ...... اس پر شرارت کا بھوت ہر وقت سوار رہتا ہے...... بات بات پر لطیفے چھوڑنا، ہر وقت دوسروں کو ہنسنے اور مسکرانے پر مجبور کردینا اس کی خاص عادت ہے ...... خود بھی مسکراتا رہتا ہے...... طبعیت میں شوخی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے یہ بھی مشکل اوقات میں کبھی نہیں گھبراتا...... درختوں پر چڑھنا اس کا محبوب مشغلہ ہے......

فرزانہ فاروق سے ایک سال چھوٹی ہے، ذہین، بلا کی ترکیبیں سوچنے میں ماہر، انسپکٹر جمشید کو مصیبت میں دیکھ کر حد درجے فکر مند ہوجاتی ہے ......

باپ کی صحبت میں رہ کر انہیں بھی جاسوسی کاموں سے ایک خاص قسم کا لگاؤ پیدا ہوگیا ہے ...... جونہی انہیں کوئی کیس حل کرنے کے لئے ملتا ہے، وہ بھی اس میں دلچسپی لینے لگتے ہیں...... اس کی ایک ایک تفصیل ذہن نشین کرلیتے ہیں اور یہ کوشش کرتے ہیں کسی طرح وہ اپنے والد کی مدد کے بغیر ہی اس معاملے کی تہہ تک پہنچ جائیں ...... بلکہ تینوں آپس میں بھی ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش کرتے ہیں۔

فاروق البتہ بظاہر ایسے کاموں سے جی چراتا ہے......لیکن جب کیس میں دلچسپی لیتا ہے تو پھر ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔

ان کی والدہ بیگم جمشید جاسوسی بکھیڑوں اور جھنجھٹوں سے بالکل آزاد ہیں، انہیں ان کاموں سے اُلجھن ہوتی ہے ......لہٰذا وہ کیس کے بارے میں کوئی تفصیل جاننے کی کوشش نہیں کرتیں...... ہاں اتفاق سے کسی معاملے میں اُلجھ جائیں تو پھر حالات کے سامنے ڈٹ جاتیں ہیں۔

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید کے سنسنی خیز جاسوسی اور سراغرسانی کے کارناموں پر مشتمل ناولوں کا یہ سلسلہ بچوں اور بڑوں میں دیوانگی کی حد تک مقبول ہے۔ انٹیلی جنس بیورو یعنی محکمہ سراغرسانی کے لائق ترین آفیسر انسپکٹر جمشید اور ان کے تین بچوں محمود، فاروق اور فرزانہ کے ایڈونچرز کے اس دلچسپ سلسلے کے اب تک آٹھ سو ناول شائع ہو چکے ہیں اور ہر ماہ اس میں ایک نئے ناول کا اضافہ ہوتا ہے۔ ایک سلسلے کے ہونے کے باوجود اس سیریز کا ہر ناول اپنی جگہ ایک مکمل ناول ہے۔ ہر ناول ایک نئی کہانی لئے ہوتا ہے اور وہ کہانی ایک ہی ناول میں انجام پذیر ہوجاتی ہے۔ لہٰذا آپ کوئی بھی ناول اٹھا کر پڑھنا شروع کر سکتے ہیں اس خدشے کے بغیر کہ یہ سیریز کا کوئی درمیانی حصہ ہے۔ ہر ناول ایک علیحدہ اور مکمل کہانی ہے۔

انسپکٹر جمشید سیریز کے تمام ناول ہر لحاظ سے صاف ستھرے اور ہماری معاشرتی روایات کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہیں۔ انسپکٹر جمشید کا گھرانہ ہمارے اور آپ کے گھروں کی طرح ایک سیدھا سادا گھرانہ ہے۔ تینوں بچے اسکولوں میں پڑھتے ہیں۔ انسپکٹر جمشید جب اپنے آفس سے شام پانچ بجے گھر پہنچتے ہیں تو شکیلہ بیگم یعنی بیگم جمشید چائے کی ٹرے کے ساتھ ان کی منتظر ہوتی ہیں۔ فرزانہ گھریلو کاموں میں ان کا ہاتھ بٹاتی ہے لیکن مہم جوئی اور سراغرسانی کے کارناموں میں اپنے دونوں بھائیوں

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے ہم پلہ ہوتی ہے۔ انسپکٹر جمشید عام طور پر اپنے ذہین بچوں سے نئے کیس کا نہ صرف ذکر کرتے ہیں بلکہ ان کی رائے بھی بغور سنتے ہیں اور اکثر ان کو عملی طور پر اپنی مہمات میں شامل کر لیتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ جہاں وہ شامل نہ بھی کریں وہاں یہ ٹوہ لگا کر خود ہی شامل ہو جاتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ کئی مرتبہ وہ مشکوک لوگوں اور جرائم کو بھانپ کر پہلے اپنے طور پر کسی معاملے میں کود پڑتے ہیں اور بعد میں اپنے والد کی مدد حاصل کرتے ہیں۔ دفتر میں انسپکٹر جمشید کا اسسٹنٹ سب انسپکٹر اکرام مجرموں کے بارے میں معلومات کا چلتا پھرتا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ کیس سے متعلق درکار معلومات انسپکٹر جمشید کو فراہم کرنا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ انسپکٹر جمشید کا اپنی جان سے زیادہ خیال رکھتا ہے۔ محکمے میں چند افسران ایسے بھی ہیں جو انسپکٹر جمشید کی بے پناہ صلاحیت اور ان کی کامیابیوں کی شہرت سے جلتے ہیں ان میں انسپکٹر فاضل سر فہرست ہے جو ہمیشہ افسران بالا کے کان ان کے خلاف بھرتا رہتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اپنی سازشوں میں کبھی کامیاب نہیں ہو پاتا۔ انسپکٹر جمشید کے اعلیٰ افسران آئی جی صاحب اور ڈی آئی جی شیخ نثار احمد انسپکٹر جمشید کو اپنے بچوں کی طرح عزیز رکھتے ہیں البتہ کبھی کبھی سیاسی دباؤ کی وجہ سے انہیں بادل نخواستہ انسپکٹر جمشید کو معطل بلکہ برخواست بھی کرنا پڑا ہے۔ خان رحمان اور پروفیسر داؤد صاحبان ان کے بہت پرانے دوست ہیں اور ہر اہم معاملے میں مدد کیلئے ان کے ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔ خان رحمان کے دونوں بیٹے حامد اور سرور اور بیٹی ناز بھی کچھ مہمات میں انسپکٹر جمشید پارٹی کے ساتھ شامل رہے ہیں۔ ان کا ملازم ظہور خانساماں بھی ہے اور گھر کے باقی کام کاج بھی کرتا ہے اور اس ہلچل میں کبھی سوٹ جلا بیٹھتا ہے تو کبھی ہانڈی۔ وہ اور اس کی بیوی دونوں خان رحمان کے گھر میں ایک عرصے سے ملازمت کر رہے ہیں۔ خان رحمان اکثر ہانڈی اور سوٹ جلانے کی پاداش میں ظہور کو کان پکڑوا کر مرغا بنا دیتے ہیں۔ پروفیسر داؤد کی اکلوتی بیٹی شائستہ سے بھی محمود، فاروق اور فرزانہ کی خوب بنتی ہے۔

انسپکٹر جمشید پارٹی کے ساتھ بڑی اور بین الاقوامی سطح کی مہمات میں انسپکٹر کامران مرزا، منور علی خان اور ان کے بچے بھی ساتھ ہوتے ہیں۔ کبھی شروع سے اور کبھی کسی کیس کے درمیان اتفاقیہ کہیں اچانک ان کی ملاقات ہو جاتی ہے۔ کامران مرزا اور منور علی خان آپس میں بہت پرانے دوست بھی ہیں۔ آصف کامران مرزا کے ایک اور پرانے ساتھی اور دوست محمود صاحب کا بیٹا ہے۔ آصف کے والد کاروبار کے سلسلے میں بیرون ملک رہتے ہیں لیکن وہ تعلیم کے سلسلے میں اور کامران مرزا کے فرزند آفتاب کے ساتھ گہری دوستی کے سبب ان کے ہی گھر میں بچپن سے رہتا آیا ہے۔ فرحت، منور علی خان کی بیٹی ہے اور وہ بھی بچپن سے کامران مرزا کے گھر پر رہتی ہے۔ آفتاب، آصف اور فرحت بچپن سے ہی سگے بہن بھائیوں کی طرح رہتے آئے ہیں۔ فرحت بھی فرزانہ کی طرح ترکیبیں بتانے کی ماہر ہے۔ جب کبھی یہ سب کسی مشکل کا شکار ہو جاتے ہیں یا کسی سازش کے جال میں بری طرح پھنس جاتے ہیں، فرزانہ اور فرحت کی ترکیبوں کے سبب ہی نکل پاتے ہیں۔

ان کی زندگی اسی طرح گزر رہی ہے اور یہ ایک بہت ہی دلچسپ زندگی ہے......

☆☆☆☆☆

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس ماہ کا خاص نمبر

خوف کا سمندر

آئندہ ماہ کا نا

پروفیسر ولاسکی

گذشتہ اشاعت کا ناول

لی شن پلان

اٹلانٹس پبلیکیشنز
A-36 ایسٹرن اسٹوڈیو، B-16 سائٹ، کراچی
0300-2472238, 32578273, 34228050
e-mail: atlantis@cyber.net.pk
www.inspectorjamshedseries.com

گل کھلا دیا

"سی ون گیارہ میں ملک کی ایک بہت قیمتی چیز لے جائی جا رہی ہے... اس کے روانہ ہونے میں صرف تین گھنٹے باقی ہیں... روک سکتے ہیں تو روک لیں... یہ ایک بحری جہاز کا نام ہے اور میں اسی جہاز سے بات کر رہا ہوں... اپنا نام نہیں بتا سکتا... جان کا خطرہ ہے۔"

فون سن کر محمود نے ریسیور رکھ دیا اور دونوں کی طرف دیکھا:

"بہت خوفناک خبر ہے... لیکن یہ کسی کا مذاق بھی ہوسکتا ہے۔" اس نے کہا۔

"پہلے خبر سناؤ... اس پر بعد میں بات کریں گے کہ یہ کسی کا مذاق ہوسکتا ہے یا نہیں۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

ندیم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اچھی بات ہے۔" اس نے کہا اور فون کے الفاظ دہرا دیے۔

"سب سے پہلے بحری حکام سے رابطہ کرنا چاہیے۔"

"ہمارا بحری حکام سے کوئی تعلق نہیں ... نہ ان میں سے کسی کا نمبر معلوم ہے..."

خیر... یہ کام ہم آئی جی صاحب کے ذریعے لے سکتے ہیں... ان کا بحری حکام سے رابطہ ہوتا ہے ... وہ معلوم کر دیں گے۔" فرزانہ بولی۔

"ٹھیک ہے۔" محمود نے جلدی سے کہا اور آئی جی صاحب کے نمبر ملائے۔ ان کی آواز سنتے ہی اس نے بتایا کہ وہ کیا چاہتا ہے۔

"شاید میں چند منٹ تک کچھ بتا سکوں۔"

"جی اچھا۔"

پھر چند منٹ بعد ان کا فون آیا... وہ کہہ رہے تھے:

"سی ون گیارہ واقعی ایک بحری جہاز کا نام ہے، شام کے ٹھیک چھ بجے وہ شربینا کی طرف روانہ ہوگا۔"

"گویا جہاز کا نام اور روانگی کا وقت تو درست ثابت ہوا

ہے... اب سوال یہ ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔"

"کرنا کیا ہے ... ہم جہاز کو چیک کریں گے ... میں ابھی فورس بھیج رہا ہوں۔"

"ہم بھی ساتھ جانا چاہتے ہیں انکل۔"

"ضرور کیوں نہیں... لیکن جمشید تو شہر میں نہیں ہیں... ہاں کسی وقت بھی ان کی واپسی ہوسکتی ہے۔"

"جب وہ آئیں گے تو وہ بھی پہنچ جائیں گے.. فی الحال ہم تو چلیں... ایک گھنٹا تو وہاں تک پہنچنے میں لگ جائے گا۔"

"اور جہاز ہے بھی غیر ملکی ... اگر ہم دو گھنٹے تک وہاں کوئی چیز تلاش نہ کر سکے ... تو اسے روکنا بھی ممکن نہیں ہوگا... یا کم از کم بہت مشکل تو ضرور ہوگا۔"

"اس کی تو خیر کوئی پروا نہیں۔" محمود نے پرجوش انداز میں کہا۔

"کیوں... پروا کیوں نہیں بھلا۔"

"اگر ہم دو گھنٹے تک کوئی چیز تلاش نہ کر سکے تو پھر ہم بھی اس جہاز پر جائیں گے۔ ابا جان بھی آجائیں گے اور انکل خان رحمان اور پروفیسر انکل کو ہم ساتھ لے ہی لیں

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گے۔''

''اچھی بات ہے ... تو پھر روانہ ہو جاؤ ... ادھر سے میں پورا ایک دستہ روانہ کر رہا ہوں...بحری فوج سے بھی مدد لیں گے۔''

''واہ ... پھر تو مزہ آجائے گا۔''

''اس بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔''

''جی کس بارے میں۔'' محمود نے جلدی سے کہا۔

''مزہ آئے گا یا نہیں۔''

''آپ اس کی فکر نہ کریں۔''

''کس کی۔'' آئی جی بولے۔

''مزے کی... اسے ہم خود ہی لے آئیں گے۔''

''توبہ ہے تم سے۔'' انہوں نے جھلا کر کہا اور فون بند کر دیا۔

اب محمود نے پہلے خان رحمان کے نمبر ملائے... ان کی آواز سنتے ہی وہ بولا:

''انکل تیار ہو جائیں ... ایک بحری جہاز پر جانا پڑ گیا ہے۔''

''کوئی بات نہیں پھر کیا ہوا...بحری جہاز پر جانا پڑ جائے یا ہوائی پر... میں تیار ہوں۔''

''آپ اپنی گاڑی میں تیار رہیں... ہم آرہے ہیں... اور ساتھ میں پروفیسر انکل کو فون کر رہے ہیں۔''

''ٹھیک ہے۔''

وہ خان رحمان کی کوٹھی کے سامنے پہنچے تو وہ اپنی بڑی گاڑی میں تیار بیٹھے تھے... انہوں نے اپنی کار ظہور کو سونپی اور گاڑی میں سوار ہو گئے۔

تجربہ گاہ کے باہر پروفیسر انکل بھی تیار تھے... وہ فوراً گاڑی میں بیٹھ گئے...اب ان کا سفر بندرگاہ کی طرف شروع ہوا:

''ہاں تو تفصیل کیا ہے ... اس سفر کی۔'' پروفیسر بولے۔

''جی ...وہ ... وہ ذرا خوفناک ہے۔''

''کوئی بات نہیں ...پھر کیا ہوا ... کیا اس سے پہلے خوفناک معاملات سے ہمارا واسطہ نہیں پڑتا رہا۔'' پروفیسر داؤد نے منہ بنایا۔

''جی ... وہ پڑا تو ہے ... لل... لیکن... '' فاروق اٹک

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر رہ گیا۔

" یہ تمہاری سوئی لیکن پر کیوں اٹک گئی ۔" پروفیسر بولے۔

" سوئی کا کیا ہے ... وہ تو کسی بھی لفظ پر اٹک سکتی ہے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

" حد ہوگئی ۔" محمود نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

" ہاں تو کیا بات ہو رہی تھی ۔" خان رحمان چونک کر بولے۔

" ہاں! آپ تفصیل پوچھ رہے تھے ... تفصیل یہ ہے کہ ... بندرگاہ پر اس وقت ایک جہاز کھڑا ہے ... نام ہے اس کا سی ون گیارہ ... اس کے روانہ ہونے میں صرف اڑھائی گھنٹے باقی ہیں...اس جہاز پر ہمارے ملک کی کوئی قیمتی چیز لے جائی جا رہی ہے ۔"

" اوہ ۔" ان دونوں کے منہ سے ایک ساتھ نکلا ، پھر خان رحمان نے کہا ۔

" اور یہ اطلاع ملی کیسے ؟"

" جہاز پر کوئی شخص موجود ہے... ظاہر ہے ، وہ ملک کا

ہمدرد ہے ... جب کہ جہاز شرمینا جا رہا ہے ..."

" شرمینا ... اس ملک سے تو ہمارے تجارتی تعلقات ہیں..."

" ہاں! یہی بات ہے ۔"

" بہت خوب! لیکن ہم کیا کریں گے ... آخر وہ ایک غیر ملکی جہاز ہے اور اس پر اس ملک کے لیے تجارتی سامان لادا گیا ہوگا ۔"

"یہی بات ہے ... یہ جہاز مسافر جہاز تو ہے ہی نہیں... صرف تجارتی ہے ... سامان شرمینا سے دوسرے ملکوں کو لاتا ہے اور دوسرے ملکوں کا مال شرمینا پہنچاتا ہے ۔"

"اور جمشید ہمارے ساتھ ہے نہیں... ہم بے چارے بھلا اس جہاز کو کیسے روک سکیں گے ۔"

"وہاں فوج اور پولیس ہم سے پہلے موجود ہوگی ۔"

" اوہ ... تب تو ٹھیک ہے ۔"

پھر وہ پورے ایک گھنٹے بعد بندرگاہ پر پہنچ گئے... انہیں جہاز کے اردگرد پولیس اور فوج نظر آئی...سمندر میں فوج اور پولیس لانچوں پر سوار تھی ... جہاز کے عرشے پر کپتان

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور کچھ دوسرے لوگ بے چینی کے عالم میں کھڑے نظر آئے... ظاہر ہے پولیس اور فوج کی موجودگی ان کے لیے پریشان کن تھی۔

ایسے میں انہیں اکرام نظر آیا... اس کے چہرے پر بھی الجھن ہی الجھن تھی... اس نے آتے ہی کہا:

”یہ آپ لوگوں نے کیا گل کھلا دیا۔“

”اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں انکل۔“

”تو پھر کس کا ہے۔“

”ہمیں تو ایک فون موصول ہوا تھا۔“

”کیا مطلب... کیسا فون۔“

”کسی نامعلوم آدمی نے فون کیا تھا کہ جہاز پر کوئی گڑبڑ ہے... کوئی بہت قیمتی چیز اس کے ذریعے لے جائی جا رہی ہے... بس ہم نے اسے روکنے کا پروگرام بنا لیا۔“

”لیکن وہ فون کال کسی کا مذاق بھی ہوسکتا ہے۔“

”ہاں! ہم نے اس پہلو پر غور کیا ہے... لیکن لگتا ہے یہ اطلاع غلط نہیں۔“

”خیر... سوال یہ ہے کہ ہم کیا کریں... انسپکٹر صاحب

ہمارے ساتھ ہوتے تو بھی کوئی بات تھی۔“

”کیوں انکل... کیا ہوا ہے۔“

”جونہی جہاز کے ذمے دار لوگوں کو اطلاع ملی ہے کہ ہم لوگ جہاز کی تلاشی لینا چاہتے ہیں... جہاز کے عرشے پر مسلح آدمی آگئے ہیں... انہوں نے پوزیشن سنبھال لی ہے۔“

”کیا!!!“ ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

”ہاں! یہی بات ہے۔“

اب انہوں نے چاروں طرف کا غور سے جائزہ لیا... اکرام کی بات سو فیصد درست نظر آئی:

”انتظامیہ سے بات ہوئی یا نہیں۔“

”ہم آپ لوگوں کا انتظار کر رہے تھے... ہمارا خیال تھا انسپکٹر صاحب ساتھ ہوں گے... لیکن وہ تو ساتھ نہیں ہیں۔“

”کوئی بات نہیں... ہم سب عرشے پر چل کر ان سے بات کر لیتے ہیں۔“

”یہ لوگ بات کرنے پر آمادہ نہیں... انہوں نے حالات دیکھ کر اسپیکر پر صرف اتنا کہا ہے... یہ جہاز کوئی تمہارا نہیں... ہمارے ملک شرینا کا ہے، اگر اسے روکنے کی کوشش

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی گئی تو حالات خراب ہو جائیں گے ...

" یہ تو بات کرنے کے لیے تیار نہیں ... ہمیں جہاز کے عرشے پر جانے کی اجازت کب دیں گے۔"

" اللہ مالک ہے ... آئیں چلیں۔" محمود نے سینہ تان کر کہا۔

وہ آگے بڑھے... یہاں تک کہ جہاز کی سیڑھی کے نزدیک پہنچ گئے:

"آپ لوگ بہت آگے آگئے ہیں... جب کہ ہم نے روک دیا تھا۔" اوپر کھڑے ایک شخص نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

" یہ ہماری مجبوری ہے ... یہاں تک آکر بھی ہم جہاز پر تو سوار نہیں ہو گئے نہ ہماری وجہ سے کوئی تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہے۔" خان رحمان نے بلند آواز میں کہا۔

" آخر آپ لوگ چاہتے کیا ہیں۔" وہی آواز پھر سنائی دی۔

" جہاز کی تلاشی۔"

" پہلی بات آپ جہاز کی تلاشی لینے کا حق نہیں رکھتے ...

یہ شربینا کا جہاز ہے ... کوئی آپ کے ملک کا نہیں ہے... دوسری بات جہاز اس وقت سے ٹھیک پونے دو گھنٹے بعد یہاں سے روانہ ہو جائے گا... پونے دو گھنٹے میں اتنے بڑے جہاز کی تلاشی لی ہی نہیں جاسکتی ... اس کام میں تو چوبیں گھنٹے لگ سکتے ہیں۔تیسری بات اس جہاز پر چاول، گندم اور خشک میوہ جات لادے گئے ہیں ...اور بس... ان چیزوں کے علاوہ اس پر اور کوئی چیز نہیں لادی گئی ... ہمارے ملک میں آپ کے ملک کی یہ چیزیں بہت زیادہ مقبول ہیں ... ہم یہ چیزیں وہاں لے جاتے ہیں اور وہاں سے مشینری وغیرہ لاتے ہیں... مطلب یہ کہ یہ ایک تجارتی جہاز ہے... آپ اس پر غور کریں۔"

" ہم غور کر چکے ہیں ... ہمارے پاس کچھ اطلاعات ہیں... ہم ان کی بنیاد پر تلاشی لینا چاہتے ہیں۔" ادھر سے خان رحمان نے کہا۔

" اور ہم بتا چکے ہیں... آپ اس جہاز کی تلاشی نہیں لے سکتے۔"

" تلاشی تو خیر ہم لیں گے... اس کے بغیر یہ جہاز یہاں

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے روانہ نہیں ہو سکے گا۔"

"آپ کو معلوم نہیں۔" عرشے سے طنزیہ انداز میں کہا گیا۔

"کیا معلوم نہیں۔"

"ہمارے پاس آپ کی حکومت کی طرف سے پرمٹ موجود ہیں... ان احکامات کی رو سے آپ تلاشی نہیں لے سکتے۔"

"تب پھر آپ وہ پرمٹ دکھا دیں..."

"ضرور کیوں نہیں... آپ میں سے صرف ایک اوپر آجائے۔" کہا گیا۔

خان رحمان نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہے ہوں کون جائے گا... محمود نے جلدی سے کہا۔

"انکل! آپ ہی چلے جائیں۔"

"اچھی بات ہے۔"

خان رحمان سیڑھی پر چڑھنے لگے... ایسے میں انہوں نے ایک بہت تیز آواز سنی... آواز آسمان کی طرف سے آئی تھی... سب نے چونک کر اوپر کی طرف دیکھا... اور

پھر مارے حیرت کے ان کا برا حال ہوگیا... اوپر ایک ہیلی کاپٹر نظر آرہا تھا... اور وہ عین جہاز کی سیدھ میں نیچے آرہا تھا:

☆☆☆☆☆

ندیم

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کپتان کی شرط

"یہ... یہ کیا ہو رہا ہے... میں خوف محسوس کر رہا ہوں... محمود... تم فوراً جمشید سے بات کرو... وہ سب کام چھوڑ کر یہاں آجائیں... ہیلی کاپٹر کا آنا ہمارے لیے خطرے کی گھنٹی ہے۔" پروفیسر داؤد نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"آپ فکر نہ کریں... اب تک ہم نے اس معاملے کو اتنی اہمیت نہیں دی تھی... اب ابا جان سے رابطہ کرنا پڑے گا۔"

اب سب کی نظریں ہیلی کاپٹر پر جمی تھیں... اور وہ آہستہ آہستہ نیچے آرہا تھا... یہاں تک کہ وہ جہاز کے عرشے پر آکر ٹک گیا... پھر اس کا دروازہ کھلا اور وہ یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے تھے کہ اس میں سے وزیر خارجہ اتر رہے تھے... ان کے ساتھ ان کے کچھ ماتحت بھی تھے... وہ اترتے ہی

سیدھے کپتان کی طرف بڑھے... ادھر کپتان پرجوش انداز میں ان کی طرف بڑھ چکا تھا... دونوں نے گرم جوشی سے مصافحہ کیا، پھر وزیر خارجہ کی آواز ابھری:

"ہاں بتائیں... کیا مسئلہ ہے۔"

"ڈیڑھ گھنٹے کے بعد ہماری روانگی ہے... لیکن آپ کی سرکاری انتظامیہ کے کچھ لوگ ہمارا راستہ روک رہے ہیں... وہ جہاز کی تلاشی لینا چاہتے ہیں... تلاشی کا یہ عمل آسانی سے نہیں ہوگا... اس میں بہت وقت لگے گا... ہم یہاں اتنی دیر تک نہیں رک سکتے... لہٰذا آپ ان لوگوں کو یہاں سے ہٹا دیں اور ہمیں جانے دیں، آپ جانتے ہیں... ہمارے ملک شرینا کے اور آپ کے ملک کے کس قدر گہرے تعلقات ہیں... یہ تعلقات تجارتی بھی ہیں اور برادرانہ بھی... ان حالات میں میں نہیں سمجھتا کہ جہاز کی تلاشی کی کوئی ضرورت ہے۔"

"بالکل نہیں ہے... میں ان لوگوں سے ابھی بات کرتا ہوں... آپ اطمینان رکھیں۔ جہاز عین وقت پر روانہ ہوگا..."

یہ کہہ کر وہ ان لوگوں کی طرف بڑھے... انہوں نے

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ان لانچوں کا بھی جائزہ لیا ... جو جہاز کے گرد کھڑی تھیں:

"آپ لوگوں میں سے جو بات چیت کا ذمے دار ہے ... وہ اوپر عرشے پر آجائے۔"

خان رحمان یہ سنتے ہی اوپر چڑھنے لگے... وزیر خارجہ انہیں دیکھ کر حیران رہ گئے ... بولے:

"آپ... آپ تو ایک ریٹائرڈ فوجی ہیں... آپ کو بات چیت کا حق حاصل نہیں۔"

خان رحمان مسکرائے اور برابر اوپر چڑھتے رہے... یہ دیکھ کر ان کے باقی ساتھی بھی مسکرائے:

"میں نے جو کہا ہے، آپ نے سنا نہیں۔" وزیر خارجہ کا لہجہ ناخوشگوار تھا۔

"جی ... سن لیا ہے ... میں اوپر آکر پہلے آپ کی اسی بات کا جواب دوں گا۔"

"لیکن کیا فائدہ ... اس طرح وقت ضائع ہوگا ... جب آپ کو بات چیت کا حق ہی نہیں..."

"حق ہے... اسی لیے اوپر آرہا ہوں۔"

"اچھی بات ہے ... پہلے آپ حق ثابت کریں گے ...

پھر کوئی بات ہوگی۔" وزیر نے منہ بنایا۔

"ٹھیک ہے ... میں آرہا ہوں۔" خان رحمان نے بلند آواز میں کہا۔

پھر وہ عرشے پر پہنچ گئے... اور وزیر خارجہ کے سامنے کھڑے تھے:

"سر آپ جاننا چاہتے ہیں کہ ہمیں بات چیت کا حق حاصل ہے یا نہیں... یا ہم اس جہاز کی تلاشی لے سکتے ہیں یا نہیں۔"

"ہاں بالکل۔" انہوں نے بڑا سا منہ بنایا۔

"خوب خوب... یہ لیجیے ... یہ رہا اس بات کا ثبوت۔"

یہ کہہ کر انہوں نے ایک کاغذ ان کے ہاتھوں میں دے دیا۔

"یہ کیا ہے۔" وہ جھلا کر بولے۔

"پڑھ لیں۔"

انہوں نے کاغذ کی تحریر کو پڑھا... پھر ان کا چہرہ تن گیا... خان رحمان کی طرف دیکھے بغیر انہوں نے موبائل پر کسی کا نمبر دبایا... پھر سلسلہ ملنے پر بولے:

"سر! شرمینا کا تجارتی جہاز آپ کی توجہ چاہتا ہے ... اس

ندیم

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی روانگی میں رکاوٹ ڈال دی گئی ہے ...اور تلاشی کا مطالبہ کیا جارہا ہے ... ان لوگوں نے مجھے فون کر کے بندرگاہ بلایا ہے ...میں یہاں پہنچا ہوں تو خان رحمان نے آپ کے ہاتھ کا لکھا ایک اجازت نامہ مجھے تھما دیا ... یہ معاملہ بہت سنگین ہو جائے گا... آپ ان لوگوں سے بات کریں ...''

دوسری طرف کی بات سن کر وزیر خارجہ نے موبائل خان رحمان کی طرف بڑھا دیا ... دوسری طرف سے صدر صاحب کی آواز سنائی دی:

''ہاں خان رحمان ! کیا معاملہ ہے ۔''

''سر! ہمیں اطلاع ملی ہے کہ اس جہاز پر ملک کی کوئی بہت ہی قیمتی چیز غیر قانونی طریقے سے لے جائی جا رہی ہے ... آپ خود فرمائیں... ان حالات میں کیا تلاشی لیے بغیر جہاز کو جانے دیا جائے...''

''اطلاع کن ذرائع سے ملی ۔''

''خفیہ ذرائع سے ۔'' انہوں نے فوراً کہا، اس وقت سب کے سامنے یہ نہیں بتایا جا سکتا تھا کہ جہاز سے کسی نے اطلاع دی ہے ۔

''ہوں... تلاشی کا عمل کیا جہاز کی روانگی کے وقت سے پہلے پورا نہیں ہوسکتا ۔''

''نہیں سر... اس میں بہت وقت لگ سکتا ہے ۔''

''اور جہاز کا عملہ چاہتا ہے... جہاز اپنے وقت پر روانہ ہو... تو پھر اس کا ایک بہترین حل یہ ہے کہ آپ لوگ جہاز کے ساتھ روانہ ہوجائیں ... جہاں آپ تلاشی سے فارغ ہوجائیں وہاں مجھ سے رابطہ کر کے صورت حال بتا دیں ۔''

''ٹھیک ہے سر ... ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ۔''

''اچھی بات ہے... آپ موبائل شیخ صاحب کو دیں۔''

خان رحمان نے موبائل وزیر خارجہ کو دے دیا ... اب وہ صدر صاحب کی بات سنتے رہے ...انہوں نے موبائل کان سے ہٹا کر کپتان کی طرف دیکھا اور بولے :

''اگر ایسا کر لیا جائے کہ جہاز اپنے وقت پرروانہ ہو جائے اور یہ لوگ جہاز پر آپ کے ساتھ چلے جائیں ... اس طرح جہاز کی روانگی میں رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی ...جہاز اپنی منزل کی طرف چلتا رہے گا اور یہ لوگ تلاشی والا کام کرتے رہیں گے... جہاں ان کا کام مکمل ہوجائے گا ...

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہاں سے انہیں ہیلی کاپٹر کے ذریعے واپس لے آیا جائے گا۔''

کپتان ان کی بات سن کر سوچ میں ڈوب گیا ... آخر اس نے کہا:

'' ان حضرات کو غلط اطلاع ملی ہے ... ہمارے اس جہاز پر ایسی کوئی چیز نہیں جو غیر قانونی طور پر لے جائی جا رہی ہو ... پھر بھی اگر یہ حضرات تلاشی کے بغیر نہیں رہ سکتے تو ہم ان میں سے صرف چھ افراد کو لے جاسکتے ہیں... اس سے زیادہ تعداد کو ہم ساتھ نہیں لے جائیں گے ... یہ چھ افراد بھی اس شرط پر ساتھ جائیں گے کہ ان کے پاس کوئی اسلحہ نہیں ہوگا۔''

کپتان کی شرط سن کر انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا...اس وقت محمود ، فاروق ، فرزانہ اور پروفیسر داؤد بھی اوپر آچکے تھے۔ محمود اپنے والد سے رابطہ کرنے کی کوشش کر چکا تھا ... لیکن کامیاب نہیں ہوسکا تھا، ان کا فون بند تھا:

'' ہاں بھئی ... کیا کہتے ہوتم لوگ ۔''

'' ٹھیک ہے ... ہم ساتھ جائیں گے ... ہمارے ایک ساتھی بعد میں شامل ہوجائیں گے ...'' محمود نے فیصلہ سنایا۔

'' اور آپ کل کتنے ہوں گے ۔''

''ہم چھ افراد ہیں... یہاں سے پانچ آپ کے ساتھ جائیں گے ۔''

'' اور کوئی اسلحہ ساتھ نہیں لے جائیں گے ۔''

'' ٹھیک ہے ۔''

'' تب ہمیں کوئی اعتراض نہیں ... جونہی تلاشی کا عمل مکمل ہوگا... آپ لوگوں کو جہاز سے اتار دیا جائے گا ۔''

'' کہاں اتار دیا جائے گا ... سمندر میں ؟'' پروفیسر داؤد نے برا سا منہ بنایا۔

'' نہیں... آپ کو لینے کے لیے جو چیز بھی آئے گی ... لانچ یا ہیلی کاپٹر ۔''اس نے کندھے اچکائے۔

'' میرا خیال ہے ، یہ مناسب ترین تجویز ہے ... دونوں فریق اس پر راضی ہیں ۔'' وزیر خارجہ نے خوش ہو کر کہا۔

'' جی ہاں... بالکل ۔'' خان رحمان نے فوراً کہا۔

'' میں صدر صاحب کو اطلاع دے دوں ... امید ہے ، وہ

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی خوشی کا اظہار کریں گے۔''

اب انہوں نے صدر کے نمبر ملائے اور یہ بات بتائی ... پھر فون خان رحمان کو دے دیا ... ادھر سے صدر صاحب بولے:

'' آپ لوگوں نے اسلحے کے بغیر جانا منظور کر لیا۔'' ان کے لہجے میں حیرت تھی۔

'' کیا کیا جائے سر... کپتان صاحب کی شرط یہی ہے ... لیکن آپ فکر نہ کریں سر کیونکہ وہ ایک شعر کا مصرعہ ہے نا

مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی۔''

اچھا ... لیکن جمشید کا کیا ہوگا۔''

'' جونہی وہ یہاں پہنچیں ... انہیں ہیلی کاپٹر کے ذریعے جہاز پر پہنچا دیا جائے۔''

'' اچھی بات ہے ... لیکن میں آپ لوگوں کے لیے فکر مند رہوں گا۔''

'' اس سے یہ کہیں بہتر ہے کہ آپ ہمارے لیے دعا کریں۔''

'' اچھی بات ہے ...'' صدر صاحب ہنس دیے اور پھر انہوں نے فون بند کر دیا، اسی وقت کپتان نے کہا:

'' اب چونکہ معاملہ طے ہو گیا ہے ... لہٰذا آپ پانچ کے علاوہ یہاں جتنے لوگ بھی موجود ہیں... وہ جہاز کے ارد گرد سے ہٹا لیے جائیں۔''

'' ٹھیک ہے۔''

اور پھر انہوں نے اکرام کو صورت حال بتا دی ...

اس پر اس نے کہا:

'' یہ تو آپ لوگوں نے بہت خطرناک فیصلہ کیا ہے۔''

'' اللہ مالک ہے ... جہاز کو روکنے سے دونوں ملکوں کے تعلقات خراب ہونے کا ڈر تھا۔''

'' اور اب آپ جو خطرے میں ہوں گے ... سونے پر سہاگہ یہ کہ انسپکٹر صاحب بھی ساتھ نہیں ہیں... آپ لوگ ہوں گے بھی سمندر میں ... چاروں طرف سے آپ کو کوئی مدد بھی نہیں مل سکے گی۔''

'' ہاں انکل! یہ سب مسائل تو ہیں... لیکن ہم کر بھی کیا سکتے ہیں... آپ فکر نہ کریں اور یہاں سے اپنی فورس ہٹا

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لیں۔"

" یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہوگا۔" اکرام نے اور پریشان ہو کر کہا۔

" کیا مطلب ؟" محمود چونک کر بولا۔

" جب تک جہاز روانہ نہیں ہو جاتا... اس وقت ہمیں جہاز کے گرد موجود رہنا چاہیے۔"

" اچھی بات ہے... میں ان سے بات کرتا ہوں۔"

" بات نہیں کرنی... صرف یہ کہنا ہے کہ یہ ہماری شرط ہے۔"

" اچھا !" اس نے کہا اور کپتان کی طرف مڑا۔

" جہاز کے روانہ ہونے تک جہاز کے ارد گرد موجود ہمارے آدمی جوں کے توں موجود رہیں گے۔"

اس کی بات سن کر کپتان کی پیشانی پر بل پڑ گئے... چند لمحے تک وہ سوچتا رہا، آخر بولا:

" اچھا یونہی سہی۔"

" تو پھر میں چلوں... اب تو معاملہ طے ہوگیا۔"

" ہاں! ٹھیک ہے... ہماری طرف سے آپ کو کوئی ایسی

ویسی خبر سننے میں نہیں آئے گی... ان حضرات کو کسی نے غلط اطلاع دی ہے... جہاز پر کچھ نہیں ہے۔"

" میں سمجھتا ہوں... لیکن چونکہ ایک معاملہ پیش آگیا... اب اس کے لیے کچھ تو کرنا تھا نا... اس میں ان لوگوں کا بھی کوئی قصور نہیں...۔" وزیر خارجہ نے ان سب پر ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

" اچھا مسٹر راڈرک پیٹر... امید ہے اب آپ مطمئن ہوگئے۔"

" ضرور کیوں نہیں۔" راڈرک پیٹر مسکرایا۔

پھر دونوں نے ہاتھ ملائے... وزیر خارجہ نے ان سے بھی ہاتھ ملائے اور ہیلی کاپٹر کی سیڑھی کی طرف بڑھ گئے... جلد ہی ہیلی کاپٹر پرواز کر گیا:

" اب آپ لوگوں کا کیا پروگرام ہے... جہاز پر رہیں گے... یا نیچے اپنے ساتھیوں کے پاس جائیں گے۔"

" جی ہاں! ہم نیچے جائیں گے... اور جب سیڑھی اٹھانے کا وقت ہو جائے گا... تب ہم جہاز پر سوار ہوں گے۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"بالکل ٹھیک ہے ... شکریہ... آپ لوگ بہت اچھے ہیں... بلاوجہ ایک غلط فہمی درمیان میں آ کودی... میں بیس سال سے اس جہاز کو یہاں لا رہا ہوں... یہاں سے اپنے ملک لے جا رہا ہوں ... آج تک ایسی بات نہیں ہوئی... اور آپ دیکھ ہی لیں گے ... یہاں کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے ... ان شاء اللہ ہم دیکھ لیں گے۔"

"آؤ بھئی چلیں۔"

خان رحمان نے سب سے کہا ... وہ لگے مڑنے... ایسے میں فرزانہ چونک اٹھی... اس کی آنکھوں میں حیرت پھیل گئی۔ منہ سے بے ساختہ نکل گیا:

"ارے! یہ کیا۔"

سب چونک کر اس کی طرف مڑے... کپتان راڈرک پیٹر نے بھی چونک کر اس طرف دیکھا... اس وقت تک فرزانہ چند قدم آگے بڑھ کر کوئی چیز اٹھا چکی تھی:

☆☆☆☆☆

کیبن میں

"کیا ہوا فرزانہ ... خیر تو ہے ..." محمود نے جلدی سے کہا۔

"کک... کچھ نہیں... آؤ چلیں۔" فرزانہ نے قدرے گھبرا کر کہا۔

"ایک منٹ! آپ نے یہاں سے کیا اٹھایا۔"

"وہ... آپ ہی کوئی چیز نہیں۔"

"نہ سہی... لیکن آپ نے جہاز پر سے اٹھائی ہے... لہٰذا مجھے دکھائے بغیر آپ نہ لے جائیں۔"

"میں نے بتایا تو ہے ... اس چیز کا تعلق جہاز سے نہیں ہے... نہ وہ آپ کی یا آپ کے عملے میں سے کسی کی ہو سکتی ہے۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ آپ کیسے کہہ سکتی ہیں ، ہوسکتا ہے ... وہ چیز میری ہو ... یا میرے عملے میں سے کسی کی ہو ۔"

"جی نہیں ... وہ چیز نہ آپ کی ہے ... نہ آپ کے عملے کی ہے ... یہ بات میں دعوے سے کہہ سکتی ہوں ۔"

"تب پھر اپنے دعوے کی سچائی کا ثبوت دیں ..."

راڈرک پیٹر مسکرایا، کیونکہ جب تک فرزانہ وہ چیز دکھا نہ دیتی... اس وقت تک اپنی بات ثابت نہیں کرسکتی تھی ... اس نے بے چارگی کے عالم میں اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا...

اس وقت خان رحمان بولے :

"چلو کوئی بات نہیں ... دکھادو ۔"

"آپ کہتے ہیں تو دکھا دیتی ہوں انکل... ورنہ میں دکھانے والی تھی نہیں ۔" فرزانہ مسکرائی اور پھر اس نے اپنی مٹھی کھول دی۔

"یہ کیا ... یہ تو کچھ بھی نہیں ۔"

انہوں نے دیکھا، اس کی ہتھیلی پر ایک سمجھ میں نہ آنے والی چیز موجود تھی ۔ وہ شیشے کی ایک بہت باریک سی نلکی تھی... اس کا ایک منہ قدرے کھلا تھا... جب کہ دوسرا منہ بہت

باریک تھا...مطلب یہ کہ کھلے منہ سے اگر کوئی چیز داخل کی جاتی تو باریک منہ سے مشکل سے ہی نکل سکتی تھی ۔

"یہ کیا ہے بھئی ؟" راڈرک پیٹر کے منہ سے نکلا۔

"بس میری بات ثابت ہوگئی ۔" فرزانہ مسکرائی ۔

"کیا مطلب ؟" کئی آوازیں ابھریں۔

"اگر انہیں معلوم ہی نہیں کہ یہ کیا ہے ... تو یہ ان کی کیسے ہوسکتی ہے... یا پھر جہاز کے عملے میں سے کسی کی ہے... تو اسے بتانا ہوگا کہ یہ کیا ہے... کس کام آتی ہے... تبھی یہ اس کی ہوسکتی ہے۔" فرزانہ پرسکون آواز میں کہتی چلی گئی۔

جہاز کے عرشے پر یک دم سناٹا چھا گیا ... اب وہ سب ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے ... آخر کپتان راڈرک پیٹر کی آواز سنائی دی :

"ٹھیک ہے... یہ چیز ہم میں سے کسی کی نہیں ... لہذا آپ رکھ لیں، ہمیں اس کا کیا کرنا ... جو مزدور جہاز پر سامان لدواتے رہے ہیں، یہ ضرور ان میں سے کسی کی ہوسکتی ہے ۔"

"ہوسکتا ہے ۔" خان رحمان نے کہا۔

فرزانہ نے اس نلکی کو پلاسٹک کی چھوٹی سی تھیلی میں

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رکھا اور محمود کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی:

'' یہ ذرا تم اپنی جیب میں رکھ لو ... کیا خبر ... ہمارے کام کی ثابت ہو جائے۔''

'' اچھی بات ہے۔''

پھر وہ جہاز سے نیچے اتر آئے... اب وہ سب ایک جگہ جمع ہوئے... اکرام بھی وہیں آ گیا ... اس وقت محمود نے وہ نلکی نکال کر اکرام کو دکھائی:

'' انکل! آپ بتا سکتے ہیں، یہ کیا ہے۔''

اکرام چند لمحے تک اسے دیکھتا رہا پھر بولا:

'' نہیں! میں نہیں جانتا، یہ کیا چیز ہے ... یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ **شیشے** کی ایک نلکی نما چیز ہے۔''

'' ہاں! اور یہ کہ اس کا ایک منہ قدرے کھلا ہے جب دوسرا منہ بالکل باریک ہے... سوئی جتنا منہ ہوگا اس کا۔''

'' اب اللہ جانے یہ کیا ہے۔''

'' خیر... مجھے ایک گمان گزرتا ہے ...'' فرزانہ بڑبڑائی۔

'' چلو بتا دو کیا ہے، وہ گمان؟'' فاروق نے منہ بنایا۔

'' یہ نلکی کہیں وزیر خارجہ صاحب سے نہ گری ہو۔''

'' شیخ جبران سے ... تو کیوں نہ ان سے پوچھ لیا جائے۔''

'' اوہ ہاں! یہ مناسب رہے گا ....''

محمود نے آئی صاحب سے ان کا موبائل نمبر پوچھا... اور ان سے کہہ بھی دیا کہ انہیں فون کر کے بتا دیں... ہم بحری جہاز کے عرشے سے ملنے والی ایک چیز کے بارے میں ان سے پوچھنا چاہتے ہیں۔

جلد ہی محمود نے ان کا نمبر ملایا۔ فوراً ہی ان کی آواز سنائی دی:

'' ہاں جی... کیا بات ہے؟''

'' جب آپ ہیلی کاپٹر سے جہاز کے عرشے پر اترے تھے ... اس وقت آپ کی جیب سے کوئی چیز تو نہیں گری... میرا مطلب ہے آپ کی کوئی چیز گم تو نہیں ہوئی۔''

'' یہ تو میں اپنی جیبوں کا جائزہ لے کر ہی بتا سکتا ہوں۔''

'' چلیے دیکھ لیں پھر۔''

اور پھر انہوں نے ایک منٹ بعد کہا:

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

”نہیں! میری کوئی چیز نہیں گری۔“

”شکریہ! بس یہی معلوم کرنا تھا۔“

فون بند کر کے محمود ان کی طرف مڑا:

”ہاں تو اب کیا پروگرام ہے۔“

”ابا جان سے ایک بار پھر رابطہ کرنے کی کوشش کر لیتے ہیں۔“

محمود نے کوشش کی ... لیکن موبائل بند تھا:

”اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہم ان کے بغیر جہاز پر روانہ ہو جائیں۔“

”اور میرے نزدیک یہ انتہائی خطرناک ہوگا۔“ اکرام نے کہا۔

”لیکن انکل! ہم کر بھی کیا سکتے ہیں ... ہاں ... ارے اوہ...“ یہ کہتے ہوئے فرزانہ اچھل پڑی۔

لگتا ہے ... کسی چیونٹی نے کاٹ لیا۔“ فاروق نے منہ بنایا۔

”نہیں... ایک خیال سوجھا ہے ... ابا جان کی بجائے ہم انکل کامران مرزا کو لے چلتے ہیں... ان کے ساتھ آصف،

آفتاب اور فرحت بھی آجائیں تو ہمارا دل لگا رہے گا۔“

”افسوس!“ خان رحمان کے منہ سے نکلا۔

”کس بات پر؟“ فاروق نے جلدی سے پوچھا۔

”ہم معاہدہ کر چکے ہیں کہ چھ آدمی ساتھ جائیں گے ... لہٰذا ہم صرف انکل کامران مرزا کو بلا سکتے ہیں۔“

”لیکن وہ ڈیڑھ گھنٹے میں نہیں آسکیں گے۔“

”ہاں! یہ بھی ہے۔“

”میں تو کہتا ہوں... اللہ پر بھروسہ رکھو... اس کا نام لے کر چلو۔ دیکھا جائے گا۔“

”ہاں! اب یہی کرنا ہوگا۔“

اور پھر ڈیڑھ گھنٹے بعد جہاز نے پہلی وسل دی ...انہوں نے اکرام اور اس کے ماتحتوں کو الوداع کہا اور سیڑھی کی طرف بڑھ گئے... جلد ہی وہ عرشے پر کھڑے الوداعی انداز میں ہاتھ ہلا رہے تھے... نیچے اکرام اور اس کے ساتھی ہاتھ ہلا رہے تھے... ایسے میں اکرام اور اس کے ساتھیوں کی آنکھوں میں آنسو آگئے... اکرام کے منہ سے نکلا:

”یہ لوگ ... کس قدر عجیب لوگ ہیں... اپنے وطن کے

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لیے ہر وقت قربانی دینے کے لیے تیار رہتے ہیں... نہ دن کے چین کا خیال انہیں، نہ رات کے آرام کا۔''

جہاز آہستہ آہستہ دور ہوتا جا رہا تھا... اور ان کے ہاتھ ہل رہے تھے... یہاں تک کہ وہ انہیں نظر آنے بند ہو گئے... اکرام اور اس کے ساتھی... اپنی گاڑیوں کی طرف بڑھ گئے۔

ادھر وہ بدستور ساحل کی طرف منہ کر کے کھڑے تھے۔ جب ساحل پر موجود ان کے ساتھی دکھائی دینے بند ہو گئے، تب وہ عرشے کی طرف بڑھے... کپتان اور عملے کے کچھ لوگ ان سے کچھ فاصلے پر باتوں میں مصروف تھے۔ انہیں مڑتے دیکھ کر راڈرک نے کہا:

''اب آپ لوگوں کا کیا پروگرام ہے۔''

''اگر آپ اپنے چند ماتحتوں کے ساتھ ہمیں پورے جہاز کی سیر کرا دیں اور اس کے بعد ہمیں آزاد چھوڑ دیں... یعنی ہم جہاں چاہیں جائیں... جہاں کی چاہیں تلاشی لیں تو ہمیں آسانی ہو گی۔''

''میری ایک تجویز ہے۔'' راڈرک نے کہا۔

''جی فرمائیے۔''

''آج ہم سب بہت زیادہ تھک گئے ہیں... آپ اپنا کام صبح سے شروع کر لیں، پہلے آپ کو سارے جہاز کی سیر کرا دی جائے گی... پھر ہر جگہ جانے کی پوری آزادی ہو گی...''

''چلیے ٹھیک ہے۔''

''تب پھر آپ لوگ بھی آرام کریں... آپ کے لیے ایک کیبن کافی ہو گا یا دو دیے جائیں۔''

''ہم ایک کیبن میں رہنا پسند کریں گے۔''

''اچھی بات ہے... میں آپ لوگوں کو ایک کیبن دے دیتا ہوں... رات کا کھانا ہم ایک ساتھ کھاتے ہیں... آج آپ بھی ہمارے ساتھ کھا لیں۔ کل پھر آپ جیسے پسند کریں گے... انتظام کر دیا جائے گا۔''

''ٹھیک ہے۔''

پھر انہیں عرشے پر ہی ایک کیبن دے دیا گیا... کیبن کے درمیان میں میز تھی اور اس کے گرد کرسیاں... دیوار کے ساتھ اوپر تلے تین بستر لگے تھے اور دوسری دیوار کے ساتھ بھی تین بستر تھے... گویا انہیں چھ آدمیوں والا کیبن

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیا گیا تھا۔

آٹھ بجے کے بعد انہیں کھانے کے لیے بلایا گیا ... کھانے کے بعد وہ کچھ دیر تک عرشے پر چہل قدمی کرتے رہے... جب نیند محسوس ہونے لگی تو اپنے کیبن میں آ گئے۔

اس رات انہیں بہت گہری نیند آئی... دوسرے دن آنکھ کھلی تو کیبن کی کھڑکی سے دھوپ اندر آ رہی تھی ... وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے:

''اُف مالک ...'' محمود نے بوکھلا کر کہا۔

پھر محمود اٹھا اور کیبن کے دروازے کی طرف بڑھا... اس نے دیکھا ... اندر کی چٹخنی تو لگی ہوئی ہی نہیں تھی ... نیند کی زیادتی کی وجہ سے وہ دروازہ اندر سے بند کرنا بھول گئے تھے... محمود نے چاہا، دروازہ کھول دے، لیکن اس کے ہاتھ دروازے پر چپک کر رہ گئے:

''کیا بات ہے ... دروازے پر گوند لگا ہوا ہے کیا۔'' فاروق نے کہا۔

''نہیں ...۔'' محمود کھوئے کھوئے انداز میں بولا۔

''نہیں... تو پھر دروازہ کیوں نہیں کھولتے۔''

''یہ دروازہ جہاز کے کیبن کا ہے۔'' محمود نے جواب دیا۔

''تو پھر اس سے کیا ہوتا ہے۔'' فرزانہ بولی۔

''اس سے یہ ہوتا ہے کہ میں جہاز کا کپتان نہیں ہوں۔''

''کیا اوٹ پٹانگ باتیں کر رہے ہو۔''

''ابھی تم بھی کرتے نظر آؤ گے۔''

''کیا مطلب؟''

''مطلب یہ کہ دروازہ باہر سے بند ہے۔''

''کیا !!!'' وہ ایک ساتھ بولے۔

''کیوں ...'' اب اتنی زور سے کیوں چلائے۔

''اس ... اس کا مطلب ہے ... کپتان راڈرک نے دھوکا کیا۔''

''لیکن یہ بے چارہ خود دھوکا کھا گیا ...'' فرزانہ مسکرائی۔

''اوہ ہاں! انکل اکرام کے ذمے ہم لگا آئے تھے کہ ہم سے برابر رابطہ رکھیں... اب ظاہر ہے... وہ ہمیں فون کرتے رہے ہوں گے ... اور جب رابطہ قائم کرنے میں کامیاب نہیں ہوں گے تو یہ بات انہوں نے آئی جی صاحب کو بتائی

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوگی... اس طرح بات اوپر کی سطح تک گئی ہوگی اور اب بہت جلد اس جہاز کو گھیرے میں لے لیا جائے گا ...لہٰذا فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔''

'' ٹھیک ہے ... کیبن کا دروازہ اندر سے بند کردو...ہم باہر نہیں جا سکتے تو باہر سے بھی کوئی اندر نہ آسکے۔'' خان رحمان بولے۔

محمود نے دروازہ بند کر دیا اور ان کے پاس آکر بیٹھ گیا۔

''ویسے ایک لحاظ سے یہ اچھا ہوا ... اب ہم فوج کی مدد سے جہاز کی تلاشی لے سکیں گے۔''

ایسے میں دروازے پر زور دار انداز میں دستک ہوئی، ساتھ ہی راڈرک پیٹر کی آواز گونج اٹھی:

'' دروازہ کھول دو... تمہیں ایک دل خوش کن نظارہ دکھانا ہے۔''

☆☆☆☆☆

ایک تیر سے تین شکار

انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا، پھر محمود نے مسکرا کر کہا:

'' مسٹر راڈرک پیٹر... یہ سب کیا ہے ... ہمارا اور آپ کا تو ایک معاہدہ ہوا تھا۔''

'' وہ معاہدہ تمہارے ملک کی بندر گاہ پر ہوا تھا...اور ہم اس وقت تمہارے ملک کی سمندری حدود سے نکل آئے ہیں۔''

'' کیا !!! '' ان کے منہ سے مارے خوف کے نکلا... کیونکہ یہ خبر ان کے لیے خوفناک تھی۔

'' ہاں! ایسا ہی ہے۔''

'' یہ کیسے ممکن ہے ... ایک رات کے سفر سے جہاز ہمارے ملک کی سمندری حدود سے نکل گیا۔''

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"بالکل نکل گیا ... ہم نے رات جہاز کی رفتار انتہائی حد تک رکھی تھی ... یعنی جہاز کو اس سے زیادہ تیز چلانا ممکن ہی نہیں تھا۔"

"حیرت ہے ... جب ہمارے ساتھیوں کا ہم سے رابطہ نہیں ہوسکا تھا... تو انہیں اسی وقت حرکت میں آجانا چاہیے تھا... لیکن ہم دیکھ رہے ہیں... دن نکل آیا ہے ... ساری رات گزر گئی ہے... لیکن ان کی طرف سے کچھ نہیں کیا گیا ... ظاہر ہے ... آپ نے ہماری جیبوں سے موبائل نکال کر آف کر دیے ہوں گے ..." فرزانہ بولی۔

"میں اتنا بے وقوف نہیں... تم لوگوں کے موبائل میں نے آن رہنے دیے تھے ... اب موبائل تو آن ہیں اور تمہارے ساتھی فون کر رہے ہوں... لیکن ادھر سے جواب نہ مل رہا ہو تو اس کا مطلب وہ لیں گے نا کہ تم لوگ گہری نیند سوئے ہوئے ہو... ورنہ گڑبڑ ہوتی تو وہ بالکل آف ہوتے... بس اس لیے میں نے موبائل آف نہیں کیے تھے... رات بھر گھنٹیاں بجتی رہیں، بلکہ ... صبح ہونے پر گھنٹیوں کا سلسلہ پھر شروع ہوگیا ہے... اب ظاہر ہے ... تم لوگوں کے ساتھی

پریشان ہوگئے ہوں گے ... لیکن اب وہ کچھ نہیں کر سکتے... کیونکہ اب ہم شارجستان کی سمندری حدود میں ہیں ... اب اگر تمہارے ملک کی فوج تم کو بچانے کے لیے آتی ہے تو شارجستان کی بحری فوج ان کے راستے میں آئے گی ...اور صرف تم لوگوں کے لیے تمہارا ملک اپنے سے کئی گنا بڑے ملک سے جنگ مول نہیں لے گا... پھر اگر وہ جنگ مول لے بھی لے تو بھی کون اس جہاز تک پہنچ پائے گا۔ پورے شارجستان کی بحری فوج مقابلے میں آکھڑی ہوگی ...اور اوپر سے ان کی فضائیہ ان کی مدد کرے گی ... کیونکہ آخر یہ ان کے ملک کی حدود ہیں۔"

"نن نہیں۔" ان کے منہ سے مارے خوف کے نکلا۔

"اور... اور۔" پروفیسر داؤد اتنا کہہ سکے... آگے کہتے کہتے رک گئے۔

"ہاں پروفیسر انکل... ہم جانتے ہیں... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ اللہ پر بھروسہ رکھیں۔"

"اچھ... اچھا۔" ان کے منہ سے نکلا۔

"اب اگر تم ایک دل خوش کن نظارہ دیکھنا چاہتے ہو تو

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دروازہ کھول کر باہر آجاؤ... نہیں دیکھنا چاہتے ہو تو کمرے میں بند رہو ... جب بھوک اور پیاس سے بے دم ہو جاؤ گے ... اس وقت بھی تو آخر دروازہ کھولو گے۔''

''ہوں... اور وہ نظارہ کیا ہے۔''

''میں نے اندازہ لگا لیا ہے کہ تم لوگوں کو جہاز پر سے ہی کسی نے اطلاع دی تھی ، اس غدار کو پکڑنا ضروری تھا، سو جب ہم نے تم لوگوں کو کھانا کھلا کر گہری نیند سلا دیا ... تو اس بات کا اعلان ضروری تھا... تاکہ وہ غدار حرکت میں آئے اور ہم اسے پہچان لیں۔''

''ہم ... ہم سمجھے نہیں۔'' مارے حیرت اور خوف کے فاروق کے منہ سے نکلا۔

''میں بتاتا ہوں... پروگرام پہلے ہی طے کر لیا گیا تھا کہ تمہارے کھانے میں بے ہوشی کی دوا ملا دی جائے گی ... اس طرح تم تمام رات بے سدھ رہو گے ... اور صبح ہم تمہیں پکڑ لیں گے ... اب جہاز پر جو تم لوگوں کا ہمدرد ہے ... فکر مند ہوتا ... سو میں نے سب ساتھیوں کو رات کے کھانے کے بعد جمع کیا اور اپنا پروگرام انہیں بتا دیا ... ظاہر ہے ، اس

غدار نے بھی سن لیا ... اب اسے نیند کہاں آتی ... سو رات کی تاریکی میں وہ تم لوگوں کو جگانے کے لیے آگیا اور ہم نے اسے دبوچ لیا:

''نن نہیں۔'' ان کے منہ سے دکھ اور افسوس کے عالم میں نکلا۔

''اب ہم اسے عرشے پر کھڑا کر کے گولی مار رہے ہیں۔''

''نہیں۔'' وہ چلائے۔

''کیا تم اپنے اس ہمدرد کو پہلی اور آخری بار دیکھنا بھی پسند نہیں کرو گے... جو تم لوگوں کی خاطر جان دے رہا ہے۔''

''ہم... ہم اسے دیکھیں گے ... اس کی عظمت کو سلام کریں گے۔'' فرزانہ نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

''ہاں ! ہم اسے دیکھیں گے ... اسے سلام کریں گے۔'' ان سب نے کہا۔

''تو پھر باہر آجاؤ۔''

انہوں نے دروازہ کھولا اور باہر آگئے... اس شخص کو دیکھنے کے لیے تو وہ پہلے ہی بے چین تھے ... اور اب تو اسے سزائے موت دی جارہی تھی۔ جونہی وہ باہر نکلے ... انہیں

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بیسیوں آدمیوں نے ہلہ بول کر چھاپ لیا... اور رسیوں سے جکڑ دیا ...یوں بھی ان کے سامنے آٹو میٹک رائفلوں والے کھڑے تھے... وہ کر ہی کیا سکتے تھے۔

وہ انہیں آگے لے چلے ... یہاں تک کہ عرشے کے کنارے کے نزدیک آگئے... وہاں ایک مستول کے ساتھ ایک آدمی کھڑا نظر آیا... اس کے چہرے پر خوف کے آثار دور دور تک نہیں تھے۔ چار آدمی کلاشن کوفیں اس کی طرف تانے کھڑے تھے:

"یہ لو جنجو ... وہ آگئے... جن سے تم محبت کرتے ہو ... جن کے لیے آج تم جان دے رہے ہو ... کاش مجھے پہلے معلوم ہوجاتا ... میں اسی وقت تمہیں جہاز کے عملے سے نکال باہر کرتا...اور ہمیں یہ دن نہ دیکھنا پڑتا ... اب ان لوگوں کی وجہ سے ہمیں الجھن پیش آئے گی ... کیونکہ ان کا ملک ہمارے ملک سے ان لوگوں کو طلب کرے گا ... خیر ... یہ تو بعد کی بات ہے ... پہلے تو اس کے معاملے سے فارغ ہولیں ... سنو بھئی ... یہ تم لوگوں کا بہت ہمدرد ہے ... ہم نے اسے جہاز پر ایک شارجستانی ہونے کے ناطے ملازم رکھا تھا... لیکن

ہمیں پتا ہی نہ چلا کہ یہ کب تمہارے ملک کا ہمدرد ہوگیا ... لیکن اس نے اس بات کو چھپائے رکھا ... اب جب ہم تمہارے ملک کی ایک اہم ترین چیز کو اڑائے لیے جا رہے ہیں ... تو یہ درمیان میں آگیا ...اس نے ایک انتہائی خطرناک فیصلہ کیا۔ تم لوگوں کے نمبر پہلے ہی کسی طرح حاصل کر چکا ہے... اور غالباً تم یا تمہارے والد سے ایک آدھ مرتبہ بات بھی کر چکا ہے... بس جب اسے یہ بات معلوم ہوئی تو اس سے رہا نہ گیا اور تمہیں فون کر بیٹھا...یہاں سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اسے کیسے پتا چل گیا ... تو اس کا جواب بہت آسان ہے ... ہمارے جہاز پر سب انتہائی بااعتماد لوگ ملازم ہیں ... سو ہمیں تو یہی پتا تھا کہ یہ ہمارا ساتھی ہے ... لیکن یہ اندر سے تمہارے ملک کا ہمدرد ہوچکا تھا... بس اس نے تمہیں فون کر دیا... اور ہم نے بھی یہ بات تو جان ہی لی تھی کہ عملے میں سے کسی نے یہ خبر تم لوگوں کو دی ہے، اسے پکڑنا بھی ضروری تھا... گویا اس طرح ہم نے ایک تیر سے تین شکار کیے ہیں۔"

"تین شکار؟" ان کے منہ سے نکلا۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہاں! ایک تو اس غدار کو پہچان لیا، دوسرے تم لوگوں پر قابو پا لیا... تیسرے تمہارے ملک کی بہت ہی اہم چیز لے آنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔"

"ہوں... واقعی... لیکن ہم اپنے ہمدرد سے بہت محبت محسوس کر رہے ہیں... کیا آپ ہمیں ان سے چند باتیں کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔" محمود نے غم زدہ لہجے میں کہا۔

"ضرور... کیوں نہیں... تم اس غدار کے قریب جا کر بات چیت کر سکتے ہو... ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔" راڈرک پیٹر نے شوخ لہجے میں کہا۔

"شکریہ!" انہوں نے کہا اور اس کی طرف قدم بڑھانے لگے۔

"دوست! آپ کون ہیں۔" خان رحمان نے نزدیک پہنچ کر اس سے پوچھا۔

"میرے لیے یہ بات انتہائی خوشی کی ہے کہ آپ نے مجھے دوست کہا۔"

"آپ سے بہتر دوست کون ہوگا... جو جان دے رہا

ہے۔"

"مجھے اس بات کی کوئی پروا نہیں... کوئی رنج نہیں... زندگی کسی مقصد کے لیے قربان کر رہا ہوں... فضول ضائع نہیں کر رہا... موت تو یوں بھی آخر ایک دن آنی ہوتی ہے۔"

"ہاں!... آپ کا نام کیا ہے۔" خان رحمان بولے۔

"میرا نام جنجو ہے... میں شارجستانی ہوں ... تقسیم سے پہلے میرے والدین آپ کے ملک کے علاقے میں ہی رہتے تھے اور تقسیم کے بعد شارجستان چلے آئے تھے۔ لیکن انہیں آج بھی اس زمین سے محبت ہے... میں یہاں پیدا نہیں ہوا تھا لیکن یہ میرے ماتا پتا کی جنم بھومی ہے اور میں اس ملک سے اتنا ہی پیار کرتا ہوں جتنا اپنے ملک شارجستان سے... میں یہ گوارا نہیں کرسکتا کہ کوئی آپ کے ملک کو نقصان پہنچائے چاہے وہ شارجستان ہی کیوں نہ ہو۔"

"بہت خوب! آپ ہم سے کیسے متاثر ہوئے۔"

"آپ لوگوں کے کارنامے پڑھ پڑھ کر۔"

"اوہ... اور ہمارا فون نمبر کس طرح حاصل کیا۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

''چند صحافی میرے دوست ہیں ان کے ذریعے۔''

''ہم اس وقت بہت رنج محسوس کر رہے ہیں... کیونکہ صورت حال ایسی ہے کہ ہم آپ کے لیے کچھ نہیں کر سکتے ... ہم بحری جہاز پر ہیں... نشہ آور کھانے کا اثر اب تک باقی ہے اور ہم انتہائی کمزوری محسوس کر رہے ہیں۔''

''آپ میری فکر نہ کریں... اس چیز کی فکر کریں ... جو یہ ساتھ لے جا رہے ہیں۔''

''اوہ ہاں! آپ بتا دیں... وہ ہے کیا چیز۔''

''افسوس! میں نہیں جانتا ... بس اتنا جانتا ہوں کہ کوئی چیز اس جہاز پر لے جائی جا رہی ہے ... وہ بھی ان کی لاعلمی میں نے انہیں باتیں کرتے سن لیا تھا... کپتان کسی سے فون پر کہہ رہا تھا ... وہ چیز اب جہاز پر ہے ... اور یہ ہماری سب سے بڑی کامیابی ہے۔''

''ہوں... خیر... کوئی بات نہیں... اب جب کہ یہ ہمیں ساتھ لے جا رہے ہیں... ہم یا تو جان دے دیں گے ... یا پھر اپنے ملک کی چیز واپس ملک پہنچائیں گے۔''

''بھگوان کرے ایسا ہو... کاش میں اس وقت تک زندہ

ہوتا ... اور اپنی آنکھوں سے آپ لوگوں کی کامیابی کو دیکھتا۔''

''بہت خوب!'' کپتان چہکا۔

''یہ بہت خوب کہاں سے آٹپکا۔'' فاروق نے منہ بنایا۔

''اس کی خواہش سن کر میں اس کی موت کا حکم واپس لیتا ہوں۔''

''کیا !!!'' وہ مارے خوشی کے چلائے۔

''ہاں! اب یہ پہلے تم لوگوں کی موت دیکھے گا ... پھر خود اس کی باری ہوگی۔''

''نہیں نہیں... میں ان لوگوں کی موت نہیں دیکھ سکتا... مجھے اسی وقت دوسری دنیا میں پہنچا دیا جائے۔''

''بے وقوف ! اب یہ نہیں ہوگا۔''

''واہ حیرت ہے ... کمال ہے ... یہ ہے اللہ کی قدرت۔'' پروفیسر داؤد نے چہکتی آواز میں کہا۔

''کیا مطلب ؟''

''دیکھیں نا ... آپ انہیں مارنے پر تلے تھے... اب زندہ رکھنے پر مجبور ہو گئے ہیں... یہ ہے میرے اللہ کی قدرت۔''

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

’’ایسی بات نہیں ... میں اسے بتانا چاہتا ہوں... تم اپنے مقصد میں ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے بلکہ۔‘‘

بلکہ کہہ کر وہ رک گیا... اس نے ڈرامائی انداز میں ان سب کی طرف دیکھا، پھر طنزیہ انداز میں بولا۔

’’بلکہ میں تم لوگوں کو کھلی چھٹی دے رہا ہوں۔‘‘

’’کھلی چھٹی ... کیا مطلب؟‘‘ ان سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

’’کھلی چھٹی کا مطلب تو خیر کھلی چھٹی ہی ہوتا ہے... لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہورہا ہے کہ جناب کپتان ہمیں کس قسم کی کھلی چھٹی دے رہے ہیں۔‘‘

’’ہاہاہا۔‘‘ وہ ہنسا۔

’’گویا آپ ہمیں ہنسنے کی کھلی چھٹی دے رہے ہو۔‘‘

’’نہیں... ہنسیں گے تو اب ہم ... تم لوگوں پر ... جاؤ ... تلاش کرو... پورے جہاز پر ... کیا چیز ہے جو ہم تمہارے ملک کی لے جا رہے ہیں اور بچا کر لے جاؤ اسے اپنے ملک ... ہاہاہا... ہاہاہا۔‘‘

وہ پاگلوں کی طرح ان کی طرف دیکھنے لگا ... یوں لگتا

تھا... وہ سچ مچ پاگل ہو گیا ہے... پھر اس نے اپنے جسم کو ایک زبردست جھٹکا دیا... اور گردن اکڑا کر بولا:

’’تم جہاز کی تلاشی لے سکتے ہو ... ہمیں کوئی اعتراض نہیں ... لیکن۔‘‘

☆☆☆☆☆

ندیم

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھلی چھٹی

لیکن کے بعد وہ رک گیا... چند لمحے تک انہیں دیکھتا رہا... آخر اس نے کہا:

"لیکن چار مسلح کمانڈوز والے ہروقت ہر لمحے تمہارے سروں پر موجود رہیں گے۔"

"ٹھیک ہے... ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔"

"اب تم یہ خود سوچ سکتے ہو..." راڈرک پیٹر ایک بار پھر ہنسا۔

"کیا سوچ سکتے ہیں... یہ آپ بات کرتے کرتے رک کیوں جاتے ہیں۔" فاروق نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"میں تم لوگوں کو جھنجلاتے ہوئے، بل کھاتے اور تلملاتے

ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"آخر کیوں... کوئی خاص دشمنی ہے ہم سے۔"

"ہاں یہی بات ہے... تم لوگوں کو میں اپنا بدترین دشمن خیال کرتا ہوں۔"

"ہوں تو یہ بات ہے... آپ نے ہمیں جو کھلی چھٹی دی... ہم اس کے لیے آپ کے شکر گزار ہیں... لیکن ایک بات تو بتائیے۔"

"ضرور پوچھو... ایک نہیں... جتنی جی چاہو پوچھو... سب کا جواب ملے گا... بلکہ سچ پوچھو تو منہ توڑ جواب ملے گا..."

"شکریہ! اگر ہم وہ چیز تلاش کر لیں تو آپ ہمیں وہ یہاں سے اپنے ملک لے جانے دیں گے۔"

"ہرگز نہیں... ہاں تم میں طاقت ہو تو لے جانا۔"

"کیا ہم جہاز پر اپنے والد کو بلا سکتے ہیں۔"

"اب تم اپنے ملک سے رابطہ نہیں کر سکتے۔" اس نے انکار میں سر ہلایا۔

"گویا ہمیں جو کچھ کرنا ہے، اپنے بل پر کرنا ہے۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہاں! کس بل بھی تو تمہارے اسی جہاز پر نکلتے ہیں۔" وہ ہنسا۔

"اور مسٹر جنجو کے بارے میں کیا سوچا ہے آپ نے۔"

"اسے ایک کیبن میں قید رکھا جائے گا ... تم کامیاب ہو گئے تو اسے تمہاری کامیابی کی خبر دے دی جائے گی ... اس کے بعد تم لوگوں کو ختم کردیا جائے گا... بعد میں اس کی باری آئے گی۔"

"ہوں... ٹھیک ہے ... ہمیں منظور ہے۔" محمود نے کہا ... کیونکہ وہ اور کر بھی کیا سکتے تھے۔

"کرسٹل... اب یہ تم لوگوں کے حوالے ہیں ... خیال رہے ... بہت چالاک ہیں... کوئی چال نہ چل پائیں۔"

"یہ اور کرسٹل سے چال چل جائیں گے سر ... ناممکن۔"

"ویری گڈ۔" راڈرک نے خوش ہوکر کہا۔

"آپ فکر نہ کریں ... چوبیں گھنٹے یہ ہمارے مسلح کمانڈوز کے سائے میں رہیں گے۔"

"ٹھیک ہے ... اب یہ جو کہیں کرو... جب یہ آرام کرنا چاہیں ، آرام کریں ، جب تلاشی لینا چاہیں ، تلاشی شروع

کردیں۔"

"ٹھیک ہے ... چلو بھئی... بتاؤ... فی الحال کیا کرنا چاہتے ہو۔"

"سب سے پہلے ہم ایک نظر سارے جہاز کو دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"اوہ اچھا... آؤ... پہلے عرشے کی سیر مکمل کر لو ... تم دیکھ ہی رہے ہو ، یہ عرشہ ہے ...اس کے ایک طرف انجن روم ہے ... تو دوسری طرف چند کیبن ہیں... باقی عرشے پر سوائے مستولوں کے اور کچھ نہیں ہے ،یہ کیبن جہاز کے انجینئر اور ان کے ماتحتوں کے ہیں... ان کے دس ماتحت ہیں... انجینئر کا نام جارج گلو ہے ... عرشے کے نیچے جو منزل ہے ... اس سے نچلی منزل میں جہاز کے کپتان اور ان کے پانچ ساتھی رہتے ہیں... اس سے نچلی منزل میں جہاز کی حفاظت کے لیے جو عملہ مقرر ہے ...وہ رہتا ہے ...سب لوگوں کی ڈیوٹیاں بدلتی رہتی ہے... سب سے نچلی منزل مال کے لیے ہے ...تم لوگوں کے ملک سے جو مال ہمارے ملک جاتا ہے ... وہ وہاں رکھا گیا ہے۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

”آپ نے یہ نہیں بتایا کہ حفاظتی عملے کی تعداد کتنی ہے۔“

”وہ کل پچاس ہیں، پچاس کے پچاس اسلحے سے پوری طرح لیس ہیں... اور ہر قسم کا اسلحہ چلانے کے ماہر ہیں۔ بس یہ ہے جہاز کا زبانی تعارف... تم دیکھنا چاہو تو چاروں منزلیں تفصیل سے دیکھ سکتے ہو۔“

”جہاز کا کوئی ایسا کونا... جس کا ذکر آپ نے نہ کیا ہو۔“ فرزانہ نے سوچ میں گم لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب؟“ کرسٹل نے چونک کر کہا۔

”مطلب یہ کہ کوئی حصہ ایسا بھی تو ہوسکتا ہے... جس کے بارے میں آپ لوگوں نے نہ بتایا ہو... اور وہیں آپ نے ہمارے ملک کی اس چیز کو رکھا ہوا ہو۔“

”اوہ... اوہ اچھا... تمہارا مطلب یہ ہے... خیر تو سن لو... جہاز میں ایک گوشہ واقعی ایسا ہے... لیکن ہم وہ گوشہ بھی تم کو دکھا دیں گے... تاکہ تم یہ نہ کہو... تم کو بس نام کی کھلی چھٹی دی گئی ہے... ورنہ تو جہاز کا ایک حصہ ایسا بھی ہے... جو دکھایا ہی نہیں جاتا۔“

”اور اس حصے میں کیا ہے۔“

”وہاں ہم جہاز کے قیدی رکھتے ہیں... جہاز پر کوئی جرم بھی ہوجاتا ہے نا... مثلاً عملے میں کوئی شخص کوئی جرم کر بیٹھتا ہے... تو ہم اسے قید میں ڈال دیتے ہیں اور اپنے ملک پہنچ کر اسے قانون کے حوالے کر دیتے ہیں... کیونکہ سزا دینا عدالت کا کام ہے... ہمارا نہیں... ایک مرتبہ جہاز کے عملے میں سے ایک نے چوری کرلی تھی... وہ پکڑا گیا... اسی طرح ایک مرتبہ دو ملازم آپس میں لڑ پڑے تھے، یہاں تک کہ ایک نے دوسرے کو مار ڈالا... چنانچہ قاتل کو قید میں ڈال دیا گیا... بس وہ حصہ اس غرض کے لیے ہے... تم لوگ دیکھنا چاہتے ہو تو دیکھ سکتے ہو... ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔“

”کیا اس وقت بھی وہاں کچھ قیدی ہیں۔“

”ہاں! تین قیدی ہیں۔“

”تب تو ہم اس جگہ کو ضرور دیکھیں گے... کیا خبر... آپ ہمارے ملک کے کسی اہم آدمی کو لے جا رہے ہوں...“

”تم ان قیدیوں کو دیکھ سکتے ہو۔“ کرسٹل ہنسا۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اور آپ اس جہاز پر مال کیا لے جا رہے ہیں۔"

"جو ہر سال لے جاتے ہیں ... تمہارے ملک میں بعض چیزیں مٹی کے بھاؤ ملتی ہیں اور ہم ان سے مصنوعات تیار کرکے سونے کے بھاؤ خود تمہارے ملک کو فروخت کرتے ہیں۔"

"ہوں ... مثلاً۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"چند معدنیات ... جن پر ہم نے تجربات کیے ہیں اور تمہارے ملک میں جسے کوئی اہمیت حاصل نہیں ... بس اس بارے میں اس سے زیادہ نہیں بتا سکتا۔"

"تب پھر ہم سب سے پہلے اس قید خانے کو دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"دیکھا تم نے۔" کرسٹل اپنے ماتحتوں کی طرف مڑا۔

ان کے سر جھک گئے:

"یہ کیا بات ہوئی ... آپ نے ان سے یہ کیوں کہا۔"

"میں کھلی چھٹی دینے کے خلاف تھا ... جب کہ یہ سب چاہتے تھے ... تم لوگوں کو کھلی چھٹی دی جائے ... تاکہ تم دل کی بھڑاس نکال سکو ..."

"تو پھر! اب کیا ہوگیا ہے۔"

"تم لوگوں نے سب سے پہلے قید خانے دکھانے کا مطالبہ کر دیا ... حالانکہ یہ تو ہمارے پروگرام ہی میں شامل نہیں تھا۔"

"آپ اپنا فیصلہ تبدیل کر دیں ... ہماری چھٹی بند کر دیں ... ہم خود ہی اسے کھول لیں گے۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"کیسے؟"

"اپنی بند چھٹی کو۔" فاروق نے فوراً کہا۔

وہ منہ بنا کر رہ گیا ... پھر بولا:

"اب جو فیصلہ ہونا تھا ہو چکا ... اگر تم ابھی اس قید خانے کو دیکھنا چاہتے ہو تو جا سکتے ہو ... کرسٹل تم لوگوں کو لے جائے گا ... اور ہاں! اس سے بچ کے رہنا ... کوئی غلط حرکت نہ کرنا ... یہ بہت سخت گیر ہے ... کسی کا لحاظ نہیں کرتا..."

"آپ نے بتا دیا... اچھا کیا۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"چلیے پھر کرسٹل صاحب... آپ کے قید خانے کی سیر ہوجائے۔"

"ہوں! چلو....۔"

اب وہ چار کلاشن کوفوں کے سائے میں آگے آگے چلے... وہ چاروں ان کے پیچھے تھے... کرسٹل آگے تھا، درمیان میں وہ تھے... کرسٹل کے ہاتھ میں بھی پستول تھا۔

انہیں سیڑھیاں اتر کر سب سے نچلی منزل یعنی جہاز کی تہہ میں جانا پڑا۔ سیڑھیاں ختم ہونے پر انہیں بائیں طرف چلنے کے لیے کہا گیا...اب وہ ایک پتلی سی گلی سے گزر رہے تھے... اس گلی کے اختتام پر انہیں ایک دروازہ نظر آیا۔ اس پر تالا لگا تھا... کرسٹل نے جیب سے چابیاں نکال کر ایک چابی اس تالے کو لگائی... تالا فوراً کھل گیا... اب ان کے سامنے ایک گول میدان تھا... اور جیل نما کوٹھریاں دیوار کے ساتھ بنائی گئی تھیں... ان کوٹھریوں کے دروازوں پر لوہے کی سلاخیں بھی تھیں... کرسٹل ایک کوٹھی کے سامنے جا کر رک گیا ... وہ بھی سلاخوں کے سامنے جا کھڑے ہوئے... اندر ایک شخص نیم تاریکی میں بیٹھا نظر آیا۔ اس نے گھٹنوں میں سر

دے رکھا تھا:

"ایک قیدی تو یہ ہے۔" کرسٹل بولا۔

"اس کا نام۔"

"نام نہیں بتایا جاسکتا۔"

"خیر... یہ صاحب تو پیٹھ پھیر کر بیٹھے ہیں... کیا ہم ان سے بات بھی نہیں کرسکتے۔"

"کر لیں... اگر یہ جواب دے سکیں تو۔" کرسٹل نے ہنس کر کہا۔

"آپ کا مطلب ہے... یہ ہم سے بات نہیں کریں گے۔"

"میں نے یہ نہیں کہا۔"

"اچھی بات ہے... ہم کوشش کیے لیتے ہیں...۔"

فرزانہ نے کہا اور کوٹھری کی سلاخوں پر ہاتھ مار کر بولی:

"اے جناب! سنیے... ذرا ادھر ہماری طرف منہ کیجیے... دیکھیے ہم لوگ کتنی دور سے آئے ہیں۔"

"اتنی ہی دور سے... جتنی دور سے یہ خود آئے ہیں۔" کرسٹل بول اٹھا۔

ندیم

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

" ہم آپ سے نہیں ... ان سے باتیں کر رہے ہیں ...اور آپ ہمیں اجازت دے چکے ہیں ... لہٰذا درمیان میں نہ بولیں ۔" محمود نے بُرا سا منہ بنایا۔

" اچھی بات ہے ... آپ اپنی کوشش کریں۔"

" سنیے جناب! اب محمود نے سلاخوں پر ہاتھ مار کر اسے مخاطب کیا ... لیکن اس کے جسم میں حرکت نہ ہوئی ۔

" لگتا ہے ... یہ شخص اپنے ہوش میں نہیں ہے ۔"

" آؤ... تمہیں دوسرے قیدی کے پاس لے چلیں ۔"

وہ اس قیدی پر نظر ڈالتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ ساتھ والی کوٹھری میں ایک شخص لیٹا نظر آیا ... اس کوٹھری میں بھی نیم تاریکی تھی ... اور قیدی ساکت تھا :

" نام تو آپ ان کا بھی نہیں بتائیں گے ۔"

" بالکل نہیں۔"

" سنیے جناب ! کیا آپ میری آواز سن رہے ہیں ... ہم آپ سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں ۔"

قید ی کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہوئی ...انہوں نے مایوسانہ انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا:

" آیئے ... اگلے قیدی سے بات کرنے کی کوشش کرلیں ۔" کرسٹل نے طنزیہ انداز میں کہا ۔

وہ آگے بڑھ گئے... تیسرا قیدی بھی گھٹنوں میں سر دیے بیٹھا نظر آیا ...انہوں نے اسے بھی آواز دی ... لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوا :

" کیا فائدہ ہوا اس ملاقات کا ... آپ کم از کم ان کوٹھریوں کے دروازے کھول دیتے ... ہم اندر جا کر ان سے بات کرنے کی کوشش کر لیتے ۔"

" اس حد تک اجازت نہیں ہے ۔"

" چلیے پھر اوپر چلتے ہیں ... یہاں ٹھہرنے کا کیا فائدہ ۔"

" ضرور چلو ... ہم تو تمہاری خواہش پر یہاں آئے تھے...میں تو اس سارے کام کو فضول خیال کرتا ہوں ... تم لوگوں کو اور اس غدار کو تو فوری طور پر گولی مار کر سمندر میں گرا دینا چاہیے تھا... مسٹر پیٹر نے بلاوجہ تمہیں مہلت دے دی۔"

" آپ ان سے کہیں ... وہ مہلت واپس لے لیں ۔"

" میں یہ بات ضرور کہوں گا۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب وہ چلنے کے لیے مڑے ... عین اس لمحے اس کوٹھری کے قیدی کے منہ سے ایک آہ سی نکل گئی ...اس آہ کو سن کر ان کے کان یک دم کھڑے ہو گئے :

☆☆☆☆☆

ندیم

جانی پہچانی آواز

انہوں نے بہت مشکل سے اپنی کیفیت کو چھپایا ... کرسٹل اور اس کے ساتھیوں پر ظاہر نہ ہونے دی ...اور ان کے آگے ایک ایک قدم اٹھانے لگے... لیکن اب انہیں یوں لگ رہا تھا جیسے ان کے قدم من من بھر کے ہو گئے ہوں ...ایک ایک سیڑھی چڑھتے ہوئے انہیں یوں محسوس ہو تا رہا کہ وہ اب گرے کہ اب گرے ...انہوں نے اپنی ایسی حالت زندگی میں پہلے کبھی محسوس نہیں کی تھی ... آخر وہ عرشے پر آگئے...

راڈرک پیٹر اس وقت انجن روم کے باہر ڈرائیور سے بات چیت میں مصروف تھا...انہیں دیکھ کر فوراً ان کی طرف مڑا :

’’ اتنی جلدی واپس آگئے یہ لوگ ... کرسٹل۔‘‘

’’انہوں نے صرف قید خانہ دیکھا ہے اور بس ۔‘‘

ندیم

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اوہ۔" اس نے حیران ہو کر کہا ... پھر جلدی سے بولا:

"پھر ... کیسا لگا انہیں قید خانہ۔"

"قیدیوں سے بات چیت کرنا چاہتے تھے... لیکن کر نہیں سکے... قیدی اپنے حواس میں نہیں ہیں... شاید قید نے ان کے دماغ پر بُرا اثر ڈالا ہے۔"

"ہوں... اب تم لوگوں کا کیا پروگرام ہے۔"

"ہم ... اب آرام کرنا چاہتے ہیں ... باقی سیر صبح کریں گے۔"

"ٹھیک ہے ... کرسٹل ... انہیں ان کے کیبن میں بند کر دو ... تمام رات کیبن کے گرد پہرہ رہے گا ... یہ لوگ حد درجے خطرناک ہیں ... میں نے ان کے بارے میں عجیب و غریب باتیں سنی ہیں، کہنے والے یہاں تک کہتے ہیں کہ یہ ناممکن کو ممکن بنا ڈالتے ہیں۔"

"آپ فکر نہ کریں سر... ہم ڈیوٹی تبدیل کرتے رہیں گے ... زیادہ لمبی ڈیوٹی کسی کی نہیں لگائیں گے ... اور نگرانی کرنے والے ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہیں گے تاکہ

ان میں سے کسی کو نیند آجائے تو معلوم ہو جائے اور اس کی جگہ نیا آدمی مقرر کر دیا جائے۔"

"بالکل ٹھیک ہے ... خاص طور پر یہ لوگ اب اس قید خانے کی طرف نہ جائیں ... یہ اسے دیکھ چکے ہیں ... اب باقی جہاز کی تلاشی لیتے رہیں ... ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔" وہ کہتا چلا گیا۔

"یہ کیا بات ہوئی ... آپ ہمیں کھلی چھٹی دے چکے ہیں۔"

"یہ کھلی چھٹی ہی تھی ... جس کی وجہ سے تم لوگوں کو قید خانہ دکھایا گیا... اگر ہم نہ دکھاتے تو؟" راڈرک پیٹر نے جھلا کر کہا۔

"پھر بھی ہم دیکھ لیتے۔"

"دیکھا تم لوگوں نے ... یہ ہمارے سامنے کہہ رہے ہیں... اگر ہم انہیں قید خانہ نہ دکھاتے تو بھی یہ دیکھ لیتے۔"

"لگتا ہے سر! یہ اپنے بارے میں بہت زیادہ خوش فہمی میں مبتلا ہیں۔"

"کوئی پروانہیں ... اس جہاز پر ان کی ساری خوش فہمی

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نکل جائے گی۔"

" ہم بہت تھکن محسوس کر رہے ہیں... ہمیں آرام کرنے دیا جائے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

" او کے۔"

اب انہیں ان کے کیبن میں بند کر دیا گیا، یہ وہی کیبن تھا جس میں ان کی آنکھ کھلی تھی۔دروازہ بند ہونے پر انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا... اس وقت تک وہ اپنے آپ کو بڑی مشکل سے سنبھالے رہے تھے... اب تو گویا بالکل نڈھال ہو کر لیٹ گئے... انہیں اپنے جسموں سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی... اب وہ آپس میں آواز سے بات چیت بھی نہیں کر سکتے تھے...اور بات چیت کے بغیر وہ جہاز پر کچھ بھی کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھے... پھر انہوں نے اپنا پرانا طریقہ شروع کیا... یعنی گونگوں کی زبان میں بات شروع کی... اور ظاہر ہے... گونگے اشاروں میں باتیں کرتے ہیں:

" ہم اس آواز کو کہیں سن چکے ہیں... کم از کم میں نے یہی محسوس کیا تھا۔" فرزانہ نے کہا۔

" تم نے ہی نہیں... میں نے بھی یہ بات محسوس کی ہے۔" فاروق نے جلدی سے اشارہ کیا۔

" بلکہ ہم نے بھی۔" خان رحمان اور پروفیسر داؤد نے بھی فوراً کہا۔

انہوں نے محمود کی طرف حیران ہو کر دیکھا... کیونکہ اس نے ابھی تک کوئی رائے نہیں دی تھی:

"کیا بات ہے... کیا تمہیں اشاروں میں بات کرنی نہیں آتی۔"

" آتی ہے۔" محمود نے جلدی سے کہا۔

" تب پھر... تم نے اس آواز کے بارے میں رائے نہیں دی۔"

" اس میں شک نہیں کہ آواز سنی ہوئی لگتی ہے... لیکن ہے کس کی... یہ بات ذہن میں نہیں آئی... لیکن میں اور وجہ سے چپ ہوں۔"

" ارے! تو وہ وجہ بتا دو نا۔" فاروق جھلا اٹھا۔

"یہ قید خانہ دکھانا ان کے پروگرام میں شامل تھا... انہوں نے خود ہمیں جان بوجھ کر تہہ خانہ دکھایا ہے...ورنہ یہ

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خود سے کیوں اس تہ خانہ کا ذکر کرتے ۔''

''اوہ !'' ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا... ساتھ ہی وہ سر ہلانے پر مجبور ہو گئے ، کیونکہ اب وہ بھی صاف طور پر یہی بات محسوس کر رہے تھے۔

''تب پھر ... سوال یہ ہے کہ یہ کیا چاہتے ہیں۔''

''یہ ہمیں بتائیں گے ... لیکن ... ایک یا دو دن بعد...یعنی پہلے ہمیں بری طرح بے چین کر دینا چاہتے ہیں۔''

''اوہ... آخر کیوں؟''

''نہ جانے کیوں... بے چینی اور پریشانی ہے کہ بڑھتی ہی جاتی ہے۔''

''لل... لیکن نہیں ! یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔'' فرزانہ نے چونک کر کہا۔

''کیا کیسے ہوسکتا ہے ۔''

''یہ کہ یہ سب ان کا ڈراما ہو ... غور کا مقام ہے ... پھر ہم جنجو کو کس خانے میں فٹ کریں گے ... کیا اس نے بھی ہمیں فون خود ان کے کہنے پر کیا ہے ... نہیں ... ہم نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تھا... جب وہ اسے گولی مار کر

سمندر میں گرانے والے تھے...ہم نے اس وقت اس کے چہرے پر سچائی دیکھی تھی ... کوئی مکاری نظر نہیں آئی تھی ... لہٰذا میں اب دعوے سے کہہ سکتی ہوں ... یہ ڈراما نہیں ہے ... ہاں یہ لوگ ہم سے پرانی رنجش رکھتے ہیں...انہیں موقع مل گیا اور اب اس موقعے سے فائدہ اٹھا کر یہ اپنی رنجش نکالنا چاہتے ہیں...مطلب یہ کہ اس جہاز پر ہمارے ملک کی کوئی قیمتی چیز یا کوئی اہم ہستی ضرور لے جائی جا رہی ہے... ہم اس قیدی کی آہ سن چکے ہیں... یہ آہ ہمارے لیے جانی پہچانی ہے ... ہم اس قیدی کا چہرہ نہیں دیکھ سکے...اور ہم پہلی فرصت میں چہرہ دیکھ لینا چاہتے ہیں ۔''

''لیکن کیسے... ہم تو یہاں بند ہیں...'' فاروق نے منہ بنایا۔

''بھاڑ میں گیا یہ کیبن ... اب ہمیں حرکت میں آنا ہوگا...'' محمود نے جھلا کر کہا ۔

''بالکل ٹھیک محمود... شروع ہوجاؤ ... جہاز پر زیادہ سے زیادہ ایک سو آدمی ہوں گے ... ہم ایک سو آدمیوں کو دیکھ لیں گے ۔''

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تب پھر بسم اللہ پڑھو۔" خان رحمان بولے۔

ان سب نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا... محمود نے اپنے جوتے کی ایڑی سرکاری اور دروازے کے دوسری طرف والی لکڑی پر آزمانے لگا۔ وہ اس دیوار میں اتنا سوراخ کر دینا چاہتا تھا کہ وہ ایک ایک کر کے وہاں سے نکل سکیں ۔ چاقو لکڑی کو کاٹتا چلا گیا ... یہاں تک کہ اتنا بڑا سوراخ بن گیا کہ وہ نکل سکیں... سب سے پہلے محمود چاقو ہاتھ میں لیے باہر نکلا... اس نے دیکھا کیبن کے اس طرف کوئی نہیں تھا... اور یہ ایک گلی سی تھی ... یعنی کیبنوں کے پچھلی طرف بن جانے والی گلی ... کیونکہ اس گلی کے سامنے ہی کیبن تھے... اور ان کے دروازے دوسری طرف تھے ...اس طرف کوئی ذی روح نہیں تھا... یہ بات ان کے لیے سب سے اطمینان کی تھی...

ایسے میں فاروق نے سرگوشی کی :

"ہمیں اپنے کیبن کا دروازہ اندر سے بند کر دینا چاہیے ۔"

"اوہ ہاں! اس کی ضرورت ہے ۔ اس طرح وہ لوگ فوراً اندر نہیں آ سکیں گے۔"

فاروق اندر گیا اور دروازہ بند کر دیا ... اب وہ اس گلی میں دبے پاؤں چلنے لگے... گلی کے سرے پر آ کر فرزانہ نے سر تھوڑا سا آگے نکال کر اس طرف دیکھا... جس طرف ان کے کمرے کا دروازہ تھا... وہاں کرسٹل اور اس کے تینوں ساتھی چوکس کھڑے نظر آئے...وہ مسکرا دیے اور سیڑھیوں کی طرف بڑھے... جن سے اتر کر وہ نچلی منزل تک جا سکتے تھے ... آواز پیدا کیے بغیر وہ اترتے چلے گئے...ہر طرف ہُو کا عالم طاری تھا...وہ دل ہی دل میں خوش بھی ہو رہے تھے کہ کس قدر آسانی سے قید خانے کی طرف جانے میں کامیاب ہو گئے تھے...شاید دشمن کو ان کی طرف سے کسی ایسی کارروائی کی ایک فیصد بھی امید نہیں تھی... اسی لیے وہ بس دروازے کی طرف کھڑے نگرانی کر رہے تھے ۔

اور پھر وہ قید خانے تک پہنچ گئے... وہ سیدھے اس کوٹھری کے سامنے جا کھڑے ہوئے ... جس کے قیدی کی انہوں نے آہ سنی تھی:

"سنیے!" محمود نے سرگوشی کی ۔

قیدی اس وقت لیٹا ہوا تھا...اس وقت بھی وہاں

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بہت مدھم روشنی تھی... قیدی کروٹ لیے لیٹا ہوا تھا اور اس کا منہ اب بھی دوسری طرف تھا۔

محمود کے منہ سے نکلنے والی ہلکی سی آواز کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا... اب اس نے پروفیسر داؤد کی طرف دیکھا اور دبی آواز میں بولا:

''انکل! آپ کوئی چیز جیب سے نکال کر اس کے بدن پر مار سکتے ہیں۔''

''ایسی کوئی چیز تو نکل آئے گی... لیکن ہم تالا کھولنے کی کوشش کیوں نہ کریں...''

''اوہ ہاں! یہ ٹھیک رہے گا۔''

اب انہوں نے تالا کھولنے کی کوشش شروع کر دی۔ ہلکی سی کھڑ کھڑ کی آوازیں آنے لگیں... قیدی اس پر بھی نہ ہلا جلا... آخر محمود کے چاقو کی مدد سے تالا کھل گیا اور وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اندر داخل ہو گئے۔ اب انہوں نے چکر کاٹا اور قیدی کی طرف آ گئے... کوٹھری میں روشنی بالکل ناکافی تھی... تینوں کوٹھریوں کے لیے باہر صرف ایک زیرو کا بلب روشن تھا... ان کے پاس بھی کوئی ایسی چیز نہیں تھی کہ اس

کا چہرہ دیکھ سکتے... اب وہ سب اکڑوں بیٹھ گئے... خان رحمان نے قیدی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے آہستہ سے ہلایا... پھر قدرے زور سے ہلایا... تب کہیں جا کر اس کے منہ سے آہ نکل گئی۔

ایک بار پھر وہ چونک اٹھے... آواز اب بھی جانی پہچانی سی تھی... لیکن انہیں اب بھی یاد نہ آ سکا کہ وہ آواز کس کی ہے:

''میرا خیال ہے... ہم اس کا منہ کوٹھری کے دروازے کی طرف کر دیتے ہیں... اس طرح چہرہ کچھ تو روشنی میں ہو جائے گا... دوسرے یہ کہ کچھ دیر گزرنے پر یہ روشنی کافی ہو جائے گی اور ہم دیکھنے کے قابل ہو جائیں گے۔''

''ٹھیک ہے۔'' پروفیسر بولے۔

انہوں نے قیدی کے چہرے کا رخ دروازے کی طرف کر دیا۔ چہرہ ان کے لیے جانا پہچانا نہیں تھا:

''یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ چہرے پر میک اپ کر دیا گیا ہو۔'' پروفیسر بولے۔

''اوہ ہاں! اس کا جائزہ بھی لے لیتے ہیں... ویسے میرا

ندیم

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خیال ہے ... ان قیدیوں کو کوئی نشہ آور دوا دی گئی ہے ... اسی لیے یہ اپنے ہوش میں نہیں ہیں، جب اس دوا کا اثر ختم ہونے کے قریب ہوتا ہوگا تو یہ پھر دوا دے دیتے ہوں گے، بس کھانے پینے کی حد تک ہوش میں آنے دیتے ہوں گے۔''

''ضرور یہی بات ہے ... تم ان کے چہرے سے میک اپ اتارنے کی کوشش کرو... کیونکہ یہ ضرور ہمارے ملک کے کوئی اہم آدمی ہیں ... اور اس جہاز پر یہی وہ قیمتی چیز ہے ... جسے یہ لوگ لے جا رہے ہیں۔''

''ہوسکتا ہے ... ابھی یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا ...ابھی ہم نے دوسرے قیدیوں کو نہیں دیکھا۔'' محمود نے سر ہلایا۔

پھر وہ تینوں قیدی کے چہرے کا جائزہ لینے لگے... جلد ہی انہوں نے جان لیا کہ چہرے پر واقعی میک اپ کیا گیا ہے ...اب انہوں نے میک اپ اتارنے کی کوشش کر دی ... کافی دیر کوشش کرتے رہے، لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ آخر تھک کر محمود نے اس شخص کو زور سے جھنجوڑا ... تب کہیں جا کر اس کے منہ سے نکلا:

''کک... کون... کون؟''

آواز اب بھی جانی پہچانی محسوس ہوئی ... لیکن وہ اب بھی نہ جان سکے ... وہ کون ہیں... اب تو ان کی بے چینی بڑھ گئی:

''یا اللہ رحم... آخر ہمیں کس طرح معلوم ہوگا کہ یہ کون ہیں۔''

''انہیں اور ہلاؤ... زور سے ہلاؤ...یہاں تک کہ یہ ہوش میں آ جائیں... میرے پاس راڈرک پیٹر کے آدمیوں نے کچھ بھی نہیں چھوڑا ... ورنہ کوئی دوا سنگھائی جا سکتی تھی۔'' پروفیسر بولے۔

''کوئی بات نہیں انکل... آخر کو یہ ہوش میں آ ہی جائیں گے۔''

''ہاں! ضرور آجائیں گے ... لیکن اس وقت جب تم خود بے ہوش ہو چکے ہو گے۔''

ایک آواز گونجی ... ساتھ ہی قید خانے کا دروازہ کھٹ سے بند ہوگیا ... وہ بری طرح اچھلے:

☆☆☆☆☆

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بن مانس

انہوں نے دیکھا، کوٹھری کے دروازے پر سلاخوں پر ہاتھ رکھے راڈرک پیٹر اور اس کے پیچھے چاروں کلاشن کوفوں والے طنزیہ انداز میں مسکرا رہے تھے:

"لو! اب اطمینان سے اس کا میک اپ اتارتے رہنا... اس سے باتیں کرتے رہنا... تمہیں معلوم ہوجائے گا یہ کون ہے... لیکن۔" یہاں تک کہہ کر وہ رک گیا۔

"لیکن کے بعد کی گاڑی رک کیوں گئی۔" فاروق نے برا منہ بنایا۔

"حد ہوگئی... ارے بھائی لیکن کی کوئی گاڑی نہیں ہوتی۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

"تمہیں کیسے پتا۔" فاروق نے حیران ہوکر کہا۔

"لو اور سنو... پوچھ رہے ہیں، تمہیں کیسے پتا۔" فرزانہ نے جل بھن کر کہا۔

"جو تم کہتی ہو... وہ پوچھ لیتا ہوں۔" فاروق نے پٹ سے کہا۔

"تھوڑی دیر چپ نہیں رہ سکتے۔" فرزانہ نے آنکھیں گھمائیں۔

"ضرور... کیوں نہیں... یہ لو... ہوگیا چپ... اب تم لوگ اپنی بات کرلو۔"

"یہ تم چپ ہوئے ہو۔" محمود تیز آواز میں بولا۔

"نن... نہیں... اب ہو رہا ہوں۔" اس نے گھبرا کر کہا۔

"اچھا تو مسٹر رڈک... اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔"

"رڈک نہیں راڈرک۔" اس نے جھلا کر کہا۔

"وہی وہی... ویسے آپ کا نام ذرا مشکل سا ہے۔"

"چھوڑدو گیس... تاکہ یہ بھی قیدی کی طرح بے بس ہو جائیں... اب ان سے بات چیت ہم شربینا میں جا کر کریں گے... لیکن وہاں بھی ہم کیا بات کریں گے... وہاں تو

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہمارے ملک کے ذمے دار ترین لوگ ان سے بات کریں گے اور سچی بات یہ ہے کہ مزہ وہیں آئے گا بات چیت کرنے کا۔''

ان الفاظ کے ساتھ ہی انہوں نے تیز بو محسوس کی ... انہیں اپنے سانس رکتے محسوس ہوئے اور بے تحاشہ کھانسی شروع ہوگئی ... آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا ... انہیں یوں لگا جیسے جسموں سے جان اب نکلی کہ اب نکلی اور پھر ان سب کی آنکھیں بند ہونے لگیں ... یہاں تک کہ وہ مکمل طور پر بے ہوش ہو گئے۔

ان کی آنکھیں کھلیں تو وہ اسی کوٹھری کے فرش پر تھے ... وہ صرف آنکھیں کھول سکتے تھے ... یا پھر ذرا سا سر ادھر ادھر کر سکتے تھے ... سر ادھر ادھر کر کے انہوں نے جان لیا کہ اب وہ قیدی اس کوٹھری میں نہیں ہے ... محمود نے حلق سے آواز نکالنے کی کوشش کی ... لیکن حلق سے آواز بھی نہ نکل سکی ... گویا وہ ایک دوسرے سے بات چیت کرنے کے قابل بھی نہیں رہے تھے۔ ان سب نے بات کرتے یا ہلنے جلنے کی کوشش کی ... لیکن وہ ذرا بھی نہ ہل سکے ... نہ کوئی

لفظ منہ سے نکال سکے، بس گردن کو تھوڑی سے حرکت دے سکتے تھے ... یا سوچ اور سمجھ سکتے تھے ... سن بھی سکتے تھے ... اور بس۔

ایسے میں کوٹھری کا دروازہ کھلا ... اور کرسٹل کی چہکتی آواز سنائی دی:

'' کیا حال ہے دوستو! لیکن نہیں ... تم اپنا حال بتانے کے قابل کب ہو ... اب تم لوگوں کو اٹھا کر اوپر لے جانا پڑے گا ... یہ مسٹر راڈرک بھی خوب ہیں، یہ نہیں کہ تمہیں پڑا سڑنے دیں کوٹھری میں ... اب حکم ہوا ہے ... ان لوگوں کو اوپر لایا جائے ... تھوڑی تفریح رہے گی ... انہیں تفریح کی سوجھی ہے اور ہمیں تم لوگوں کو اٹھا کر اوپر لے جانا پڑے گا ... چل کر تو تم جا نہیں سکو گے۔''

پھر انہیں دو دو آدمیوں نے مل کر اٹھایا اور لے چلے اوپر ... یہاں تک کہ عرشے پر لا پٹخا ... انہیں چوٹ تو بہت لگی لیکن وہ آہ بھی نہ کر سکے ... ہلکی سی آہ کسی کے منہ سے نکلی بھی تو شور میں اس کا کسی کو پتا نہ چلا:

'' آ گئے ... ہمارے معزز مہمان ..'' جہاز کے تمام ساتھی

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس وقت عرشے پر جمع ہیں... لو دوستو... میں ان نئے مہمانوں کا تعارف کرائے دیتا ہوں... یہ بہت مشہور لوگ ہیں ... اپنے ملک کے نامی گرامی لوگ... اپنے ملک کے سب سے بڑے ہمدرد ... جب یہ پروگرام میرے حوالے کیا گیا تو ان سب سے خوب تعارف کرایا گیا ... ان کی فلمیں دکھائی گئیں... ایک ایک کی عادات باربار دکھائی گئیں... ان کے پاس جو چیزیں موجود ہوتی ہیں... جن سے یہ اسلحے کا کام لیتے ہیں... وہ چیزیں بھی بار بار دکھائی گئیں... پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ محمود کے جوتے کی ایڑی والے چاقو کے بارے میں مجھے معلوم نہ ہوتا... میں جانتا تھا، یہ اس کیبن کی دیوار میں سوراخ کرکے قید خانے تک ضرور جائیں گے... سو یہ گئے لیکن کچھ بھی نہ کر سکے ... اب تم سب دیکھ لو ... عرشے پر کس طرح بے بس پڑے ہیں۔"

"لیکن سر! یہ چکر کیا ہے ... ہمارا جہاز تو خالص تجارتی جہاز ہے .." کرسٹل نے حیرت ظاہر کی۔

"ہاں کرسٹل ... یہ ٹھیک ہے ... ہمارا جہاز تجارتی جہاز ہے ... لیکن اس تجارت کے پردے میں ہم دراصل اپنا کام

کرتے ہیں... اس ملک کی اہم چیزیں جہاز کے ذریعے اپنے ملک لے جاتے ہیں... اس سلسلے میں ملک کے کچھ بڑے لوگ ہماری مدد کرتے ہیں... مثلاً اس مرتبہ ہماری مدد وزیر خارجہ شیخ جبران نے کی ...اس کی مدد سے ہم اس ملک کی اہم ترین شخصیت کو لے جا رہے ہیں اور جب تک ہم اپنے ملک پہنچیں گے ... ان کے ملک میں کسی کو ان کے غائب ہونے کا کانوں کان پتا نہیں چلے گا ... کیونکہ وہ شخصیت اس موسم کے مکمل پندرہ دن ایک تفریحی مقام پر گزارتی ہے ... اور وہاں اس کے ساتھ کوئی نہیں ہوتا ... بس ملازم ہوتے ہیں ... ملازموں کو حکم ہے کہ چاہے اہم شخصیت پندرہ دن تک اپنے کمرے سے نہ نکلے... تم دخل نہیں دو گے ... جب تک کہ وہ گھنٹی نہ بجائیں... تم ان کے کمرے میں داخل نہیں ہو گے... پندرہ دن سے پہلے ان کے ملک میں کسی کو پتا نہیں چلے گا ...اور اس سے پہلے یہ ہمارے ملک میں ہوں گے... ... لہذا ان سے وہاں خوب خوب بدلے چکائے جائیں گے۔"

"اس کا مطلب ہے... آپ کو پتا تھا کہ یہ لوگ جہاز پر آجائیں گے۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

" ماہرین نے کہا تھا کہ اس بات کا امکان ہے کہ ان لوگوں کو کسی طرح پتا چل جائے گا اور یہ جہاز پر آجائیں گے ... اسی لیے ..."

" اسی لیے کیا ؟" وہ سب بولے۔

" اسی لیے انسپکٹر جمشید کو شہر سے باہر بھجوایا گیا تھا... ان کے قریبی دوست کو ایک بڑی مشکل سے دو چار کر دیا گیا... اس نے مدد کے لیے انسپکٹر جمشید کو آواز دی ... انسپکٹر جمشید دوست کے پاس پہنچ گئے ... بس یہاں تھوڑی سی گڑبڑ ہوئی... انسپکٹر جمشید بچوں کو شہر میں ہی چھوڑ گئے... اور خود چلے گئے... اس طرح یہ لوگ آخر جہاز پر آ ہی گئے... لیکن مجھے تو پہلے ہی بتا دیا گیا تھا کہ اس بات کا زبردست امکان ہے کہ یہ لوگ جہاز پر آجائیں گے ... اس لیے میں پریشان نہ ہوا... پھر کیا ہوا، یہ تو آپ لوگ جانتے ہی ہیں... اور اب یہ لوگ بالکل بے بس حالت میں یہاں پر موجود ہیں... ہم انہیں دعوت دیتے ہیں کہ یہ یہاں کچھ کر کے دکھائیں ..." یہاں تک کہہ کر راڈرک رک گیا ... اس کے سارے الفاظ انہوں نے آسانی سے سنے تھے... لیکن وہ کوئی حرکت

کرنے کے قابل نہیں تھے:

" کیوں دوستو ! ہمارے انچارج مسٹر راڈرک درست کہہ رہے ہیں یا نہیں ۔" کرسٹل ہنسا۔

وہ کیا جواب دیتے ... بے سدھ پڑے رہے...اب ان کے ہمدرد کو بھی لے آؤ... نام ہے جنجو ... وہ ان کا بہت بڑا ہمدرد ہے اور اسی نے انہیں فون کر کے خبردار کیا تھا... ورنہ یہ جہاز تو چپ چپاتے ان کے ملک سے روانہ ہوجاتا انہیں پتا بھی نہ چلتا... لیکن یہ شخص آڑے آگیا... خیر کوئی بات نہیں، اب ہم اسے آڑے ہاتھوں لے لیں گے ۔"

جلد ہی جنجو کو بھی وہاں لے آیا گیا ... اس کے چہرے پر اب تھکن جھانک رہی تھی ... پہلے جب انہوں نے اسے دیکھا تھا تو کافی تروتازہ نظر آیا تھا، لیکن اب بجھا بجھا سا تھا... یہ بات راڈرک نے فوراً محسوس کر لی:

" کیا بات ہے ... پہلے تو تم بہت تروتازہ نظر آئے تھے... اب بجھے بجھے سے ہو ۔"

" ان حضرات کی وجہ سے ... اگر یہ آزاد ہوتے اور کچھ کرنے کے قابل ہوتے تو میں ایسا نظر نہ آتا... ظاہر ہے...

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں نے خود کو ان کی خاطر مشکل میں ڈالا ہے ... اب جب یہ خود بھی پھنس گئے ہیں تو چہرے پر تازگی کہاں سے لاؤں۔''

''ہوں... بات تو معقول ہے ... ویسے جنجو... ذرا دیکھو تو کس طرح بے بس پڑے ہیں... اب اگر ہم انہیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دیں تو یہ خود کو کیسے بچا لیں گے بھلا۔''

''بالکل ٹھیک سر... یہ کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔'' کرسٹل نے فوراً کہا۔

''اوہو بھئی کرسٹل! اس وقت میں تم سے نہیں ... ان سے بات کر رہا ہوں ... تم چپ رہو۔''

''جی بہت بہتر! میں چپ رہوں گا۔'' کرسٹل نے فوراً کہا۔ اس کے چہرے پر گھبراہٹ کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

''اور جنجو ... تمہیں بھی اگر ہم سمندر میں پھینک دیں تو تم کیا کرو گے ... یہاں دور دور تک کوئی ساحل نہیں ہے ... البتہ...''

''البتہ کیا؟'' جنجو کے منہ سے نکلا۔

''البتہ ہمارے راستے میں ایک جزیرہ آ رہا ہے ... ہم اس

جزیرے پر کچھ دیر کے لیے رکا کرتے ہیں... وہاں ناریل کے بے شمار درخت ہیں... ہم ان ناریلوں کو توڑ توڑ کر ان کا پانی پیتے ہیں ... سو میں نے سوچا ہے... مسٹر جنجو کو ان کی غداری کے صلے میں اس جزیرے پر چھوڑ دیا جائے۔''

''نن... نہیں۔'' جنجو چلایا۔

''دیکھا تم نے دوستو... جزیرے کا نام سن کر یہ کیسے چلایا ہے...اس جزیرے پر تنہا رہنا کوئی آسان کام نہیں ... انسان اس سے بہتر موت کے گھاٹ اتار دیا جانا پسند کرتا ہے ... کیونکہ ...''

وہ جاننا چاہتے تھے... کیونکہ سے آگے وہ کیا کہنا چاہتا ہے... لیکن... وہ تو بے بس تھے... ان کے منہ سے تو آواز نکل ہی نہیں رہی تھی... آخر اس نے کہا:

''کیونکہ جزیرے پر بن مانس رہتے ہیں... بہت لوگوں کو دیکھ کر تو وہ نزدیک نہیں آتے... لیکن ایک آدمی کو فوراً گھیر لیتے ہیں اور پھر جو حشر وہ انسانوں کا کرتے ہیں ... وہ جنجو اچھی طرح جانتا ہے ... اس لیے میں نے اس کے لیے اس جزیرے کی سزا تجویز کی ہے۔''

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"نن نہیں۔" وہ پھر چلایا۔

"تب پھر جنجو ! اس سزا سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے۔"

"اور ... اور وہ کیا مسٹر راڈرک ۔" جنجو نے فوراً کہا۔

"یہ کہ تم ان لوگوں کو اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر سمندر میں پھینک دو۔"

"نن نہیں... نہیں ۔" جنجو مارے خوف کے چلا اٹھا۔

"تمہارے سامنے تو پھر یہی دو صورتیں ہیں ۔ یا تو بن مانس والے جزیرے کی موت قبول کر لو ... یا پھر...."

"نہیں ... نہیں۔"

"نہیں نہیں کرکے کوئی بات طے نہیں ہوگی... دو ٹوک فیصلہ سنا دو...."

"مم... میں ..." اس نے کہنا چاہا۔

"دیکھا... موت سے ڈر گیا ... پہلے کتنی بہادری سے عرشے پر کھڑا نظر آیا تھا... اور کہہ رہا تھا... مار دو مجھے گولی ... اب کیا ہوا ؟" راڈرک نے مذاق اڑانے کے انداز میں کہا۔

"وہ تو میں اب بھی کہتا ہوں... مار دو گولی ۔"

"تو بن مانس کے جزیرے پر بھی تو موت ہی ملے گی۔"

"وہ ... وہ ... میں بچپن سے بن مانسوں سے ڈرتا ہوں۔"

"ہائیں... یہ کیا بات ہوئی ... بن مانسوں سے ڈرتے ہیں ... وہ بھی بچپن سے ... بچپن میں تمہاری ملاقات بن مانسوں سے کیسے ہوگئی ۔"

"میں نے بن مانسوں کی ایک فلم دیکھی تھی ۔"

"اوہ ! سمجھا ۔" راڈرک ہنسا ... پھر اس نے یک دم سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا :

"تو بھئی... پھر آسان کام کر لو ... زندگی بھی ملے گی ... کھانے پینے کو ملے گا ... خوب عیش کرو گے ... لہذا میں ایسا نہیں کروں گا ..." اس نے جذباتی انداز میں کہا۔

"بس تو پھر بن مانسوں کے جزیرے میں اترنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اور وہ دیکھو... وہ رہا بن مانسوں کا جزیرہ ۔"

کپتان راڈرک نے یک دم اشارہ کرتے ہوئے کہا :

☆☆☆☆

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آخری بار

ان سب کی نظریں اس طرف اٹھ گئیں... کافی فاصلے پر ایک جزیرے کے آثار واقعی نظر آرہے تھے... اس کے بلند و بالا درخت بہت تیزی سے جھوم رہے تھے... ایسے میں انہوں نے سنا رڈارک کہہ رہا تھا:

"بلکہ... میں نے ایک فیصلہ کیا ہے... اب تم لوگوں کو ساتھ لیے پھرنے کی کیا ضرورت ہے... تمہیں بھی جنجو کے ساتھ اس جزیرے پر چھوڑ دیتے ہیں... ہوش آنے پر تم جزیرے پر گھوم پھر سکو گے... ناریل کھا سکو گے اور بن مانسوں سے ملاقات کر سکو گے... ویسے سنا ہے... اس جزیرے کے بن مانس انسانوں کے بدترین دشمن ہیں اور ان کو چبا جاتے ہیں۔"

"نن نہیں۔" جنجو کے منہ سے مارے خوف کے نکلا۔

"تب پھر قبول کر لو ہماری تجویز..." "نن نہیں..." اس نے اور زیادہ خوف زدہ ہو کر کہا۔

"ادھر بھی نہیں ادھر بھی نہیں... یہ بات کیا ہوئی۔"

"ان سے غداری نہیں کروں گا... موت کو گلے لگا لوں گا۔"

"تمہاری مرضی... جزیرے پر اترنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

"اللہ مالک ہے۔"

اور پھر وہ لمحہ بہ لمحہ جزیرے کے نزدیک ہونے لگے... دیکھنے میں وہ بہت زیادہ سرسبز نظر آرہا تھا... اور اگر اس پر بن مانس نہ ہوتے تو اس پر اچھا وقت گزر سکتا تھا... اچانک جنجو کے منہ سے نکلا:

"مجھے اپنی فکر نہیں... ان لوگوں کی فکر ہے... یہ میری وجہ سے مارے جائیں گے... نہ میں انہیں فون کرتا، نہ یہ اس وقت جہاز پر ہوتے۔"

"اب پچھتاتے رہو... بلکہ جزیرے پر پچھتانے کا زیادہ

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

فائدہ ہوگا۔" یہ کہتے ہوئے راڈرک ہنسا۔

پھر جہاز رک گیا ... وہ اور زیادہ آگے نہیں جاسکتا تھا... اب جہاز سے ایک بڑی موٹر بوٹ اتاری گئی... اس پر ان لوگوں کو لادا گیا... جنجو کو بھی اس موٹر بوٹ پر لایا گیا... وہ کانپ رہا تھا:

"جنجو! اب بھی سوچ لو، ایک طرف ہر طرح کا عیش و آرام ہے، دوسری طرف بن مانسوں کے ذریعے خود کو چبوانا پڑے گا... فیصلہ تمہارے ہاتھ ہے۔"

"فیصلہ تو ہوچکا مسٹر راڈرک۔" جنجو ہنسا... نہ جانے کیوں، اب وہ خوف زدہ نظر نہیں آرہا تھا۔

"یہ کیا... یکا یک تمہارا خوف کہاں گیا۔"

"ہاں بالکل... پتا نہیں کیا بات ہے... اچانک میں بے خوف ہوگیا ہوں۔ اب ایک بن مانس کیا... چاہے سو بن مانس مجھے چبا ڈالیں..."

"حیرت ہے... کمال ہے... خیر تمہیں یہ جزیرہ مبارک... چھوڑ آؤ بھئی ان لوگوں کو کنارے پر۔" اس نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا۔

موٹر بوٹ کا انجن سٹارٹ ہوا اور پھر وہ جزیرے کے کنارے کی طرف بڑھی... کنارے پر پہنچ کر انہوں نے ان سب کو اٹھا کر ساحل پر پھینک دیا... ریت ہونے کی وجہ سے انہیں خاص چوٹ نہیں آئی... یوں بھی ان میں سے صرف جنجو کو چوٹ کا احساس ہوسکتا تھا... ان کے جسم تو ویسے ہی بے حس تھے:

"اچھا دوستو! ہم چل دیے... زندگی میں آخری بار دیکھ رہے ہیں تمہیں اور تم ہمیں... بلکہ جنجو صرف تم دیکھ رہے ہو... یہ بے چارے تو دیکھنے کے قابل بھی نہیں ہیں۔"

اس کے ان الفاظ کے ساتھ ہی موٹر بوٹ واپس پلٹ گئی۔ پھر اسے جہاز پر اٹھا لیا گیا اور جہاز بھی روانہ ہوگیا... جنجو کنارے پر کھڑا اس کی طرف دیکھتا رہا... یہاں تک کہ جہاز اس کی نظروں سے دور ہوگیا... اب وہ ان کی طرف مڑا:

"اب میں تم لوگوں کے لیے کیا کروں دوستو... مجھے اپنے سے زیادہ تمہاری فکر ہے... کاش میں اپنی جان دے کر تمہاری جان بچا سکتا۔" یہ کہتے ہوئے اس کی آواز بھرا گئی۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ ان کے پاس کھڑا آنسو بہاتا رہا... پھر بولا:

"ابھی بن مانس آئیں گے اور تم سب کو چٹ کر جائیں گے... اور ساتھ میں مجھے بھی... کیونکہ سمندر میں کود کر بھی میں خود کو نہیں بچا سکتا... اور بن مانس بھی مجھے نہیں چھوڑیں گے... لہٰذا موت تو دونوں طرف ہے... مرتے وقت بس یہ احساس رہے گا... تم لوگوں کے لیے کچھ نہیں کر سکا۔"

"لیکن... تم ان کے لیے بہت کچھ کر سکتے ہو... ناریل کھاؤ گے۔"

جزیرے پر ایک آواز ابھری... وہ بری طرح اچھلا، اس کی آنکھوں میں خوف پھیل گیا... اس نے آواز کی سمت دیکھا... لیکن کوئی بھی نظر نہ آیا:

"یہ... یہ کون بولا تھا۔" مارے حیرت کے اس کے منہ سے نکلا۔

"میں بولا تھا۔" آواز آئی۔

"میں... کون میں۔" اس نے اس درخت کی طرف دیکھا... جس کے پیچھے سے آواز آئی تھی۔

"یہ لو... ناریل کھاؤ۔" درخت کے پیچھے سے آواز

آئی... پھر ایک ٹوٹا ہوا ناریل اس کی طرف اچھالا گیا... اس نے جلدی سے ناریل دبوچ لیا۔

"ناریل تو میں کھا ہی لوں گا دوست... پہلے تم اپنے بارے میں بتا دو... تم کون ہو۔"

"میں... یہ لو... میں تمہارے سامنے آ گیا..."

ادھر ان پانچوں کے چہروں پر زمانے بھر کی رونق آ چکی تھی... کیونکہ یہ آواز تو گویا ان کی روح کی آواز تھی... اس وقت... اس جزیرے پر انہیں اس آواز کے سننے کی تو ایک فیصد بھی امید نہیں تھی... وہ تو سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ اس جزیرے پر ان سے پہلے پہنچ جائیں گے... انہوں نے دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کیا... ادھر وہ سامنے آ گئے... جنجو انہیں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا:

"یہ... یہ آپ ہیں... یعنی انسپکٹر جمشید۔"

"ٹھیک پہچانا..." انسپکٹر جمشید مسکرا دیے۔

"میں... میں کتنا خوش قسمت ہوں بلکہ ہم سب کتنے خوش قسمت ہیں..." پھر وہ ان کے قریب آ گئے... انہیں ہلایا جلایا پھر جنجو سے پوچھا:

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ان کی یہ حالت کیوں ہے۔"

"کسی نشہ آور چیز سے ان کے جسموں کو بے بس کر دیا گیا ہے۔"

"اوہ اچھا... خیر کوئی بات نہیں۔"

انہوں نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی، اس کا ڈھکنا اتار کر ان سب کو دوا سنگھائی... پھر جنجو سے بولے:

"جنجو صاحب... یا جو کچھ بھی آپ کا نام ہے... یہ پستول ہاتھ میں لے لیں... اور ادھر ادھر نظر دوڑاتے رہیں... کوئی بن مانس... یا بن مانسوں کا غول نظر آئے تو ان کی طرف ایک فائر کر دیں... یہ بھاگ جائیں گے۔"

"جی بہتر۔"

تھوڑی دیر بعد انہوں نے اپنے ساتھیوں کو پھر دوا سنگھائی... آخر مزید آدھ گھنٹا گزرنے پر ان کے جسموں میں حرکت کے آثار نظر آنے لگے... پھر سب سے پہلے خان رحمان کی آواز سنائی دی:

"اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں... کم ہے... اس نے ہماری تم سے کن حالات میں اور کہاں ملاقات

کرائی... لیکن جمشید ہم حیران ہیں۔"

"حیران ہونا صحت کے لیے برا نہیں... ہو لو حیران۔"

وہ ہنسے۔

"ہائیں ہائیں جمشید... یہ تم نے کہا۔"

"ہاں! یہ میں نے کہا اور میں ایسے اور بہت سے جملے بول سکتا ہوں..." انہوں نے شوخ آواز میں کہا۔

"خوب خوب... مزہ آگیا۔" پروفیسر داؤد کی آواز ابھری۔

"ابھی اور آئے گا... بلکہ مزہ ہی اب آئے گا۔"

"لل... لیکن جہاز تو جا چکا..." محمود نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"اسے پکڑنا کیا مشکل ہے..." انسپکٹر جمشید ہنسے۔

"آپ کا مطلب ہے... تیر کر۔" فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"حد ہوگئی... ارے بھائی... کیا میں یہاں تیر کر آیا ہوں گا۔" انہوں نے برا سا منہ بنایا۔

"اوہ نہیں... یقیناً نہیں۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہاں! اب بات ٹھیک کی ہے... میں ایک لانچ نما آب دوز پر یہاں تک آیا ہوں... ان لوگوں کی نظروں سے بچانے کے لیے اسے پانی میں بھیج دیا تھا۔ ابھی اسے پانی کی سطح پر لاتا ہوں ۔ پھر ہم چلیں گے جہاز کی طرف ۔"

"اور ابا جان ... آپ کو پتا ہے... یہ لوگ جہاز پر ہمارے ملک کی کون سی ہستی کو لے جا رہے ہیں۔"

"نہیں... جونہی میں شہر پہنچا اور تم لوگوں کے بارے میں تفصیل معلوم ہوئی ... میں سمجھ گیا کہ تم پھنس جاؤ گے ... کیونکہ دشمن پوری منصوبہ بندی کر کے چلا ہوگا ، لہٰذا میں نے تو بس یہاں آنے کی منصوبہ بندی کی۔"

"لیکن آپ کو اس جزیرے کا پتا کیسے چلا ۔"

"مجھے جزیرے کا کوئی پتا نہیں تھا... میں تو جہاز کے تعاقب میں نکلا تھا... اور جس لانچ پر نکلا ہوں... وہ ہے بھی خاص قسم کی ... پانی کی سطح کے نیچے ہو تو دشمن اپنے آلات کے ذریعے اس کے سگنل نہیں دیکھ سکتا... پھر اس کی رفتار بہت تیز ہے... میں تو دراصل جہاز سے آگے نکل آیا تھا اور جہاز پر آ جانے کا پروگرام بنا چکا تھا کہ اس کا رخ اس

جزیرے کی طرف ہوگیا... بس میں اس سے پہلے یہاں آ گیا ..."

"اوہ ابا جان اوہ ۔"

"یہ کیا بات ہوئی ... اوہ ابا جان اوہ ۔" انہوں نے منہ بنایا۔

"میرا مطلب تھا واہ ابا جان واہ ۔"

"اس کی ضرورت نہیں ... بس لانچ پر سوار ہو جاؤ... اب جہاز پر پہنچنا بہت ضروری ہے ۔"

عین اس لمحے جنجو کے منہ سے دل دوز چیخ نکل گئی... وہ اچھل پڑے اور اس کی طرف دیکھا... وہ ایک سمت میں نظریں جمائے ہوئے تھا... انہوں نے دیکھا... اس طرف سے پانچ بن مانس چلے آ رہے تھے:

"اوہ! ان سے ڈرنے کی ضرورت نہیں... یہ تو فائر کی آواز سے ہی بھاگ جائیں گے ... اور جہاز اب اتنی دور ہو چکا ہے کہ فائر کی آواز اس تک نہیں پہنچ سکے گی ۔" انہوں نے کہا اور جیب سے پستول نکال کر بن مانسوں کی طرف دو تین ہوائی فائر کر دیے ...بن مانس تو اس طرح بھاگے جیسے موت

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو سامنے دیکھ لیا ہو ... جلد ہی وہ درختوں کے جھنڈ میں غائب ہوگئے ۔ ادھر ساحل پر آب دوز کا اوپر والا سرا نظر آنے لگا... وہ برابر اوپر آرہی تھی ... یہاں تک کہ پوری آب دوز سطح پر آ گئی... اس کے بعد اس کا خول اس پر سے ہٹ گیا ... اب وہ اوپر سے بالکل ایک عام لانچ نظر آرہی تھی اور وہ لانچ پر سوار ہو گئے ... اس وقت انہوں نے دیکھا ... بن مانس ایک بار پھر ان کی طرف آرہے تھے ، انہوں نے دو تین ہوائی فائر اور کر دیے ... ان میں پھر بھگدڑ مچ گئی... یہ دیکھ کر وہ ہنس دیے اور پھر آب دوز پر وہ خول آ گیا ... اس کے ساتھ آب دوز وہاں سے تیر کی طرح روانہ ہوگئی:

"اور آپ جہاز کو دیکھیں گے کیسے ۔" فاروق نے پوچھا۔

"ابھی دکھاتا ہوں... اس آب دوز میں ایسے آلات لگے ہوئے ہیں ... وہ پانی کے اندر ہوتے ہوئے پانی کی سطح پر چلنے والے جہاز کی تصویر اسکرین پر لے آتے ہیں... میں ابھی سکرین آن کرتا ہوں ۔"

فوراً ہی سامنے لگی اسکرین پر وہ جہاز نظر آنے لگا:

"یہ ہم سے کوئی خاص دور نہیں ہے ... ہم صرف چند

منٹ میں اس تک پہنچ جائیں گے ... لیکن مشکل یہ ہے کہ آپ سب اس وقت بہت زیادہ جسمانی کمزوری محسوس کر رہے ہیں۔"

"ہاں! یہ تو ہے ... لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم جہاز کو جانے دیں۔" محمود نے پر جوش آواز میں کہا۔

"خوب! بہت خوب!" انسپکٹر جمشید نے خوش ہوکر کہا۔

"لیکن ابا جان ... آخر ہم جہاز پر کس طرح سوار ہوں گے۔"

"تیر کر ۔"

"جی... کیا مطلب ... تیر کر ..." ان کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

"ہاں! تیر کر ... نصف رات کے وقت ہم آب دوز کو سطح پر لے آئیں گے اور لانچ سے پانی میں اتر جائیں گے ... بس اس کے بعد جہاز کے عرشے پر پہنچنا ہمارا کام ہو گا... سیڑھی کے طور پر جہاز میں راڈ لگے ہوتے ہیں... پانی میں اتر کر بس پہلے راڈ کو تلاش کرنا ہوتا ہے ... اس کے بعد کام آسان ہے ... اور تم لوگوں کے لیے یہ کام میں کروں گا ۔"

ندیم

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"آپ... آپ کا مطلب ہے... راڈ کی تلاش کا کام۔" محمود کے منہ سے نکلا۔

"اوہ ارے باپ رے ... یہ تو کسی ناول کا نام ہوسکتا ہے۔"

"دھت تیرے کی۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

ان کی آب دوز جہاز کے تعاقب میں آگے بڑھتی رہی۔ آخر نصف رات کے وقت انسپکٹر جمشید نے کہا:

"بس! اب ہم اوپر چلیں گے۔"

چند منٹ بعد آب دوز سطح پر تھی... اور خول ہٹ چکا تھا:

"آؤ بھئی چلیں۔"

"اور آب دوز۔"

"یہ ہمارے آس پاس رہے گی ... آب دوز کا ڈرائیور بہت ماہر ہے... بہت سمجھ دار ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ پکا وفادار ہے... جان دے سکتا ہے بے وفائی نہیں کرسکتا۔ جب ہم جہاز پر سوار ہوجائیں گے، تب وہ واپس لوٹ جائے گا۔"

"بہت خوب!"

پھر وہ پانی میں اتر گئے اور جہاز کی طرف تیرنے لگے... ادھر آب دوز پانی میں اتر گئی۔

جہاز کے نزدیک پہنچ کر انہوں نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور جہاز کے گرد چکر لگانے لگے... اب ان کا صرف سر نظر آرہا تھا... گویا ہاتھوں اور پیروں کی مدد سے وہ جہاز کی سیڑھی تلاش کر رہے تھے... تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ واپس ان کے پاس آگئے:

"میں نے سیڑھی تلاش کر لی ہے... آؤ میرے ساتھ۔"

اور پھر وہ ان کے پیچھے تیرنے لگے... تھوڑی دیر بعد وہ جہاز کی سیڑھی پر چڑھ رہے تھے... اور اس بات سے بے خبر تھے کہ عرشے پر کیا صورت پیش آتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب!

انسپکٹر جمشید آخری سیڑھی پر پہنچے ... تو عرشہ انہیں ہلکی روشنی میں صاف نظر نہ آسکا ... نہ یہ اندازہ لگا سکے کہ اس وقت عرشے پر کچھ لوگ موجود ہیں یا نہیں... یہ بات محسوس کر کے انہوں نے نیچے کی طرف رخ کر کے سرگوشی کی:

"اوپر صاف طور پر کچھ نظر نہیں آرہا ... ظاہر ہے... عرشہ کوئی چھوٹی سی چیز تو ہوتی نہیں... اس پر جگہ جگہ مستول وغیرہ بھی ہوتے ہیں۔ اب نیم تاریکی میں کوئی ان کے پیچھے چھپا ہو تو کیسے اندازہ لگ سکتا ہے ... اس لیے صرف میں اوپر جاؤں گا... تم لوگ یہیں ٹھہرو گے ... میری طرف سے اشارہ ملنے پر ہی اوپر آؤ گے۔"

"لیکن ابا جان ... اس طرح تو ہم سیڑھی سے لٹکے رہ

جائیں گے ... اس سے تو عرشے پر حالت بہتر ہے۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"اچھا تو پھر سیڑھیوں کے بالکل ساتھ اوپر آکر عرشے پر لیٹ سکتے ہو۔"

"یہ ٹھیک رہے گا۔" محمود نے فوراً کہا۔

وہ مسکرا دیے اور پھر عرشے پر آگئے... لیکن وہ سیدھے کھڑے نہیں ہوئے تھے... بس گھٹنوں کے بل رہے... پھر اسی حالت میں وہ آگے بڑھنے لگے... ان کے دائیں ہاتھ میں پستول بھی تھا... کیونکہ ان پر کسی وقت بھی حملہ ہو سکتا تھا... اس بات کا زبردست امکان تھا کہ دشمن ان کی گھات میں ہو۔"

وہ آگے بڑھتے چلے گئے... یہاں تک کہ نصف کے قریب عرشہ دیکھ ڈالا ... اب وہ پہلے کی نسبت زیادہ صاف دیکھ سکتے تھے... آس پاس خطرہ نہ دیکھ کر وہ سیدھے ہو گئے ... اب انہوں نے بقیہ نصف عرشہ سیدھے چل کر دیکھا... انجن روم میں انہیں عملہ بھی گہری نیند میں نظر آیا... گویا سب خواب خرگوش کے مزے لے رہے تھے... اب

ندیم

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو ان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی... وہ واپس نیچے ساتھیوں کے پاس آئے:

"عرشے پر کوئی بھی نہیں ہے... انجن روم میں عملہ بھی سو رہا ہے... مطلب یہ کہ ہمارے لیے راستہ صاف ہے۔"

"یہ ان کی چال بھی ہوسکتی ہے ابا جان۔" فرزانہ نے فکر مندانہ انداز میں کہا۔

"ہاں! ہوسکتی ہے... لیکن یہ لوگ یہ کیسے سوچ سکتے ہیں کہ تم لوگ اس جزیرے سے زندہ نکل آؤ گے اور آ بھی جاؤ گے ان کے جہاز پر... نہیں... میرا خیال ہے... وہ یہاں تک نہیں سوچ سکتے... اور واقعی سب کے سب نیند کے مزے لے رہے ہیں۔"

"چلیے پھر بسم اللہ کریں... ہم تو خود اپنے ملک کی اس شخصیت کے بارے میں جاننے کے لیے بے چین ہیں۔"

"ٹھیک ہے... تم نے چونکہ راستہ دیکھا ہوا ہے... اس لیے آگے تم چلو۔"

اب وہ سیڑھیاں اترنے لگے... پہلی منزل کے بعد دوسری منزل اور دوسری کے بعد تیسری منزل کی سیڑھیاں اتر

گئے اور پھر قید خانے میں داخل ہوئے۔ پہلی کوٹھری کی سلاخوں کے پاس پہنچ کر انہوں نے دیکھا... نیم تاریک کوٹھری میں کوئی قیدی نہیں تھا:

"یہاں تو اس وقت کوئی قیدی نہیں ہے۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

"آؤ... دوسرے کی طرف چلو۔"

دوسری بھی خالی تھی... اور پھر تیسری نے بھی ان کا مذاق اڑایا، اب تو انسپکٹر جمشید چونک کر واپسی کے راستے کی طرف مڑے اور دھک سے رہ گئے... قید خانے کا بیرونی دروازہ بند کیا جا چکا تھا... اس دروازے کی سلاخیں بہت موٹی تھیں... اور محمود کا چاقو بھی اب ان کے پاس نہیں تھا... ساتھ ہی انہوں نے آواز سنی:

"ہاہاہا... ہی ہی ہی۔"

یہ ہنسی راڈرک پیٹر کی تھی... وہ اپنے ماتحتوں کے ساتھ دروازے سے کافی دور کھڑا نظر آیا... گویا باہر سے دروازہ بند کرتے ہی وہ پیچھے ہٹ گئے تھے:

"کیوں انسپکٹر صاحب... کیسی رہی۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہم ایسے موقعوں پر ایک ہی بات کہا کرتے ہیں جواب میں۔" انسپکٹر جمشید نے پرسکون مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"خوب خوب! ذرا میں بھی تو سنوں... کیا کہا کرتے ہیں۔"

"اللہ مالک ہے۔"

"ہاں ہاں... کیوں نہیں۔"

"ویسے مسٹر پاڈرک ریٹر آپ کوٹھریوں سے اتنے فاصلے پر کیوں کھڑے ہیں۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"کیا نام لیا تم نے میرا؟" وہ چونکا۔

"راڈرک پیٹر۔" فاروق بولا۔

"نہیں... بلکہ تم نے کہا ہے... پاڈرک ریٹر۔" اس نے جھلا کر کہا۔

"اوہ! معافی چاہتا ہوں... پ اور ر اپنی جگہ بدل گئے۔" فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"لیکن میں جو تم لوگوں کی جگہ بدلوں گا، اسے تم مرنے کے بعد بھی نہیں بھولو گے۔" وہ غرایا۔

"اوہو اچھا... بھئی واہ۔" فاروق نے حیرت ظاہر کی۔

"اور آپ نے فاروق کے سوال کا جواب نہیں دیا۔" محمود نے جلدی سے کہا۔

"کوٹھریوں سے دور ہم اس لیے کھڑے ہیں کہ تم لوگوں کے بارے میں ہمیں ایک ایک بات بتائی گئی ہے۔"

"اوہو اچھا... کمال ہے... آخر اس کی کیا ضرورت تھی۔"

"منصوبہ بندی کرنے والے جانتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح تم لوگوں کو ضرور خبر ہو جائے گی... اور تم جہاز پر ضرور آؤ گے... اس لیے تم لوگوں کے بارے میں ہر طرح کی معلومات ہمیں دی گئیں... تمہارا طریقہ کار بتایا گیا... کس موقعے پر تم کیا کر سکتے ہو... یہ بھی بتایا گیا... یا کسی کمرے میں قید ہو جانے کے بعد تم کیا کرتے ہو... یہ بھی بتایا گیا... یہی وجہ ہے کہ اس وقت وہ چاقو بھی تم لوگوں کے پاس نہیں ہے... جس کی مدد سے تم لوگ لوہے، لکڑی یا سیمنٹ کی دیواروں میں سوراخ کر لیتے ہو... ان تمام باتوں کو سامنے رکھ کر ہی یہ سارا انتظام کیا گیا تھا اور پھر... یہی نہیں... ہم لوگوں کو اس مہم پر بھیجنے والوں نے سونے پر سہاگہ ایک اور کام

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی کیا ہے ... لگے ہاتھوں وہ بھی بتاتا چلوں ۔" یہاں تک کہہ کر وہ رک گیا ۔ اب اس کے چہرے پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ کھیل رہی تھی اور اس مسکراہٹ میں طنز بھی تھا ۔

انہوں نے اس کے چہرے پر نظریں جما دیں ... کیونکہ وہ جان گئے تھے ... اب وہ کوئی خاص بات کہنے والا ہے ... وہ بھی چند لمحے تک ان کی طرف دیکھتا رہا ، آخر اس کے ہونٹ ہلے :

"ہمیں اس مہم پر بھیجنے والوں کی نظروں میں یہ پہلو بھی تھا کہ تم لوگ ٹھہرے لڑائی بھڑائی کے بہت ماہر ... ہر قسم کے ہتھیاروں کا استعمال جانتے ہو ... جوڈو کراٹے اور مارشل آرٹ وغیرہ تمہارے گھر کی لونڈیاں ہیں ... اب تم جیسوں کے مقابلے میں بے چارا جہاز کا کپتان کیسے جنگ کر سکتا تھا ... یا اس کا عملہ کس طرح ٹک سکتا تھا ... ہم سب تو تمہارے مقابلے میں پہلے مرحلے پر مار کھا جاتے اور سارا منصوبہ دھرا کا دھرا رہ جاتا ... اس پہلو کو سامنے رکھ کر بھی ان لوگوں نے کام کیا ..." یہاں تک کہہ کر وہ پھر خاموش ہو گیا ۔

"بہت خوب! وہ لوگ واقعی عقل مند ہیں ... داد دینی

پڑتی ہے ، ان کی عقل کی ... تو پھر انہوں نے اس کا کیا علاج سوچا ۔"

"اس کا علاج یہ سوچا کہ عملے میں ماہر ترین سراغرساں جنگ جو اور جدید اسلحے کے ماہر ترین ہمارے ساتھ کیے گئے ..."

"اوہو اچھا ..." مارے حیرت کے ان کے منہ سے نکلا ۔

"ہاں! اب تم کہہ سکتے ہو ... یہاں تو ایسی کوئی شخصیت نظر نہیں آئی ۔"

"نہیں! میں یہ نہیں کہہ سکتا ۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے ۔

"کیا مطلب ... کیوں نہیں کہہ سکتے ۔" راڈرک پیٹر نے قدرے حیران ہو کر کہا ۔

"بلکہ میرے ساتھی بھی نہیں کہہ سکتے ... کیونکہ ہمیں تم سب سے ملاقات کرنے کا موقع کب ملا ہے ۔" انہوں نے فوراً کہا ۔

"چلو خیر ... یونہی سہی ... تم لوگوں کو یہاں گھومنے پھرنے کا موقع نہیں ملا ... وہ بھی تم لوگوں کو دیا جائے گا ... تم گھوم

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر کر بتادینا کہ وہ شخص کون ہے، جسے اس سارے معاملے کی باگ ڈور سونپی گئی ہے۔"

"اگر ہمیں موقع دیا گیا تو ہم ضرور بتائیں گے انشاء اللہ!"

"بہت خوب! میرے ان ساتھیوں نے پسند کیا تو ایسا کیا جائے گا... فی الحال تو ہم انتظار کریں گے۔" اس کے لہجے میں گہرا طنز تھا۔

"کس بات کا۔"

"اس قید خانے سے نکلنے کا۔"

"اچھی بات ہے، آپ جائیں اور ہمیں اپنا کام کرنے دیں... ہماری اور آپ کی ملاقات اب عرشے پر ہوگی انشاء اللہ!"

"ضرور... کیوں نہیں..." یہ کہہ کر وہ جانے کے لیے مڑ گیا۔ اس کے ساتھی بھی ان پر نظر ڈال کر سیڑھیوں کی طرف رخ کر گئے... جلد ہی وہ اوپر جاتے نظر آئے:

"چلو... اپنا کام شروع کریں۔" انسپکٹر جمشید پرسکون انداز میں بولے۔

"لیکن ابا جان... چلیں کہاں... ہمیں تو یہیں رہ کر اپنا کام کرنا ہے۔" فاروق نے منہ بنایا... دوسرے مسکرانے لگے۔

"وہی وہی۔"

اب سب اس کوٹھری کا جائزہ لینے لگے... انسپکٹر جمشید نے سب سے پہلے سلاخوں پر توجہ دی... سلاخیں بہت مضبوط تھیں... انہوں نے اس پر زور لگایا... اور جان لیا کہ ہاتھوں سے کم ازکم ان سلاخوں کو موڑا یا ٹیڑھا نہیں کیا جا سکتا تھا... جہاز کے فرش سے دروازہ صرف تین انچ اونچا تھا... یعنی ان میں سے دبلا ترین فرد لیٹ کر بھی نہیں نکل سکتا تھا... وہاں سے واپس پلٹ کر انہوں نے دیواروں کو دیکھا... دیواریں مضبوط لکڑی کی تھیں اور ہاتھوں سے ان کا کچھ نہیں بگاڑا جاسکتا تھا... دروازے کے سامنے والی دیوار کے اوپر ایک روشن دان تھا، ان کی نظریں اس پر جم گئیں:

"تم اس روشن دان کو دیکھ رہے ہو۔" ان کے لہجے میں دبا دبا جوش تھا۔

"جی... جی ہاں۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

”میرا خیال ہے... فرزانہ اس میں سے نکل سکتی ہے۔“

”اور انسانی سیڑھی کے ذریعے فرزانہ کے ہاتھ اس روشن دان تک جاسکتے ہیں۔“

”لیکن... ہمیں یہ معلوم نہیں کہ اس روشن دان کے دوسری طرف کیا ہے۔“

”دیکھ لیتے ہیں... چلو بناؤ انسانی سیڑھی... خان رحمان ... تم میرے کندھوں پر کھڑے ہو جاؤ ... تمہارے کندھوں پر محمود کھڑا ہوگا... امید ہے اتنی اونچی سیڑھی سے کام چل جائے گا... روشن دان زیادہ اونچائی پر نہیں ہے۔“

آن کی آن میں سیڑھی بنائی گئی... اب فرزانہ اس سیڑھی پر چڑھ گئی ، اس کے دونوں ہاتھ آسانی سے روشن دان تک پہنچ گئے ... اب وہ ہاتھوں کی مدد سے اوپر اٹھی ... اور سر روشن دان میں داخل کردیا ... جلد ہی اس نے سر نکال لیا اور نیچے چھلانگ لگا دی ... اس کے چہرے پر خوف ہی خوف تھا :

”کیا بات ہے ... ایسا کیا دیکھ لیا ؟“ فاروق نے بڑا سا منہ بنایا۔

”اس... اس طرف صرف ایک تنگ سی گلی ہے ... بالکل پتلی سی جو اوپر کی طرف جا رہی ہے ... یعنی یہ جگہ انہوں نے صرف ہوا کے اخراج کے لیے رکھی ہے اور بس ...“

”تمہارا مطلب ہے ... تم اس طرف نہیں جا سکو گی... اور کسی طرح چلی بھی جاؤ تو کچھ نہیں کر سکو گی۔“

”ہاں! یہی بات ہے۔“

”ٹھیک ہے ... ایک نظر میں اس گلی کو دیکھنا چاہتا ہوں۔“

اب وہ انسانی سیڑھی کے ذریعے روشن دان تک پہنچے... انہوں نے بھی سر کو روشن دان سے نکال کر دیکھا... اور نیچے آگئے:

”فرزانہ کا خیال ٹھیک ہے... ہم اس طرف سے نہیں نکل سکتے۔“

اب انہوں نے کمرے کے فرش کی طرف توجہ دی ... لکڑی کے موٹے تختوں کو آپس میں جوڑا گیا تھا... تختے پوری مضبوطی سے جڑے ہوئے تھے... اس موقعے پر ان کے پاس اگر محمود کا چاقو ہوتا تو ان کے لیے اس کوٹھری سے نکلنا کوئی

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مسئلہ نہیں تھا... فرش کی طرف سے بھی ان کے نکلنے کا کوئی امکان نہیں تھا:

"اب ...؟" انسپکٹر جمشید کے منہ سے نکلا۔

ان سب نے پریشان ہو کر ان کی طرف دیکھا... گویا سب کے ذہنوں میں بس ایک ہی سوال تھا:

"اب کیا ہوگا۔"

"فرزانہ!" انسپکٹر جمشید کی آواز ابھری۔

"جی۔" وہ بولی۔

"کہاں گئی آج تمہاری عقل ... آواز دو اسے۔"

"جی... جی اچھا۔"

"محمود..." انسپکٹر جمشید بولے۔

"جی۔" اس نے ہنکارا ابھرا۔

"اپنی بہادری کو آواز دو۔"

"جی اچھا!"

"فاروق!"

"جج... جی۔" وہ ہکلایا۔

"تم جی کہتے ہوئے ہکلائے کیوں۔"

"اس لیے کہ یہاں تو کوئی پائپ وغیرہ نہیں ہے۔"

وہ سب مسکرا دیے ... پھر انسپکٹر جمشید نے ان سب کو ایک خفیہ اشارہ کیا۔

وہ ان کی طرف جھک آئے۔ انہوں نے اشاروں میں کچھ کہا... اسے سمجھ کر وہ بہت زور سے اچھلے۔

☆☆☆☆☆

ندیم

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سامنے کی بات

انہوں نے کہا تھا، یہ لوگ سامنے کی بات کو نظر انداز کر گئے... اور وہ سامنے کی بات ہے... کوٹھری کے دروازے پر لگا ہوا تالا... سلاخوں سے ہاتھ باہر نکال کر تالا کھولنے کی کوشش کرنا کیا مشکل ہے... انہیں بس یہ بات معلوم نہیں کہ ہم اچھے اچھے تالے کھول لیتے ہیں... بس یہ لوگ یہ بات بھول گئے:

"ہوں... تو شروع کریں۔"

"اس وقت نہیں... رات کو جب یہ سب لوگ گہری نیند میں ہونگے۔"

"لیکن! رات تک انتظار کرنا کون سا آسان کام ہوگا۔"

"مجبوری ہے... اس سے پہلے اگر ہم نے یہ کام کیا تو

راستے میں مشکلات پیش آسکتی ہیں۔"

"چلیے ٹھیک ہے۔" انہوں نے منہ بنایا۔

پھر رات تک وہ ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔ پھر انہوں نے تالے پر زور آزمائی شروع کی... اور آخر پندرہ منٹ کی کوشش کے بعد تالا کھل گیا... ان کے چہرے کھل گئے... وہ کوٹھری سے باہر نکل آئے... پہلے انہوں نے اپنے جسموں کو خوب ہلایا جلایا... پھر آگے بڑھے... اب ان کے سامنے وہ جنگلا تھا جو ان تینوں کوٹھریوں کے لیے مشترکہ لگایا گیا تھا... اس کے دوسری طرف بھی بڑا سا تالا تھا... اس کو کھول لینے کے بعد وہ سیڑھیوں پر ہوتے اور سیڑھیوں سے جہاز کے عرشے پر پہنچنا ذرا بھی مشکل نہیں تھا۔

پھر جونہی انسپکٹر جمشید نے سلاخوں سے ہاتھ باہر نکال کر تالے کو چھوا... انہیں زبردست جھٹکا لگا اور وہ اچھل کر اپنے ساتھیوں پر جاگرے سب ایک دوسرے پر گر گئے:

"کرنٹ؟" انسپکٹر جمشید کے منہ سے نکلا۔

"اوہ!" ان کے منہ سے مارے خوف کے نکلا۔

"اور ہم اس دروازے سے کرنٹ کے ہوتے ہوئے نہیں

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گزر سکتے ... اس کے لیے بھی ہمیں اس طرف جانا ہوگا ...'' خان رحمان بڑبڑائے۔

'' اصل مسئلہ ہی اس طرف جانے کا ہے۔'' پروفیسر داؤد کے منہ سے نکلا۔

'' پھر ... پھر۔'' فرزانہ کھوئے کھوئے انداز میں بولی۔

'' پھر کی چلانے کا ارادہ ہے کیا۔'' فاروق نے اسے گھورا۔

'' فف... فف۔'' فرزانہ نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

'' ہو کیا گیا ہے... دماغ کو قابو میں رکھو... پہلے پھر پھر کر رہی تھیں... اب فف فف۔''

'' مم ... مجبوری ہے۔''

'' اچھا بس چپ رہو ... اپنی مجبوری کو اپنے پاس رکھو... کام آئے گی۔'' فاروق نے جھلا کر کہا۔

'' کیا کام آئے گی۔'' پروفیسر داؤد بے خیالی کے عالم میں بولے۔

'' جی... مجبوری اور کیا؟''

'' لو اور سنو ... مجبوری بھی کام آنے لگی۔''

'' فرزانہ کو شاید کوئی بات سوجھ گئی ہے ...'' انسپکٹر جمشید نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا... ساتھ ہی فرزانہ نے آنکھوں سے اشارہ کیا... جیسے کہہ رہی ہو... ہاں... آپ نے ٹھیک اندازہ لگایا۔

انہوں نے فوراً فرزانہ کو اشارہ کیا کہ منہ سے کچھ نہ کہے ... صاف ظاہر ہے... ان کی آوازیں بھی سنی جا رہی ہیں...اس کے بعد انسپکٹر جمشید نے کہا:

'' کرنٹ لگنے سے میں شدید کمزوری محسوس کر رہا ہوں... میں لیٹ جانا چاہتا ہوں۔'' ان کی آواز سے حد درجے کمزوری ٹپک رہی تھی ... وہ پریشان ہو گئے، لیکن جب انہوں نے غور سے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے آنکھوں کے ذریعے کہا:

'' میں الحمدللہ بالکل ٹھیک ہوں... اور فرزانہ کی بات سننا چاہتا ہوں۔''

'' چلیے آپ کوٹھری میں لیٹ جائیں... صرف کوٹھری سے نکل آنے سے مسئلہ حل نہیں ہوجائے گا...'' محمود نے جلدی

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے کہا۔

"ہوں ٹھیک ہے۔"

پھر وہ کوٹھری میں آ گئے... اب انہوں نے انسپکٹر جمشید کی طرف دیکھا تو انہوں نے اشاروں میں کہا:

"فرزانہ جو کچھ کہتی ہے... اسے سمجھنے کی کوشش کرو۔"

انہوں نے فرزانہ کی طرف دیکھا... اس کے ہونٹوں کی حرکت سے انہوں نے جان لیا کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے... اس کے ساتھ ہی فاروق کی آنکھوں میں خوف سما گیا... خوف کے ساتھ ان میں جھنجھلاہٹ بھی نظر آئی... آخر وہ اشاروں میں چلا اٹھا:

"یہ کیسے ممکن ہے۔"

"ممکن نہیں ہے... تب بھی کرنا ہوگا... سوچو... غور کرو... ہمارے پاس اور کوئی راستہ نہیں ہے۔" فرزانہ پر اثر انداز میں بولی۔

"پھر بھی... ذرا سوچو... تم کیا کہہ رہی ہو۔"

"میں وہی کہہ رہی ہوں... جو ہم کر سکتے ہیں... ورنہ پھر اس کوٹھری میں ایڑیاں رگڑ کر مرنے کی تیاری کرو... ان

لوگوں سے رحم کی امید رکھنا فضول ہے..." فرزانہ نے بڑا سا منہ بنایا۔

"فاروق! ہم جانتے ہیں... یہ کام انتہائی مشکل ہے... قریب قریب ناممکن ہے... لیکن یہ ہم سب کی زندگیوں کا سوال ہے... نہ صرف ہم سب کی زندگیوں کا... بلکہ اس شخصیت کی زندگی کا بھی... جسے یہ لوگ اغوا کر کے لے کر جا رہے ہیں... ذرا سوچو... ہم اسی کے لیے اس جہاز پر آئے ہیں... اگر ہم ناکام ہو گئے... تو ہم سب مارے جائیں گے... وہ شخص بھی مارا جائے گا... کیا تم اپنے ملک کا اتنا بڑا نقصان برداشت کر لو گے..." اس پر فاروق کا سر جھک گیا... آخر اس نے سر اٹھایا اور اشاروں میں بولا:

"ٹھیک ہے... میں یہ کام کروں گا... اگرچہ میں جانتا ہوں... یہ کام نہیں کر سکوں گا۔"

"نہ... نہ... یہ نہ سوچو... یہ یقین لے کر اٹھو کہ تم یہ کام ضرور کر گزرو گے۔"

"اچھی بات ہے ابا جان۔" فاروق نے پر جوش انداز میں کہا۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"سنو فاروق... ناکامی کا خیال دل و دماغ سے نکال دو۔ اس کے بغیر تم کامیاب نہیں ہو گے ...اگر وہ جگہ اتنی ہوتی کہ یہ کام میں کرسکتا تو ہرگز تمہیں نہ جانے دیتا ... لیکن اب بہت بہت مجبوری ہے ...فرزانہ بے شک تم سے بھی پتلی ہے ... لیکن یہ ایسی چڑھائی چڑھنے کی ماہر نہیں ہے ...اس کام کے بس تم ماہر ہو جیسا کہ ایک بار تمہیں ایک چمنی میں اوپر کی طرف چڑھنا پڑا تھا۔"

"جی ہاں ابا جان! ... مجھے یاد ہے۔"

"بس تو پھر فاروق ... اللہ کا نام لو .... دیکھو! ہم جانتے ہیں ... یہ اتنا مشکل کام ہے کہ آج سے پہلے کبھی اتنا مشکل کام نہیں ملا ہو گا... لیکن تم بس یہ سمجھ لو کہ یہ کام نہ کیا جاسکا تو ہم یہاں سے نہیں نکل سکیں گے۔ یہاں سے نہ نکل سکنے کا اگر صرف اتنا نقصان ہوتا کہ ہم اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ... تب یہ کوئی اتنی زیادہ غلط بات نہ ہوتی ... لیکن اب جیسا کہ جہاز پر ہمارے ملک کی ایک اہم ترین شخصیت کو یہ لوگ لے جارہے ہیں تو ہم ایسا کیسے ہو جانے دیں ..."

انسپکٹر جمشید کی آواز جذبات کی وجہ سے بھرا گئی ... سب کی

آنکھوں میں آنسو آگئے... اس وقت فاروق نے کہا:

"آپ پریشان نہ ہوں ... میں یہ کام کروں گا، انشاء اللہ!"

اور پھر اس کے لیے انسانی سیڑھی بنائی گئی... وہ اس پر چڑھ کر روشن دان تک پہنچا ... دونوں ہاتھوں کے بل اوپر اٹھا... روشن دان کے اوپر ہاتھ جمانے کے لیے جگہ مل گئی ...اس طرح اس نے پہلے اپنی ٹانگیں روشن دان سے دوسری طرف گرا دیں... پھر پلٹ کر اوندھا ہوا اور سر بھی دوسری طرف نکال لیا...اب وہ دونوں ہاتھوں سے روشن دان کو پکڑ کر لٹکا ہوا تھا...جہاز کی دیواریں لکڑی کے تختوں کی تھیں اور ایک دوسرے کو جوڑ کر بنائی گئی تھیں اور دو تختوں کے درمیان پاؤں کی انگلیاں جمانے کی جگہ موجود تھی۔اس نے ایک پاؤں کیبن کی دیوار پر جمایا اور دوسرا پاؤں سامنے والی دیوار پر، پھر ایک ہاتھ اس طرف کی دیوار کے اوپر جمایا اور دوسرا ہاتھ دوسری دیوار پر ... اس طرح دایاں پاؤں اوپر اٹھایا اور اوپر والے تختے پر رکھ دیا، پھر بائیں پاؤں کے بل پر بازو اوپر اٹھایا... اس طرح وہ ایک تختہ اوپر چڑھ گیا ... اور اس کے

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دونوں ہاتھ بھی ایک تختہ اوپر چلے گئے... اب اسے اسی طرح ایک ایک تختہ کر کے اوپر اٹھنا تھا ... اور عرشے پر پہنچنا تھا ... عرشے پر اسے کیا حالات پیش آسکتے تھے ... اس طرف انہوں نے ابھی سوچا ہی نہیں تھا ... اس کا پہلا مرحلہ عرشے پر پہنچنا تھا ... ایک تختہ اوپر چڑھنے پر بھی اسے اپنے جسم کا سارا زور لگانا پڑ رہا تھا ... لیکن اس کے سوا چارہ بھی تو نہیں تھا... وہ اللہ کو یاد کرتا ایک ایک تختہ اوپر اٹھتا گیا ... ادھر کیبن میں اس کے سب ساتھی ہاتھ اٹھائے اس کے لیے دعا میں مصروف ہو گئے۔فاروق کو ہر تختے پر اپنی طاقت کم ہوتی محسوس ہو رہی تھی ... تھکن کا احساس بڑھتا جا رہا تھا... لیکن اس کی ہمت قائم تھی ... آخر وہ اس سے اوپر والے روشن دان تک پہنچ گیا ...اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ ایک منزل اوپر آنے میں کامیاب ہو گیا تھا ... لیکن ابھی دو منزلیں اور باقی تھیں... وہ چڑھتا رہا... چڑھتا رہا ... اس طرح تیسرا روشن دان آ گیا... اب اس میں نئی روح بیدار ہو گئی ... کیونکہ اس کے بعد عرشے کی باری تھی۔

اور پھر اللہ اللہ کر کے وہ عرشے پر آ گیا... عرشے

پر آتے ہی وہ لمبا لیٹ گیا۔ اس کا سینہ لوہار کی دھونکنی کی طرح چل رہا تھا ... اس قدرے لمبے سانس شاید اس نے کبھی نہیں لیے تھے... آدھ گھنٹے تک بے سدھ لیٹے رہنے کے بعد اس نے کروٹ لی ... اور لیٹے لیٹے سر کو ذرا سا اٹھا کر ادھر ادھر کا جائزہ لیا... اس نے دیکھا... دور بہت دور... عرشے کے آخری سرے پر وہ سب لوگ جمع تھے...ان کے سروں پر ایک بڑا بلب روشن تھا... ہاتھوں میں شرابوں کی بوتلیں تھیں... وہ اچھل کود رہے تھے اور ان بوتلوں سے شرابیں پی رہے تھے ... شاید ان پر قابو پانے کی خوشی میں وہ جشن منا رہے تھے...اور ان کا یہ جشن ان کے حق میں بہت مفید تھا...شراب پی پی کر وہ مد ہوش ہی ہوتے ... اور صبح تک انہیں کسی چیز کا ہوش نہ رہتا...اور اس طرح ان کا راستہ صاف تھا ... اس نے سوچا... ابھی مجھے اسی طرح لیٹے رہنا چاہیے...جب تک یہ بے سدھ نہ ہو جائیں... حرکت نہیں کرنی چاہیے ... چنانچہ وہ اسی طرح لیٹا رہا...یہاں تک کہ وہ مسلسل دو گھنٹے تک اچھل کود مچانے کے بعد عرشے پر گرنے لگے ... ایک ایک کر کے بے سدھ ہوتے چلے گئے... جب اس نے دیکھا کہ وہ سب

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے سب گہری نیند میں جا چکے ہیں... تب وہ سینے کے بل رینگتے ہوئے ان کے نزدیک آیا...ان کی تمام چیزیں ادھر ادھر بکھری ہوئی تھیں...اس نے ان میں سے کئی کی جیبوں سے پستول نکال لیے ... پھر سیڑھیوں [illegible] رینگنے لگا... مارے خوشی کے اسے اپنے اوپر کنٹرول نہیں ہو رہا تھا... اگر آواز پیدا ہونے کا ڈر نہ ہوتا تو وہ کئی کئی سیڑھیاں پھلانگ جاتا۔

اور پھر آخر کار فاروق حوالات کے بیرونی دروازے کے سامنے پہنچ گیا۔ سب ساتھی پہلے ہی سیڑھیوں پر ٹکٹکی باندھے بیٹھے تھے...اس پر نظر پڑتے ہی ان کے چہرے کھل اٹھے... سوکھے دھانوں میں گویا جان آ گئی... ساتھ ہی انسپکٹر جمشید نے فاروق کو اشاروں میں خبردار کیا... کہ دروازے کو ہاتھ نہ لگائے ... پہلے کرنٹ ختم کرے۔

فاروق نے دائیں بائیں کا جائزہ لیا... ایک جگہ ننگی تار دروازے سے چسپاں کی گئی تھی... اس نے پلگ نکال دیا ... پھر تالے کو کھولنے میں اسے صرف تین منٹ لگے ... اب سب باہر آ گئے ... وہ بے تحاشہ فاروق سے چمٹ گئے ...

کیونکہ فاروق نے واقعی ایک ایسا کارنامہ انجام دیا تھا جس کی مثال خود اس کی زندگی میں پہلے نہیں مل سکتی تھی ... جیرال کے ساتھ دوسرے بڑے ٹکراؤ میں اس نے رسی پر لٹک کر ایک چٹان سے دوسری چٹان تک فاصلہ ضرور طے کیا تھا...وہ کام بھی بہرحال بہت مشکل تھا... لیکن یہ تو تقریباً ناممکن تھا۔

کتنی ہی دیر وہ اس سے چمٹے رہے ... آخر اسے ہی بہت دبی آواز میں کہنا پڑا:

"اب بس بھی کریں ... میرے لیے سانس لینا مشکل ہو رہا ہے۔"

وہ مسکرا دیے ... اور اس سے الگ ہو گئے ...اب سب اوپر آئے... وہ پوری طرح چوکنے تھے... کیونکہ پہلے ہی کئی دفعہ چوٹ پر چوٹ کھا چکے تھے... انہوں نے دیکھا... عرشے پر حالات اسی طرح تھے جس طرح فاروق چھوڑ کر گیا تھا...یہ دیکھ کر انہیں اور زیادہ خوشی ہوئی ... جہاز کے عرشے پر رسیوں کی کمی نہیں تھی... انہوں نے پہلے ان سب کے اسلحے پر قبضہ کیا ... پھر خان رحمان اور انسپکٹر جمشید رائفلیں تان کر کھڑے ہو گئے ۔باقی سب نے ان سب کو باندھنے کا کام

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شروع کردیا... یہ انہوں نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا کہ نائب کپتان اور وہ عملہ جو جہاز چلانے کا ذمہ دار ہوتا ہے بھی ان میں شامل تھا... جشن منانے کے چکر میں وہ ہر احتیاط بھول بیٹھے تھے ... دوسرے شراب چیز ہی ایسی منحوس ہے ... اس نے ان کے حواس ہی ختم کر دیے تھے۔

جب سب لوگوں کو باندھ لیا گیا تب انسپکٹر جمشید کے منہ سے آواز نکلی:

"لیکن!"

☆☆☆☆☆

چالیس ختم!!

سب نے ان کی طرف دیکھا:

"یہ آپ لیکن کہاں سے لے آئے۔" فاروق سے رہا نہ گیا۔

"اسے لانے کے لیے کہیں جانا نہیں پڑا... میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ وہ شخصیت کہاں ہے ... جس کی خاطر یہ ساری ہل چل ہے۔"

"یہ تو اب یہ لوگ ہی بتائیں گے... وہ بھی ہوش میں آنے کے بعد۔"

"اور صبح سے پہلے یہ ہوش میں آئیں گے نہیں۔"

"یہ بات بھی ہے۔"

"تب پھر اب کیا کیا جائے۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہم اپنے طور پر انہیں تلاش کرتے ہیں... وہ تین قیدی ہیں... ارے ہاں جنجو... مم... میرا مطلب ہے اس سلسلے میں وہ ہماری مدد کر سکتے ہیں۔"

"آپ کیا کہتے ہیں... ان لوگوں نے اپنے قیدیوں کو کہاں رکھا ہوگا۔"

"میں تو بس اسی قید خانے سے واقف ہوں... یہ بھی بتاتا چلوں... میں اس جہاز کا زیادہ پرانا ملازم نہیں ہوں...چند سال ہوئے ہیں... جب میں نے یہ ملازمت اختیار کی تھی۔"

"ہوں... خیر... ہم خود ہی انہیں تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں... خان رحمان اور پروفیسر صاحب ان لوگوں کے پاس ٹھہریں... اور کلاشن کوفیں ان کی طرف تانیں رہیں... کھڑے بھی ہوں ان سے کچھ فاصلے پر... ان سے زیادہ نزدیک نہ ہوں۔"

"لیکن جمشید... ہمیں ڈر لگ رہا ہے... یہ لوگ بہت مشکل سے قابو میں آئے ہیں... کہیں کوئی گڑ بڑ نہ ہوجائے... کیوں نہ انہیں ہم بعد میں تلاش کرلیں۔"

"نہیں... یہ تو خیر ان کے ساتھ زیادتی ہوگی... قید کا ایک ایک پل مشکل ہوتا ہے۔"

"ہوں... تب پھر جمشید... خطرہ ہوسکتا ہے تو یہاں... اس لیے تم اور میں یہاں ٹھہرتے ہیں... یہ لوگ جنجو کے ساتھ نیچے جائیں اور قیدیوں کو تلاش کرلیں۔"

"یہ ٹھیک رہے گا... ہمیں اس مرحلے پر کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہیے۔"

"ہم تو خیر مول نہیں لیں گے... لیکن اگر وہ مفت مل جائے اور زبردستی گلے پڑنے لگے تو ہم کیا کرسکتے ہیں۔"

"صبر اور شکر۔" فاروق نے فوراً کہا۔

سب لوگ مسکرا دیے... پھر انسپکٹر جمشید اور خان رحمان چوکس کھڑے ہو گئے اور باقی لوگوں نے نیچے کا رخ کیا... انہوں نے قید خانے کے آس پاس کی ساری جگہ کو اچھی طرح دیکھا بھالا... لیکن وہ تینوں قیدی کہیں بھی نظر نہ آئے۔

"اب کیا کیا جائے۔"

"کرنا کیا ہے... کپتان راڈرک پیٹر کی زبان کھلواتے ہیں... کیونکہ اسے بہرحال معلوم ہے... کہ کسے اغوا کرکے

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جہاز پر لایا گیا ہے اور کہاں رکھا گیا ہے۔"

"ہوں... ٹھیک ہے ... لیکن پہلے تو ہم اپنے طور پر انہیں تلاش کریں گے۔"

"بالکل ٹھیک ہے۔"

پھر وہ سب نیچے آگئے ... نیچے حالات پرسکون تھے... کہیں کسی گڑبڑ کے آثار نظر نہ آئے... اب انہوں نے جنجو کی مدد سے تلاشی شروع کی ... وہاں کئی قید خانے نظر آئے، لیکن وہ تینوں قیدی کسی کوٹھری میں نظر نہ آئے:

"اس جہاز میں ضرور کوئی خفیہ جگہ ہے، میرا مطلب یہ ہے کہ وہ تینوں قیدی ضرور اس خفیہ مقام پر رکھے گئے ہیں۔"

"آپ کی بات دل کو لگتی ہے۔" جنجو نے جلدی سے کہا۔

"تو کیا آپ کو وہ خفیہ جگہ معلوم ہے۔"

"نہیں..." اس نے زور دار انداز میں سر ہلایا۔

"اگر قیدی نہ ملے تو اس کا بس ایک ہی مطلب ہوگا۔" انسپکٹر جمشید نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"کیا... کیا مطلب ہوگا۔" کئی آوازیں ابھریں۔

"یہ کہ ان لوگوں نے ہمیں جزیرے پر چھوڑ کر ان

قیدیوں کو بھی سمندر میں گرا دیا ہوگا۔"

"نن... نہیں ... ایسا نہ کہیں ..." محمود، فاروق اور فرزانہ ایک ساتھ چلائے۔

"یہ ابھی ایک خیال ہے... جو بالکل غلط بھی ہوسکتا ہے ... لہٰذا ہم ان لوگوں کے ہوش میں آنے کا انتظار کر لیتے ہیں... اللہ کی مہربانی سے یہ اب ہمارے قبضے میں ہیں۔"

"یہ تو جب ہوش میں آئیں گے ابا جان ... آئیں گے... ہمیں پہلے تو جہاز کا رخ موڑنا چاہیے، ورنہ ہم اپنے ملک سے لمحہ بہ لمحہ اور دور ہوتے چلے جائیں گے ..." فرزانہ چونکی۔

"ہوں... آؤ خان رحمان ... پہلے یہ کام کرلیں۔"

وہ انجن روم میں داخل ہوئے۔ انہوں نے سمتیں بتانے والے نقشوں کو غور سے دیکھا... اس وقت جہاز جس سمت میں جا رہا تھا... اس کا بھی جائزہ لیا اور پھر GPS کے ذریعے حساب کتاب لگا کر اس کا رخ موڑ دیا ... اور سمت متعین کر دی، اب انہیں یقین تھا کہ جہاز کا رخ ان کے اپنے ملک کی طرف ہوگیا تھا ... اس کام سے فارغ ہو کر وہ

ندیم

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنے ساتھیوں کے پاس آئے... آخر صبح ہوگئی۔ کپتان اور اس کا عملہ ابھی تک بے سدھ پڑے تھے:

"میرا خیال ہے ... اگر ہم انہیں ہلائیں جلائیں گے نہیں تو یہ دوپہر سے پہلے تو نہیں اٹھیں گے۔" خان رحمان بولے۔

"بلکہ میں تو کہتا ہوں ... ان کے چہروں پر خوب پانی چھڑکا جائے۔" پروفیسر ہنسے۔

"ہاں! یہ ٹھیک رہے گا... لیکن ایسا کرنے سے پہلے ان کی رسیاں چیک کر لی جائیں۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

پھر ان کی رسیاں چیک کی گئیں... وہ سب کے سب مضبوطی سے بندھے ہوئے تھے۔ اب ان پر پانی ڈالا گیا... آخر ان میں سے سب سے پہلے راڈرک پیٹر نے آنکھیں کھولیں...اس نے سر کو دو تین زور دار جھٹکے دیے... آنکھوں کو کئی بار کھولا ... پھر بند کیا... پھر کھولا ... آخر اس کے منہ سے نکلا:

"مم... شاید خواب دیکھ رہا ہوں۔"

"ہاں ہاں... خوش ہو لو ... جب تک تمہارے باقی ساتھی ہوش میں نہیں آجاتے ... اس وقت تک خوش ہو لو۔"

خان رحمان چہکے۔

"کیا مطلب؟" اس نے چونک کر کہا۔

"پانسہ پلٹ چکا ہے ... اب تم ہمارے قبضے میں ہو۔"

"نن نہیں... نہیں ... یہ کیسے ممکن ہے ... تم اس قید خانے سے نہیں نکل سکتے تھے... ہم نے ہر طرح سے جائزہ لیا تھا۔" اس نے جلدی جلدی کہا... لہجے میں زمانے بھر کی حیرت تھی۔

"اس کے باوجود ہم تمہارے سامنے بالکل آزاد کھڑے ہیں اور تم رسیوں سے بندھے ہوئے ہو۔"

"اوہ ... اوہ ... اس کا مطلب ہے ... مسٹر سپ نے ٹھیک کہا تھا۔" اس کے لہجے میں زمانے بھر کی حیرت تھی۔

"ہمیں کیا پتا ... کون سپ اور اس نے کیا کہا تھا۔"

"سپ اس پورے منصوبے کا نگران ہے ... منصوبے کا بنانے والا ہی وہی ہے ... وہ جتنا تم سے واقف ہے ...اتنا کوئی اور نہیں ہوگا ... اس نے یہی کہا تھا کہ تم دیکھ لینا ... ان تمام انتظامات کے باوجود وہ اس قید سے نکل آئیں گے ...میں نے اس سے کہا تھا ... یہ سب تمہارا وہم ہے ... بھلا

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ کس طرح نکل آئیں گے ... جب کہ کوئی راستہ ہی نہیں ہے ... اس پر اس نے کہا تھا... اس کا فیصلہ تو بعد میں ہوگا ... میرا اندازہ درست تھا یا نہیں ... ہمیں منصوبہ بندی تو اس کے مطابق کرنی چاہیے۔"

"کیا مطلب؟" ان سب کے منہ سے زوردار انداز میں نکلا۔

"ہاں! اس نے کہا تھا ... ہمیں یہ جان لینا چاہیے کہ وہ لوگ اس قید کے ان تمام انتظامات کے باوجود آخر نکل آئیں گے ... اس صورت میں ہمیں کیا کرنا ہوگا ... سوچنے کی بات تو بس یہ ہے۔"

"تب ... تب پھر اس نے ... یعنی مسٹر سپ نے کیا کہا تھا۔" خان رحمان بولے۔

"اس نے کہا تھا... وہ پہلے ہی منصوبہ بندی کر چکا ہے ... اس لیے کہ آخر منصوبہ بنایا بھی تو خود اسی نے ہے۔"

"کیا مطلب... اس صورت میں کیا انتظامات کیے جانے تھے..." انسپکٹر جمشید پریشانی کے عالم میں بولے۔

"کیے جانے تھے نہیں ... کیے جا چکے ہیں... تم لوگ

ذرا اپنے چاروں طرف دیکھ لو... ان لوگوں کو اس وقت تک چھپے رہنا تھا... جب تک کہ تم ہم لوگوں کو جگا نہ لو..."

"کیا مطلب... کیا شراب سے بے ہوش ہونا بھی پروگرام کا حصہ تھا۔" انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔

"نہیں... ہمیں دراصل یقین تھا کہ مسٹر سپ کا اندازہ اس جگہ دھرا کا دھرا رہ جائے گا... اور تم قید سے نہیں نکل سکو گے... لہٰذا ہم تو شراب اور اچھل کود میں لگ گئے تھے... لیکن مسٹر سپ کا خاص عملہ تو ایسا کوئی کام نہیں کر سکتا تھا نا... اس لیے اس وقت تم ایک بار پھر ہمارے قبضے میں ہو..."

"ایسی کوئی بات نہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا مطلب؟"

"ہم لوگ بھی آخر اللہ کی مہربانی سے ہم ہی ہیں... یہ دیکھو۔" اتنا کہتے ہی انسپکٹر جمشید اور خان رحمان بجلی کی تیزی سے حرکت میں آئے... اور دونوں نے مل کر راڈرک پیٹر کو جکڑ لیا... خان رحمان نے اس کی کمر کے گرد بازو کس دیے تھے... اور انسپکٹر جمشید نے اس کا بازو پکڑ کر مروڑ دیا تھا۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایسے میں راڈرک کی آواز ابھری :

" یہ... یہ کیا ... مم... مرا۔"

" بہتر بھی یہی ہے..." ایک آواز ابھری ... آواز حد درجے باریک تھی۔

انہوں نے چونک کر دیکھا ... جس طرف سے آواز آئی تھی... لیکن کوئی نظر نہ آیا :

" کیا بہتر ہے۔" انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔

" یہی کہ یہ لوگ مر ہی جائیں۔" وہی آواز ابھری۔

" یہ... یہ کون بول رہا ہے۔" انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔

" ارے... تم ابھی تک سمجھے نہیں انسپکٹر جمشید ... خیر میں سمجھائے دیتا ہوں... ہوں... ہمیں اس منصوبے پر عمل پیرا ہونا ہے ... یعنی یہ میں ہوں... سپ۔"

" لیکن کہاں ہیں... ہمیں نظر کیوں نہیں آ رہے۔"

" میں تم لوگوں کے آس پاس ہوں... لیکن جس طرف سے میری آواز آ رہی ہے، میں اس طرف نہیں ہوں گا... اس کے بجائے کسی اور سمت میں موجود ہوں گا ... چاہو تو

انسپکٹر جمشید ... تم میری آواز فضا سے آتی سنو۔"

" اوہو اچھا...اس کے ماہر ہیں آپ ، تب تو یہ تجربہ ضرور کرا دیں... ہم آپ کی آواز فضا سے آتی سننا چاہتے ہیں۔"

" لو سنو... میں تم سے فضا کے رخ سے بات کر رہا ہوں... ایسا کرنے کے لیے مجھے کوئی ہاتھی گھوڑے نہیں جوتنا پڑیں گے ... آ رہی ہے نا میری آواز بادلوں کی طرف سے۔"

" ہاں! بالکل ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے آواز اوپر سے آ رہی ہو ... اور یہ ایک حیرت انگیز بات ہے ... آپ تو بہت کمال کے ہیں مسٹر سپ ... لیکن آپ ہیں کہاں... سامنے آ کر بات کریں نا ... اب اتنا بھی کیا ڈرنا۔"

" تم لوگوں سے اور میں ڈروں گا... سامنے نہ آنا تو پالیسی کا حصہ ہے۔"

" آپ کی مرضی ... ہم اپنے ملک جا کر بتائیں گے ، اس بار ہمارا واسطہ ایک پردہ نشین مجرم سے پڑا تھا۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

" مجرم ہو گے تم خود... اپنے ملک جا کر تو میں ہیرو بن

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جاؤں گا ... لوگ مجھے کندھوں پر اٹھائیں گے ... واہ واہ کریں گے، میری تو وہاں مچ جائے گی دھوم ۔''

'' خیر ... نہ آئیں سامنے ... ہمیں کوئی پروا نہیں ۔ اب پروگرام کیا ہے ۔''

'' پروگرام جوں کا توں ہے ... یعنی کہ ہم تم لوگوں کو شرینا لے جا رہے ہیں ۔تم اس وقت مکمل ناکام ہو ... اگرچہ اس خیال میں آگئے تھے کہ تم نے پانسہ پلٹ دیا ہے ... لیکن ابھی تم سب کی عقل کو نہیں پہنچ سکے ... یہ منصوبہ بندی سب کی ہے ... سب کی... کس کی ہے ؟'' اس نے سوال پوچھا جیسے بچوں کو کوئی سبق رٹوا رہا ہو ۔''

'' سب کی ۔'' ان سب نے ایک ساتھ کہا ۔

'' بہت خوب! یہ ہوئی نا بات ... گویا تم اپنی ہار مان رہے ہو اور اس خوش فہمی میں نہ رہنا کہ تم نے جہاز کا رخ تبدیل کر دیا ہے تو اب یہ تمہارے ملک کی طرف سفر کرتا رہے گا ...اور ہم اس خوش فہمی میں مگن رہیں گے کہ جہاز شرینا جا رہا ہے ... بالکل نہیں ... اس خیال کو دل و دماغ سے نکال دو ... جہاز بدستور شرینا کی طرف جا رہا ہے ...''

'' چلو کوئی بات نہیں... اس بہانے شرینا دیکھ لیں گے ۔''

'' ضرور... ضرور کیوں نہیں... میں کراؤں گا تم لوگوں کو شرینا کی سیر ۔تمہیں تمام سڑکوں پر گھمایا جائے گا ... ساتھ ہی تم لوگوں کا تعارف کرایا جائے گا ... کہ تم دراصل ہو کون ...''

'' خوب خوب! مزہ رہے گا ۔''

'' اس میں شک نہیں۔''

اور پھر انہیں رسیوں سے باندھ دیا گیا ... اب تو ان کے چہروں پر پریشانی کی لہر دوڑ گئی:

'' اور مطمئن رہو ... تمہاری مدد کے لیے یہاں کوئی نہیں آئے گا۔''

'' اچھی بات ہے ... ہم بھی دوسروں کی مدد پر نہیں رہیں گے ، جو کچھ کرنا ہے ... بس اپنے ہاتھوں اور پیروں سے کریں گے ۔''

'' انہیں لے جاؤ... اس وقت جو قید خانہ ان کے لیے خالی کیا گیا ہے...اس میں ڈال دو ۔''

انہیں اٹھا کر نیچے لایا گیا ... اور کوٹھریوں میں ڈال

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر تالے لگا دیے گئے ... پھر وہ لوگ چلے گئے :

"یہ... یہ کیا ہوا جمشید ۔" پروفیسر داؤد نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

" فکر نہ کریں... شرمینا کی سیر کرنے کی تیاری کریں ..." انسپکٹر جمشید پرسکون آواز میں بولے۔

"تمہارا مطلب ہے... ہماری چالیں ختم ہو چکی ہیں ۔" خان رحمان نے حیران ہو کر کہا ۔

" ہاں خان رحمان... اب ہمارا کام اس وقت شروع ہوگا... جب ان کی چالیں ختم ہو جائیں گی... بازی اس وقت ان کے ہاتھوں میں ہے ... تاہم ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیے، اس لیے کہ مایوسی گناہ ہے ..."

" ٹھیک ہے جمشید ... تم کہتے ہو تو ہم مایوس نہیں ہوتے ... ویسے صورت حال اس وقت ایسی ہے کہ مایوس ہوئے بغیر رہنا قریب قریب ناممکن ہے ..." پروفیسر بولے ۔

" ہوگی ... پھر بھی ہمیں امید کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے۔"

" اچھی بات ہے ...افسوس اس بات کا ہے کہ ہم اب

تک یہ بھی نہیں جان سکے کہ وہ شخصیت کون سی ہے ... جسے یہ لوگ ہمارے ملک سے لے آئے ہیں اور اب اپنے ملک لے جا رہے ہیں... بلکہ اب تو ہم بھی اس کے ساتھ جا رہے ہیں ۔" فاروق نے منہ بنایا۔

" اور یہ بہت اچھا ہے فاروق ..." انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

" آپ پر بہت حیرت ہے ... آپ ان حالات میں بھی مسکرا سکتے ہیں... ہمارا تو مسکرانے کو جی بالکل نہیں چاہ رہا ۔" محمود نے کہا ۔

" پروا نہ کرو ... " وہ پھر مسکرائے۔

" ویسے ابا جان ! آپ کوئی اندازہ لگا پائے ہیں اب تک ۔"

" ہاں کسی حد تک ... میں نے اپنا خیال لکھ کر رکھ لیا، وقت آنے پر بتاؤں گا کہ میں نے کیا اندازے لگائے ہیں۔"

" چلیے ... جب آپ کا جی چاہے، بتا دیجیے گا۔"

" بالکل ٹھیک ہے... بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ تم لوگ بھی اپنے اپنے اندازے لکھ لو ۔" انہوں نے کہا ۔

" ہمارے اندازے تو سارے دھرے کے دھرے رہ گئے

ندیم ندیم
Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہیں ...'' فاروق نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

''دیکھو فاروق! بُری بات ہے۔'' انسپکٹر جمشید نے اسے گھورا۔

''اس میں شک نہیں۔'' فاروق نے جلدی سے کہا۔

''کس میں؟'' انسپکٹر جمشید نے چونک کر پوچھا۔

''بُری بات میں۔''

''حد ہوگئی ... وہ بری بات ہے کیا ... پہلے یہ تو پتا چلے۔'' محمود نے جل کر کہا۔

''یہ ابا جان سے پوچھو۔''

''توبہ ہے تم سے ان حالات میں بھی ایسی باتیں کرنے سے باز نہیں آتے۔'' فرزانہ نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

''میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ مایوسی کی باتیں کرنا بری بات ہے... پھر فاروق تو مشکل ترین حالات میں بھی جملے چست کرتا رہتا ہے ... آج کیوں کہہ رہا ہے کہ سارے اندازے دھرے کے دھرے رہ گئے ہیں... ہمت جوان رکھو... ہاں۔''

''مم... معافی چاہتا ہوں ابا جان! اللہ نے چاہا تو اب آپ میرے منہ سے کوئی مایوسانہ بات نہیں سن سکیں گے۔''

''یہ ہوئی نا بات ... اب تم سب اپنا اپنا اندازہ لکھ کر جیب میں رکھ لو... جب موقع آئے گا تو سب کے اندازے سنے جائیں گے۔''

''جی جی ... بہتر۔''

''لیکن لکھیں کیسے۔ ہمارے پاس نہ کاغذ ہے نہ قلم۔''

''میرے پاس ہے۔'' یہ کہتے ہوئے انسپکٹر جمشید نے اپنی اندرونی جیب سے ایک فل اسکیپ کاغذ نکال کر سامنے کردیا... محمود نے کاغذ کے ٹکڑے کئے اور سب میں بانٹ دیئے۔

اور پھر وہ اپنے حصے کے کاغذ پر اپنے اپنے اندازے لکھنے لگے... پھر نہ جانے کب کروٹیں بدلتے ان کی آنکھ لگ گئی ... آنکھ کھلی تو دن نکل چکا تھا... وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھے... ... پھر آٹھ بجے کے قریب انہیں ناشتا دیا گیا... اور وہ اس طرح دیا گیا کہ سلاخوں میں سے خوراک کے ڈبے اندر پھینک دیے گئے... ایسا ان لوگوں نے سلاخوں سے دور رہ کر کیا... غالباً سپ نے انہیں بہت زیادہ ڈرا دیا تھا:

''کیوں بھئی ... کیا ہماری مسٹر سپ سے ملاقات ہوسکتی ہے۔''

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"نہیں ! مسٹر سپ کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہیں... وہ اپنی مرضی کے مالک ہیں... جہاز پر کب کہاں ہوتے ہیں... کب کیا حکم دے دیتے ہیں... کوئی کچھ نہیں جانتا۔"

"تم لوگوں نے تو مسٹر سپ کو دیکھا ہوا ہے نا۔"

"نہیں... ہم نے کیا... کسی نے بھی نہیں دیکھا ہوا... یہاں تک کہ کپتان راڈرک پیٹر نے بھی نہیں دیکھا۔"

"یہ کیسے ہوسکتا ہے۔" انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

"ہمیں تو یہی پتا ہے... ویسے ہمیں آپ سے بات کرنے کی اجازت نہیں ہے... اتنی باتیں بھی ہم سوچے سمجھے بغیر... اپنی رو میں کر گئے... اور ہوسکتا ہے... مسٹر سپ ہمیں اس قصور کی سزا دیں... لہٰذا ہم چل دیے۔"

اور وہ چلے گئے... انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا:

"اس کا مطلب ہے... ہمیں یہ سراغ بھی لگانا ہوگا کہ سپ کون ہے... کس کے روپ میں ہے... ویسے میرا اندازہ ہے... خود راڈرک پیٹر ہی دراصل سپ ہے۔"

"یہ... یہ کیسے ہوسکتا ہے ابا جان... راڈرک پیٹر کی موجودگی میں ہم اس کی آواز سنتے رہے ہیں۔"

"اوہ ہاں! یہ بات بھی ہے... لیکن میرا خیال ہے... اگر مسٹر راڈرک ہی مسٹر سپ ہے تو وہ اپنی موجودگی میں سپ والی آواز ہمیں سنا سکتا ہے... یہ کوئی مشکل کام نہیں... ہمیں ایسے معاملات پیش آچکے ہیں۔"

"ہوں! آپ ٹھیک کہتے ہیں... لیکن ابا جان ہم بھلا یہاں کیا کر سکتے ہیں... آپ سپ کا سراغ لگانے کی بات کر رہے ہیں جب کہ ہم اس کوٹھری میں قید ہیں..."

"فکر نہ کرو... اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی راہ نکال دیں گے... اور ہم ان شاء اللہ عرشے پر موجود ہوں گے۔"

"فی الحال تو اس کا دور دور تک کوئی امکان نہیں۔" محمود نے منہ بنایا۔

"امکان ہے۔"

ایک آواز ابھری... وہ سب چونک اٹھے:

☆☆☆☆☆

ندیم

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اصل کامیابی

انہوں نے ادھر ادھر دیکھا، لیکن کوئی نظر نہ آیا... البتہ انہوں نے یہ بات صاف محسوس کی تھی کہ آواز سپ کی تھی:

"آپ کہاں ہیں مسٹر سپ اور یہ آپ نے کیا کہا۔"

"میں اوپر عرشے پر ہوں... لیکن سب کی نظروں سے پوشیدہ... اور میں نے کہا ہے... تم لوگ عرشے پر آسکتے ہو..."

"لیکن کیسے..."

"صبح میں خود تمہیں اوپر بلواؤں گا... اوپر ہی تم لوگوں کو ناشتا کراؤں گا۔"

"آخر آپ کا پروگرام کیا ہے... ابھی تک ہم یہ بھی نہیں جان سکے کہ آپ ہمارے ملک کی کس شخصیت کو لے آئے

ہیں۔"

"بس دیکھ لو... اسی کو کمال کہتے ہیں... ابھی تک کسی کو کانوں کان پتا نہیں کہ ہم کیا چیز لے جا رہے ہیں، یہاں تک کہ تم لوگ جو جہاز پر آچکے ہو... جہاز کو گھوم پھر کر دیکھ چکے ہو... تم بھی ابھی تک معلوم نہیں کر سکے۔"

"ہوں... آپ کی یہ بات تو خیر بالکل ٹھیک ہے۔"

"بس تو پھر! یہ رات تو تم اسی کوٹھری میں گزار لو... صبح تمہیں نکال کر اوپر لایا جائے گا... اچھا بس۔"

"انکل شپ... معاف کیجیے گا... میں آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔"

"شپ نہیں... سپ۔" سپ نے ہنس کر کہا۔

"چلیے سپ ہی سہی... ہاں تو انکل سپ کیا آپ شروع سے جہاز پر موجود ہیں یا راستے میں کسی جگہ سے سوار ہوئے ہیں۔"

"شروع سے جہاز پر سوار ہوں۔"

"بس شکریہ! یہی پوچھنا تھا۔"

اور پھر سپ کی آواز بند ہوگئی:٭

ندیم

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

'' آؤ بھئی ... آرام کریں ... یہ رات تو یہیں کاٹنا ہوگی۔''

'' جی ٹھیک ہے ...''

'' فرزانہ تم نے یہ سوال کیوں پوچھا تھا بھلا۔'' محمود نے الجھن کے عالم میں کہا۔

''یہ سوچنے کے لیے اگر مسٹر سپ شروع سے جہاز پر سوار ہیں تو پھر وہ کس کے روپ میں ہیں۔''

'' اچھا خیال ہے فرزانہ۔'' انسپکٹر جمشید نے خوش ہو کر کہا۔

'' تو کیا جواب سن کر تم کسی نتیجے پر پہنچ گئی ہو۔'' محمود جلدی سے بولا۔

'' ابھی نہیں... لیکن میں کوشش کر رہی ہوں... اور انشاء اللہ ضرور کسی نتیجے پر پہنچ جاؤں گی۔''

'' بہت خوب فرزانہ ... شاباش۔''

'' لو بھئی! یہ تو بلاوجہ شاباش سمیٹنے لگی۔''

'' بلاوجہ نہیں... میں نے ایک سوال پوچھا تھا... میرا وہ سوال شاباش ملنے کا سبب بن گیا ہے۔''

'' دیکھو! آپس میں لڑنے کے بجائے یہ سوچو کہ سپ جہاز پر کس روپ میں ہے۔''

'' جمشید! اگر ہم جان بھی لیں تو کیا فائدہ ... ہم تو پوری طرح ان کی قید میں ہیں۔'' پروفیسر داؤد نے منہ بنایا۔

'' لیکن پروفیسر صاحب! اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اپنا کام نہ کریں... ہم جو کر سکتے ہیں ... وہ تو کریں گے... مطلب یہ کہ ہم اس وقت اس حالت میں کم از کم اپنی عقلوں کے گھوڑے تو دوڑا ہی سکتے ہیں... لہٰذا سب لوگ اس بات پر غور کریں کہ سپ کس روپ میں ہے ... ہم اس بات سے ان حالات میں کوئی فائدہ اٹھا سکتے ہیں یا نہیں، یہ بعد کی بات ہے۔''

'' اچھی بات ہے جمشید ... اب تم دیکھو گے کہ ہم کس طرح غور کرتے ہیں۔'' پروفیسر داؤد مسکرائے اور پھر سب کے سب سوچ کے سمندر میں اتر گئے۔ رات گئے تک وہ اسی سوال کا جواب سوچتے رہے... صبح ہوگئی... انہوں نے سیڑھیوں پر بہت سے لوگوں کے اترنے کی آواز سنی، آخر کپتان راڈرک پیٹر دس کے قریب لوگوں کے ساتھ ان کے سامنے

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آ کھڑا ہوا:

"کیا حال ہے دوستو۔" راڈرک نے گہرے طنزیہ انداز میں کہا۔

"اللہ کا شکر ہے ... اچھا ہے۔" انسپکٹر جمشید نے اس کے طنز کی طرف گویا کوئی توجہ ہی نہیں دی۔

"یہ تھوڑی سی خوراک چکھ لو ... پھر اوپر چل کر تم لوگوں کو ناشتا کرایا جائے گا۔"

"بہت بہت شکریہ!" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

اسی وقت قید کی کوٹھری میں ہلکی سی گیس کی بو محسوس ہوئی۔ انہوں نے فوراً سانس روک لیے ... ادھر گیس کی مقدار زیادہ ہوتی گئی ... آخر وہ سانس لینے پر مجبور ہو گئے... جونہی انہوں نے سانس لیے... گیس چھوڑنے کا عمل روک دیا گیا... اور شاں شاں کی آواز رک گئی ... پھر کوٹھری کا دروازہ کھولا گیا اور راڈرک کی آواز ابھری:

"تم لوگ اس گیس کے اثر کے باوجود سیڑھیاں چڑھ سکتے ہو... ہم نے بس اتنی گیس چھوڑی ہے کہ تم چل سکتے ہو ... اس سے زیادہ ہاتھ پیر نہیں ہلا سکو گے۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔" پروفیسر بولے۔

پھر انہوں نے چلنے کی کوشش کی تو اتنی طاقت اندر واقعی محسوس کی کہ اس طرح وہ سیڑھیاں چڑھنے لگے ... عرشے پر پہنچے تو عرشے کے درمیان میں ناشتے کی میز بچھی نظر آئی:

"آپ لوگوں کا ناشتا تیار ہے۔" راڈرک کی آواز گونجی۔

"اور مسٹر سپ۔"

"وہ آج تک ہمارے سامنے نہیں آئے... تم لوگوں کے سامنے تو خیر کیا آئیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔"

"ناشتا شروع کریں۔"

"اس کھانے میں کیا ملایا گیا ہے۔" انسپکٹر جمشید نے اس کی طرف غور سے دیکھا۔

"نیچے سے جنجو کو لاؤ۔" راڈرک پیٹر نے طنزیہ انداز میں کہا۔

فوراً ہی چار آدمی وہاں سے چلے گئے... انہوں نے ان چاروں کو نیچے کی طرف جاتے دیکھا... پندرہ منٹ بعد وہ جنجو کو اوپر لے آئے... اس کی طرف دو کلاشن کوفیں تنی

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوئی تھیں:

''ہیلو جنجو ... کیا حال ہے ... '' ''کیوں نہیں ... بہت آیا۔'' اس نے تھکے تھکے انداز میں کہا۔

''خوب خوب! یہ تمہارے ساتھی ناشتا کرنے سے ڈر رہے ہیں ... ان کا خیال ہے ... میں نے ناشتے میں کوئی زہر ملا دیا ہے ... لہٰذا تم ہر چیز میں سے ایک ایک لقمہ کھا کر انہیں دکھا دو۔''

''اس... اس کا مطلب ہے ... آپ مجھے اب جان سے مارنا چاہتے ہیں۔''

''ارے نہیں ... تم غلط سمجھے... تم ان کھانوں میں سے بے دھڑک ایک ایک لقمہ کھا لو ... میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہیں کچھ نہیں ہوگا ... کیونکہ ہم تو تمہیں بتا کر بھی ہلاک کرسکتے ہیں ...''

''اچھی بات ہے۔'' اس نے کہا اور ہر چیز میں سے ایک ایک لقمہ کھانے لگا ... یہاں تک کہ اس نے ہر چیز چکھ لی ... جب اسے کچھ بھی نہ ہوا تو راڈرک پیٹر کی شوخ آواز گونجی:

''دیکھا تم لوگوں نے... تم بلاوجہ ڈر رہے تھے... ناشتا شروع کرو۔''

سب نے انسپکٹر جمشید کی طرف دیکھا... ان کا چہرہ ستا ہوا تھا... آخر ان کے ہونٹ ہلے:

''ہمیں مسٹر جنجو پر کوئی اعتبار نہیں۔''

''ہائیں ہائیں! یہ کیا کہہ دیا انسپکٹر جمشید آپ نے۔''

''مطلب یہ کہ ہماری جنجو سے پرانی شناسائی تو ہے نہیں ... جہاز پر ہی ملاقات ہوئی ہے... ہوسکتا ہے، یہ آپ کا اپنا آدمی ہو اور آپ نے اسے ایسی چیز کھلائی ہو جو کھانے میں موجود زہر کا توڑ ہو ... اب انہیں تو کچھ نہیں ہوگا... اور ہم ناشتا کرتے ہی لمبے لیٹ جائیں گے ... لہٰذا۔'' انسپکٹر جمشید کہتے کہتے رک گئے۔

''لہٰذا کیا؟'' راڈرک نے منہ بنایا۔

''لہٰذا ... ہم اس کھانے کو نہیں کھائیں گے ... ہمیں صرف پھل دے دیے جائیں... بغیر چھلے اور بغیر کٹے پھل ... ہم خود ان کو چھیلیں گے یا کاٹیں گے۔''

راڈرک پیٹر کا منہ لٹک گیا ... پھر اس نے اپنے

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آدمیوں کو حکم دیا:

'' ان کے لیے پھل لائے جائیں... مسٹر جنجو کو قید کی کوٹھری میں ڈال دیا جائے اور انسپکٹر جمشید ! اس میں شک نہیں کہ تم بہت چالاک ہو ... لیکن اس کھانے میں کچھ نہیں ہے ... تم لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارنا ہوتا تو یہ کام کیا مشکل تھا... ابھی ہم نے قید خانے میں گیس چھوڑی تھی یا نہیں... وہ صرف اعضا کو بے حس کرنے کے لیے تھی ... ہم اس گیس کی جگہ زہریلی گیس چھوڑ سکتے تھے...لہٰذا تم لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارنا مقصود نہیں ... ناشتا کرلو۔''

'' وہ تو ہم اب پھلوں کا کریں گے ۔''

'' اچھی بات ہے ۔''

پندرہ منٹ بعد ان کے سامنے مختلف قسم کے پھل رکھے گئے... ان میں سیب ، انگور ، ناشپاتی ، کیلا ، امرود اور ناریل وغیرہ سبھی طرح کے پھل تھے...اس سے پہلے کہ ان کے ساتھی پھلوں کی طرف ہاتھ بڑھاتے ... انسپکٹر جمشید بول پڑے:

'' ہم صرف ناریل کھائیں گے ۔''

ان الفاظ کے ساتھ ہی راڈرک اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر بلا کی حیرت نظر آئی... ادھر حیرت نظر آئی، ادھر سپ کی ہنسی کی آواز سنائی دی :

'' یہ ... مسٹر سپ کس خوشی میں ہنس رہے ہیں ۔''

فرزانہ نے حیران ہو کر کہا ۔

''انتہائی حیرت انگیز ۔'' راڈرک نے مارے حیرت کے کہا۔

'' کیا انتہائی حیرت انگیز ؟'' فاروق نے منہ بنایا۔

'' مسٹر سپ انتہائی حیرت انگیز انسان ہیں... ان کی ذہانت کی داد دینا پڑتی ہے ۔انہوں نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ تم لوگ ناشتا نہیں کروگے ... بلکہ اپنے لیے پھل منگواؤ گے اور پھلوں میں سے بھی ناریل کھاؤ گے ...''

'' اوہ ... اوہ ۔'' اس مرتبہ حیران ہونے کی باری ان کی تھی۔

'' حیرت ہے ... کمال ہے ... اب تو مسٹر سپ سے ملنے کے لیے بے تحاشہ جی چاہنے لگا ہے ...ایسی شخصیت سے تو فوراً ملاقات ہونی چاہیے ... مہربانی فرما کر ان سے کہیں...

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آکر اپنا دیدار کرا دیں۔"

"وہ تم لوگوں کی بات سن رہے ہیں ... پورے جہاز پر جہاں بھی کوئی بات کی جاتی ہے ... وہ اس بات چیت کو سن رہے ہوتے ہیں... جہاز میں ایسے آلات لگے ہوئے ہیں۔"

"تب تو پھر مسٹر راڈرک آپ جانتے ہیں... مسٹر سپ کون ہیں۔" فرزانہ نے جلدی سے کہا۔

"یہ کیسے کہہ دیا آپ نے؟"

"اس طرح کہ آخر جہاز میں آلات نصب ہیں... تو پھر یہ کیسے ممکن ہے ... اس جگہ کے بارے میں جہاز کے کپتان کو معلوم نہ ہو..." فرزانہ نے جلدی جلدی کہا... اس کی نظریں راڈرک پر جمی تھیں۔

"نہیں... میں جہاز کا کپتان ضرور ہوں... لیکن جہاز کے بہت سے حصے ایسے ہیں ... جن کی طرف کوئی نہیں جاسکتا ... اور ایسا مسٹر سپ کے حکم کی وجہ سے ہے ... یہاں تک کہ میں بھی نہیں جاسکتا ... وہاں چاروں طرف لکڑی کے تختے جڑ دیے گئے ہیں... اور اندر کی طرف سیاہ پردے لگا دیے گئے ہیں تاکہ کسی جھری سے بھی دوسری طرف نہ دیکھا

جائے... سب لوگوں کا خیال یہی ہے کہ وہاں مسٹر سپ رہتے ہیں۔"

"یہ کیسے ممکن ہے۔" خان رحمان نے حیران ہو کر کہا۔

"جی... کیا مطلب ... کیا کیسے ممکن ہے۔"

"میرا مطلب ہے... وہاں کھانے پینے کا سامان کون رکھتا ہے... برتن وغیرہ کون اٹھاتا ہے... اور بھی کئی ایسے کام ہوتے ہیں... کیا مسٹر سپ ہر کام خود کرتے ہیں... اور کر بھی لیں... تو بھی کھانا وغیرہ کون اندر لے جاتا ہے... کیا خود مسٹر سپ لے جاتے ہیں... اگر لے جاتے ہیں تو دوسروں کی نظروں سے کیسے بچتے ہیں... وغیرہ وغیرہ..."

"مجھے اس بارے میں معلوم نہیں... نہ مجھے ایسی باتیں سوچنے کی اجازت ہے... مجھے تو حکم ہے کہ میں اپنے کام سے کام رکھوں ... ایسی کسی بات کے کھوج میں نہ رہوں... لہٰذا میں اپنے کام سے کام رکھتا ہوں۔ ہاں... ایک بات بتا سکتا ہوں... یہ جہاز ہمارے ملک کے محکمہ سراغ رسانی کی نگرانی میں تیار کرایا گیا ہے ... اس کے بہت سے راز محکمے کو معلوم ہیں... مجھے نہیں۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

”ہوں! ہم سمجھ گئے ... اور اب ہمیں ناریل کھانے دیں۔“

انہوں نے ناریلوں سے ناشتا کیا... پانی بھی انہی کا پیا... اس طرح انہوں نے اپنے پیٹ بھرے۔ اس وقت سپ کی آواز ابھری:

”انسپکٹر جمشید پارٹی میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں... کیا آپ ابھی تک جان سکے ہیں ہمیں کہ ہم آپ کے ملک کی کون سی چیز لے جا رہے ہیں۔“

”نہیں۔“ انہوں نے ایک ساتھ کہا۔

”خوب! یہی میری اصل کامیابی ہے۔“

”جی... کک... کیا کہا آپ نے۔“ فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

”کیوں... کیا بات ہے۔“

”مم... میرا مطلب ہے... اصل کامیابی تو کسی ناول کا نام ہوسکتا ہے۔“

”دھت تیرے کی۔“ محمود نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

”اور مسٹر سپ ... اس اصل کامیابی کا اختتام کب ہوگا۔“

”جب اس جہاز کا سفر ختم ہوگا۔“ سپ نے کہا۔

”آپ کا مطلب ہے ... آپ ہمیں اپنے ملک لے جا رہے ہیں۔“

”ہاں! اس شخصیت کے ساتھ تم لوگوں کو بھی لے جایا جا رہا ہے۔“

”اب ہم کچھ کچھ سمجھ رہے ہیں۔“ فرزانہ بڑبڑائی، ساتھ میں اس کے چہرے کا رنگ اڑتا نظر آیا۔

”کیا ہوا فرزانہ۔“

”مم... میرے جسم سے جان سی نکل رہی ہے...ہاتھوں پیروں میں بے حسی سی پھیل رہی ہے... شاید میں جلد ہی بے ہوش ہونے والی ہوں۔“

”ہاں فرزانہ ... مم... میرا بھی یہی حال ہے۔“

”بلکہ ہم سبھی کا یہی حال ہے۔“ انسپکٹر جمشید بولے۔

”اس... اس کا مطلب ہے...ان ناریلوں میں...“

”ہاں انسپکٹر جمشید... جب میں جانتا ہی تھا کہ تم ناریل ہی کھاؤ گے اور ناریلوں کا پانی ہی پیو گے... تو پھر بھلا ان

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناریلوں میں انجکشن کے ذریعے دوا کیوں شامل نہیں کی جاسکتی تھی... ناریل سخت لکڑی والا پھل سہی ... لیکن اس میں ایک جگہ ایسی ہوتی ہے ... جس سے سرنج کی سوئی اندر داخل کی جاسکتی ہے...''

''اوہ... اوہ۔''

''اور یہاں تم لوگ سب کی عقل سے مات کھا گئے ...لہٰذا تم اب آرام کرو ... اس جہاز کی حد تک ... تمہارا کردار ختم ہوگیا ... تم ناکام ہو گئے... نہ کچھ معلوم کر سکے اور نہ اس جہاز سے واپس اپنے ملک جا سکے... اس سے بڑی ناکامی کیا ہوگی بھلا انسپکٹر جمشید۔''

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ گرتے چلے گئے۔

☆☆☆☆☆

شرمینا

آئی جی شیخ نثار احمد اپنے دفتر میں ساکت بیٹھے تھے... ان کی نظریں میز پر رکھی فائل پر جمی تھیں... وہ ابھی ابھی پوری فائل کا مطالعہ کر کے فارغ ہوئے تھے... آخر ان کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی ... انہوں نے گھنٹی کا بٹن دبا دیا۔

فوراً ہی چپراسی اندر داخل ہوا:

''سب انسپکٹر اکرام آ گئے یا نہیں۔''

''جی... باہر بیٹھے انتظار کر رہے ہیں... ان کا خیال ہے، آپ انہیں بلا کر بھول گئے ہیں۔'' چپراسی مسکرایا۔

''اوہ۔''

''اس لیے کہ آپ نے انہیں آدھ گھنٹے پہلے بلایا تھا...

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور اب انہیں اندر بلایا ہے ... انہوں نے مجھ سے کہا تھا ... کہ آپ کو یاد دلا دوں ... لیکن میں اندر نہیں آیا تھا ... ان سے یہی کہا تھا کہ آپ بھولے نہیں ... کسی سوچ میں گم ہیں۔"

"ہوں ... یہی بات ہے۔" وہ مسکرائے۔

چپراسی بھی مسکرا دیا اور باہر نکل گیا ... جلد ہی اکرام اندر داخل ہوا:

"السلام علیکم سر۔"

"وعلیکم السلام ... آؤ اکرام ... مجھے افسوس ہے ... تمہیں آدھ گھنٹے تک انتظار کرنا پڑا ... دراصل میں اس فائل میں کھو گیا تھا۔"

"جی سر ... کوئی بات نہیں۔"

"یہ فائل سی ون گیارہ کے بارے میں ہے ..."

"آپ کا مطلب ہے، وہ جہاز ... جس میں ہمارے انسپکٹر صاحب، اپنے ساتھیوں کے ساتھ گئے ہیں۔"

"ہاں! اسی کی بات کر رہا ہوں ... جہاز آج سے تین دن پہلے شرمینا کی بندرگاہ پر لگ چکا ہے، لیکن اس جہاز سے

انسپکٹر جمشید وغیرہ کو اترتے یا اتارتے جاتے نہیں دیکھا گیا ... ان سے رابطہ ختم ہونے کے بعد میں بہت فکر مند ہو گیا تھا ... سو میں نے شرمینا میں موجود انسپکٹر جمشید کی خفیہ فورس کے ایک کارکن سے رابطہ کیا تھا اور اسے ساری بات بتائی تھی ... لہٰذا وہ اس روز بندرگاہ پر ایک مزدور کے روپ میں موجود تھا ... جہاز خالی ہونے تک وہ اس پر مزدوری کرتا رہا ... لیکن اس نے اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا ..."

یہاں تک کہہ کر آئی جی صاحب خاموش ہو گئے۔

"اس کا مطلب ہے ... ہم پوری طرح بے خبر ہیں۔"

"ہاں! ہم نہیں جانتے ... وہ جہاز پر شرمینا پہنچے ہیں یا درمیان میں کہیں غائب ہوئے ہیں۔"

"تب پھر ... سر ...؟" اکرام بے چین ہو گیا۔

"فی الحال تو میں نے اسی کارکن کی ڈیوٹی لگائی ہے کہ ان کا سراغ لگانے کی کوشش کرتا رہے ... لیکن میں گھبراہٹ محسوس کر رہا ہوں ... میں چاہتا ہوں ... انسپکٹر کامران مرزا کو اس مہم پر روانہ کر دیا جائے۔"

"ان حالات میں اس سے بہتر تجویز کوئی نہیں ہو سکتی

ندیم
Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سر۔'' اکرام نے فوراً کہا۔

'' اچھی بات ہے ... میں ان سے بات کرتا ہوں۔''

اب انہوں نے انسپکٹر کامران مرزا کے نمبر ملائے...
فوراً ہی ان کی آواز سنائی دی:

'' السلام علیکم سر۔''

'' وعلیکم السلام کامران مرزا ...''

'' لگتا ہے ... آپ بہت پریشان ہیں۔''

'' کیسے اندازہ لگایا۔'' شیخ صاحب مسکرائے۔

'' آپ کی آواز سے۔''

'' اندازہ بالکل درست ہے ... بہتر ہوگا ... تم فوراً میرے پاس چلے آؤ۔''

'' معلوم ہوتا ہے ... انسپکٹر جمشید پارٹی غائب ہے۔''

'' تمہارا یہ اندازہ بھی درست ہے۔''

'' پچھلے دنوں ایک بحری جہاز پر ان کی دخل اندازی کی خبر سنی تھی... کیا وہی معاملہ ہے۔''

'' ہاں کامران مرزا۔''

'' ہم آرہے ہیں سر ...''

'' شکریہ کامران مرزا... کوئی جہاز نہ ملے تو ہیلی کاپٹر پر آجاؤ۔''

دوسرے دن صبح انسپکٹر کامران مرزا پارٹی دارالحکومت پہنچ گئی... پہلے وہ سیدھے آئی جی صاحب کے دفتر پہنچے۔ آئی جی صاحب نے انہیں تفصیلات بتائیں ان کے خاموش ہونے پر انسپکٹر کامران مرزا پکار اٹھے:

'' اوہ ! اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ راستے میں ہی انہیں ادھر ادھر کر دیا گیا۔''

'' ابا جان! آپ کا یہ 'ادھر ادھر' بہت خوفناک ہے۔''

'' مجبوری ہے... میں اس کے علاوہ اور کیا لفظ بول سکتا تھا... ہاں ایک بات یہ کہہ سکتا ہوں کہ اب معلوم نہیں ، وہ خود جہاز سے ادھر ادھر ہوئے ہیں یا انہیں ادھر ادھر کیا گیا ہے۔''

'' اللہ اپنا رحم فرمائے۔'' آفتاب نے گھبرا کر کہا۔

'' جہاز کے کپتان کا نام اور پتا مل سکتا ہے سر۔'' انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

'' ہاں! کیوں نہیں ... اس کا نام براڈرک پیٹر ہے ... وہ

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شرمینا کی مشہور کالونی شرمینا کالونی میں رہتا ہے ... فلیٹ نمبر 503 ہے۔"

"ہمیں اس سے تو ہر حال میں ملاقات کرنی ہوگی۔"

"لیکن کیسے بھئی ... اس طرح تو تم لوگ وہاں پکڑے جاؤ گے۔"

"اس کی ترکیب میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"ضرور کامران ... ترکیب بتاؤ۔"

"شرمینا کی حکومت سے کہا جائے ... ان کے بحری جہاز پر ہمارے ملک کے بہت اہم لوگوں کو بھیجا گیا تھا... وہ وطن واپس نہیں لوٹے... آپ لوگ اس بارے میں کیا کہتے ہیں ...صاف ظاہر ہے، وہ کہیں گے ... وہ راستے سے ہی واپس لوٹ گئے تھے... جہاز پر انہیں کچھ نہیں ملا تھا... لہٰذا وہ واپس لوٹ گئے تھے...اب اگر ہم ان سے پوچھیں گے ... وہ واپس کس چیز کے ذریعے گئے تھے تو یہ لوگ کہہ دیں گے ... انہیں ایک لانچ امانتاً دی گئی تھی...یعنی وہ لانچ ہماری حکومت کو واپس کرنی ہوگی ...اب اس طرح ہم ان کا سراغ کھو دیں

گے ... لیکن ہماری حکومت ان کی اس بات کے جواب میں کہے گی کہ وہ وطن واپس نہیں پہنچے جس کا مطلب ہے... انہیں آپ لوگ شرمینا لے گئے ہیں... اب یا تو انہیں فوری طور پر واپس بھجوائیں... یا آپ اس بات سے انکاری ہیں تو ہمیں یہاں تلاش کرنے دیں... تاکہ دونوں ملکوں کے تعلقات خراب نہ ہوں... دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے، ظاہر ہے انہیں یہ اجازت دینا پڑے گی ... اور اس طرح ہم لوگ شرمینا پہنچ جائیں گے۔"

"ٹھیک ہے ... آپ لوگ یہ کام کرلیں... دیکھتے ہیں... شرمینا کی حکومت کیا کہتی ہے۔"

انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔"میں صدر صاحب سے بات کرتا ہوں... وہاں کے صدر سے ظاہر ہے صدر بات کریں گے یا پھر وزیر خارجہ۔"

اب انہوں نے صدر کے نمبر ملائے ... انہیں اپنا پروگرام بتایا...انہیں ساری بات تو پہلے ہی معلوم تھی... بس انسپکٹر کامران مرزا کا انتظار تھا۔ سو انہوں نے فوراً کہا:

"میں ابھی رابطہ کرتا ہوں ... بلکہ آپ لوگ یہیں میرے

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پاس آجائیں ... سب کے سامنے ہی بات ہو جائے گی اور سب سن لیں گے۔"

"یہ اور اچھی تجویز ہے سر۔" آئی جی صاحب نے فوراً کہا۔

اور پھر وہ اسی وقت ایوان صدر پہنچ گئے... صدر صاحب نے اپنے خاص فون پر شرمینا کے صدر سے رابطہ کرنے احکامات جاری کیے۔ آدھ گھنٹے بعد شرمینا کے صدر کی آواز سنائی دی:

"سیبان بات کر رہا ہوں سر... کیا حال ہے۔"

"اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے... ایک سنگین مسئلے پر آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں... آپ مصروف نہ ہوں تو عرض کروں..."

"میں صرف پندرہ منٹ تک فارغ ہوں... اس کے بعد یہاں ایک میٹنگ شروع ہونے والی ہے۔"

"ٹھیک ہے... اللہ نے چاہا تو ہم پندرہ منٹ میں اپنی بات سمیٹ لیں گے۔"

"شروع کریں۔"

"آپ کے ملک کا ایک بحری جہاز سی ون گیارہ ہمارے ملک سے مال لینے کے لیے آیا تھا... اس پر مال لادا جا چکا تھا اور وہ روانہ ہونے کے لیے تیار تھا کہ ایک نامعلوم شخص نے فون پر اطلاع دی کہ اس جہاز پر آپ کے ملک کی قیمتی ترین ایک چیز چوری چھپے لے جائی جا رہی ہے... ہمارے ملک کی مشہور ومعروف انسپکٹر جمشید پارٹی فوراً بندر گاہ پر پہنچ گئی... لیکن جہاز کے عملے نے ان کے کام میں خوب رکاوٹ ڈالی۔ وہ کسی طرح جہاز کی تلاشی دینے پر آمادہ نہیں تھے... ادھر ہم بھی اڑ گئے، آخر طے یہ پایا کہ چونکہ جہاز کے روانہ ہونے کا وقت ہوگیا ہے... اس لیے جہاز کو نہ روکا جائے، انسپکٹر جمشید پارٹی جہاز پر سوار ہو جائے اور اپنا کام کرتی رہے... جہاز اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو جائے... جب ان کا کام ختم ہو جائے تو وہ حکومت سے رابطہ کر کے رپورٹ کر دیں... یہ طے ہوا تھا۔" یہاں تک کہہ کر صدر صاحب خاموش ہو گئے۔

"بالکل ٹھیک طے ہوا تھا... آگے کہیے۔"

"اس کے چند دن بعد جمشید پارٹی سے ہم لوگوں کا رابطہ

ندیم

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بالکل ختم ہوگیا ... لیکن ہم لوگ ان سے اچھی طرح واقف ہیں، اس لیے زیادہ فکر مند نہیں ہوئے ... اس کے بعد ان کی طرف سے کوئی اطلاع آج تک نہیں مل سکی... حالانکہ جہاز شربینا کی بندرگاہ پر پہنچ چکا ہے ... سارا سامان اس پر سے اتارا جا چکا ہے ... لیکن ہمارے آدمیوں کا کوئی پتا نہیں...''

''اوہ !'' شربینا کے صدر صاحب کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

''اب ہم چاہتے ہیں... ہمارے ملک کی دوسری معروف پارٹی کو آپ کے ملک میں بھیجا جائے ...وہ سراغ لگائیں کہ ہمارے ساتھی کہاں ہیں ... یہ ہے معاملہ ...اب آپ بتائیں... اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں۔'' صدر صاحب یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گئے۔

''پہلے تو آپ مجھے بندرگاہ کے چیف سے بات کرنے دیں... کیونکہ مجھے اس بارے میں قطعاً کچھ معلوم نہیں۔''

''ٹھیک ہے... آپ معلوم کرلیں... لیکن آپ کے پاس صرف دس منٹ ہیں... دس منٹ بعد آپ کی میٹنگ شروع ہو جائے گی۔''

''ہاں! یہ مسئلہ بھی ہے ... لیکن خیر... میں میٹنگ پانچ سات منٹ لیٹ شروع کرالوں گا ... آپ انتظار فرمائیں۔''

اور پھر پانچ منٹ بعد سیبان کی آواز ابھری ... وہ کہہ رہے تھے:

''انسپکٹر جمشید پارٹی جہاز سے کچھ بھی تلاش نہیں کرسکی تھی... اور انہوں نے واپسی کی خواہش ظاہر کی تھی... انہیں جہاز سے ایک لانچ میں سوار کرا دیا گیا تھا... خاصا پٹرول بھی دے دیا گیا تھا ... مطلب یہ کہ وہ جہاز سے چلے گئے تھے۔''

''لیکن!'' انسپکٹر کامران مرزا بول اٹھے۔

''یہ کون صاحب بولے... صدر صاحب۔''

''انسپکٹر کامران مرزا ... جنہیں اب آپ کے ملک بھیجنے کا پروگرام ہے۔''

''یہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔''

''یہ کہ انہوں نے ہم سے رابطہ کیوں نہیں کیا...ان کے موبائل فون اور لانچ کے وائرلیس اور ریڈیو سسٹم کیوں بند ہیں اس وقت سے۔''

''یہ تو وہی بتا سکیں گے۔''

ندیم
ندیم
Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"آپ ٹھیک کہتے ہیں... لیکن پھر ان حالات میں آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم آپ کے ملک میں آکر انہیں تلاش کریں..."

"انسپکٹر کامران مرزا! کیا آپ ہم پر الزام لگانا چاہتے ہیں کہ ہم انہیں اغوا کر کے اپنے ملک لے آئے ہیں۔"

"حالات یہی کہہ رہے سر... لیکن ہم یہ الزام آپ کو نہیں دے رہے... آپ کی لاعلمی میں یہ سب کیا گیا ہوگا۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں... میں متعلقہ حکام کو آگاہ کر دیتا ہوں، آپ آجائیں... تمام کارروائی مکمل کرا کے آئیے گا... ہمارے ملک کے قوانین سب کے لیے ایک ہیں۔"

"آپ فکر نہ کریں... ضابطے کی ہر کارروائی مکمل کرا کے آئیں گے انشاء اللہ۔" انہوں نے کہا۔

"اور بہتر یہ ہے کہ پہلے یہاں پہنچ کر آپ مجھ سے ملاقات کر لیں... میں آپ کی آسانی کے لیے جو ہو سکا کروں گا۔"

"بہت بہتر۔"

"تو میں حکام کو ہدایات دے دیتا ہوں... وہ آپ کو

پہلے میرے پاس لے آئیں گے۔"

"جی ٹھیک ہے۔"

تین دن بعد وہ شرمینا کے صدر سیبان کے سامنے بیٹھے تھے... وہ ان سے گرم جوشی سے ملے تھے:

"پہلے تو میں آپ کو یہ یقین دلا دینا چاہتا ہوں کہ اس معاملے سے ہماری حکومت کا کوئی تعلق نہیں... نہ جہاز کے عملے کو اس قسم کی کوئی ہدایات دی گئی تھیں کہ وہ آپ کے ملک کی کوئی خاص چیز چوری چھپے لے آئیں... جو کچھ ہوا ہے... اس سے حکومت بے خبر ہے... لہٰذا ہم نے آپ لوگوں کے آنے سے پہلے ہی جہاز کے عملے سے بات چیت کی ہے... وہ سب کے سب یہی کہتے ہیں کہ انہیں ایک لانچ دے دی گئی تھی۔"

"یہاں وہی سوال پیدا ہوتا ہے... آخر انہوں نے ہم سے رابطہ کیوں نہیں کیا۔"

"اور میں وہی جواب دوں گا... یہ تو وہی بتا سکیں گے۔"

"ٹھیک ہے... ہمیں اپنا کام کرنے دیا جائے... اور آپ ایک ذمے دار آفیسر کو ہمارے ساتھ کر دیں... ہم جو

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کچھ کریں گے ... ان کے سامنے کریں گے ... ان سے چھپا کر کچھ نہیں کریں گے۔''

'' بالکل ٹھیک ... اس سلسلے میں میرے مشیر سیکون کا نام پہلے ہی دیا جا چکا ہے ... وہ آپ کے ساتھ جائیں گے ... لیکن اس سے پہلے آج شام کا کھانا آپ ہمارے ساتھ کھائیں گے ...''

'' بہت بہت شکریہ!'' انہوں نے کہا۔

شام کے کھانے پر ان کی ملاقات سیکون سے کرائی گئی۔ وہ دبلے پتلے جسم کا مالک تھا... اس کی آنکھیں نیلی تھیں... ان پر نظر پڑتے ہی نہ جانے کیوں... انہیں اپنے رونگٹے کھڑے ہوتے محسوس ہوئے... انہوں نے ایک دوسرے کی طرف گھبرا کر دیکھا... تو سب کی حالت ایک جیسی تھی... یہاں تک کہ انسپکٹر کامران مرزا کی آنکھوں میں بھی خوف نظر آ رہا تھا:

☆☆☆☆☆

دیکھ رہے ہیں

'' مسٹر سیکون ...'' شرینا کے صدر کی آواز گونجی۔

'' یس سر!''

'' یہ لوگ ہمارے مہمان ہیں... اپنی کہانی یہ آپ کو خود سنا دیں گے... اس کے بعد یہ جو کہیں، آپ ان کی مدد کریں ... یہ ہمارے ہاں سے یہ شکایت نہ لے کر جائیں کہ ہم نے ان کی مدد نہیں کی۔''

'' آپ فکر نہ کریں سر... میں ان کی ہر ممکن مدد کروں گا ... اور جو ان کے لیے کر سکا، اس کے بارے میں آپ کو رپورٹ کروں گا... کیونکہ کوئی مدد نہ کر سکنے کی کوئی وجہ ضرور ہو گی۔''

'' بالکل ٹھیک سیکون... مجھے تم پر پورا پورا اعتماد ہے... یہ

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دو ملکوں کے آپس کے تعلقات کا مسئلہ ہے اور میں نہیں چاہتا ، ہمارے تعلقات خراب ہوں۔"

"آپ فکر نہ کریں سر... کیا اب ہمیں اجازت ہے ۔"

"ٹھیک ہے... اور ہاں! ان کے آرام کا اور رہائش کا انتظام بھی آپ کے ذمے ہے... یہ جس وقت آرام کرنا چاہیں... آرام کریں... اور جس وقت اپنا کام کرنا چاہیں... اپنا کام کریں۔"

"بالکل ٹھیک سر۔"

اور پھر وہ انہیں ایوان صدر سے باہر لے آیا... وہاں اس کی بڑی گاڑی بالکل تیار کھڑی تھی... وہ شاہی قسم کی گاڑی تھی... اس نے انہیں اس میں بٹھایا اور بولا:

"اب فرمائیں... آپ کو کہاں لے جایا جائے... اگر پہلے آپ آرام کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو ہوٹل لے چلتا ہوں... اور کام شروع کرنا چاہتے ہیں تو جہاں آپ جانا چاہتے ہیں... وہاں لے چلتا ہوں۔"

"ہم پہلے اس بحری جہاز کے کپتان سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"اوہ اچھا... آپ مسٹر راڈرک پیٹر سے ملنا چاہتے ہیں... میں پہلے ہی تمام معلومات لے چکا ہوں... کیونکہ جانتا تھا... صدر صاحب یہ کام میرے ہی ذمے لگائیں گے... دراصل وہ سب سے زیادہ اعتماد مجھ پر کرتے ہیں۔"

"یہ بہت اچھی بات ہے ۔"

"میں پہلے معلوم کر لوں... اس وقت مسٹر راڈرک پیٹر کہاں ہیں۔"

یہ کہہ کر اس نے موبائل پر کوئی نمبر ڈائل کیا... سلسلہ ملنے پر بولا:

"مسٹر راڈرک پیٹر... سیکون بات کر رہا ہوں۔"

"کک... کون... سر آپ... مسٹر سیکون... فف... فرمایئے... مجھ غریب کی کیا ضرورت پیش آگئی ۔"

"انسپکٹر جمشید کے دوست انسپکٹر کامران مرزا اور ان کے بچے آپ سے ملنا چاہتے ہیں... میں ان کے ساتھ ہوں گا... بتائیں... کس وقت آئیں۔" سیکون کا لہجہ کافی سرد اور خشک تھا۔

"سر! جس وقت آپ آنا پسند کریں۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"بس تو ہم ابھی آرہے ہیں ... آپ کہاں ہیں اس وقت۔"

"نائن اے جوگری۔"

"ہم آرہے ہیں۔" اس نے کہا۔

سکون نے ڈرائیور سے کہا...

"نائن اے جوگری۔"

"یس سر۔" ڈرائیور فوراً انتہائی باادب انداز میں بولا۔

ایک محل نما عمارت کے سامنے ڈرائیور نے گاڑی روک دی... عمارت کا دروازہ کھلا تھا اور ایک شخص بے تابانہ انداز میں گویا انہیں کا انتظار کر رہا تھا ... کار کے رکتے ہی وہ اس کی طرف لپکا... اس وقت تک ڈرائیور بھی اتر چکا تھا ... اور کار کا دروازہ کھول چکا تھا... وہ سب نیچے اتر آئے ...

"خوش آمدید ... زہے نصیب ... آج پہلی بار چیف کا آنا ہوا میرے غریب خانے پر۔"

مسٹر راڈرک ... میں سرکاری کام سے آیا ہوں ... کوئی ویسے ہی آپ سے ملنے کے لیے نہیں آیا ... لہٰذا اس حد تک خوشی کا اظہار نہ کریں ... اور ان لوگوں کو مطمئن کریں... یہ دو

ملکوں کا آپس کا معاملہ ہے... اور ہم کسی قیمت پر یہ پسند نہیں کریں گے کہ یہ تعلقات خراب ہوں۔"

آیئے آیئے... پہلے چائے پی لیں... پھر اس سلسلے میں بات کر لیتے ہیں۔"

"ہرگز نہیں... چائے وائے نہیں... اصل کام ہوگا۔" سیکون نے سرد لہجے میں کہا۔

"سوری سر ... آیئے۔"

وہ انہیں عمارت کے لان میں لے آیا... یہاں انتہائی پرتکلف کرسیاں ایک میز کے گرد رکھی گئی تھیں... سب ان کرسیوں پر بیٹھ گئے... میز پر چائے کے قیمتی ترین برتن سجے ہوئے تھے... لیکن اب ان کی طرف کسی نے دیکھا تک نہیں... بلکہ راڈرک نے پاس کھڑے ملازموں کو اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"برتن اٹھالو۔"

"اوکے سر۔"

وہ جلدی جلدی برتن اٹھانے لگے۔

"مسٹر راڈرک ... یہ حضرات پاک لینڈ سے آئے

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہیں...ایک ماہ سے کچھ زیادہ دن ہوگئے... آپ کا جہاز ان کے ملک کی بندرگاہ پر گیا تھا...وہ جہاز وہاں سے تجارتی سامان لے آچکا ہے...اور آپ اس جہاز کے کپتان تھے۔''

''یس سر...میں اب بھی اس کا کپتان ہوں...ایک ماہ کی چھٹی ہوتی ہے...اور دو ماہ تک سمندر میں رہنا پڑتا ہے ...یہ اوقات میرے آرام کے ہیں...اس لیے آپ کو یہاں نظر آرہا ہوں۔''

''شکریہ ! اب آپ ان سے بات کریں۔'' سیکون نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اوکے سر...ہاں جناب !فرمایئے آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔''

''انسپکٹر جمشید اور ان کے ساتھی جہاز پر سوار ہوئے تھے ؟'' انسپکٹر کامران مرزا نے سرد اور خشک لہجے میں کہا۔

بالکل ہوئے تھے۔''

''وہ کب تک جہاز پر رہے اور اس کے بعد کیسے واپس گئے۔''

''تقریباً سات دن جہاز پر رہے...جب انہیں کچھ نہ ملا تو

انہوں نے مجبوراً واپس جانے کی خواہش ظاہر کی...تب انہیں جہاز پر سے ایک لانچ اتار کر دی گئی ...اور وہ لوگ لانچ پر چلے گئے۔'' راڈرک بولا۔

''لیکن وہ اپنے وطن نہیں پہنچے۔''

''اس سلسلے میں میں کیا کہہ سکتا ہوں۔''

''آپ ہمارا خیال سن لیں ...یہ تو کر سکتے ہیں نا۔'' آفتاب نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

''خوب خوب۔'' چیف سیکون ہنسا۔

''ضرور سنائیں۔''

''ہم سب کا...بلکہ ہماری حکومت کا خیال یہ ہے کہ انہیں جہاز سے اپنے ملک واپس نہیں بھیجا گیا...بلکہ جہاز پر قیدی بنا لیا گیا...اور پھر یہاں شر مینا میں لے آیا گیا۔''

''غلط...بالکل غلط...''

''اس خیال کی مضبوط ترین وجہ یہ ہے کہ ان سب کے فون کیوں بند ہیں... جہاز روانہ ہونے کے بعد سے لے کر آج تک ان میں سے کسی سے رابطہ نہیں ہو سکا۔''...

''جہاز پر آتے ہی وہ لوگ مصروف ہوگئے تھے ...

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مصروفیت کی وجہ سے وہ فون نہیں کر سکے ہوں گے۔" راڈرک بولا۔

"چھ دن تک آپ کے بقول وہ جہاز پر رہے... اور چھ کے چھ دن ان کے موبائل بند رہے... ہم ان کی عادات سے بہت اچھی طرح واقف ہیں... وہ اس طرح مسلسل فون بند رکھ ہی نہیں سکتے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے پر زور انداز میں کہا۔

"مسٹر راڈرک... انسپکٹر کامران مرزا بالکل درست کہہ رہے ہیں... میں ان کی پوری طرح تائید کرتا ہوں... مہربانی فرما کر اس بات کی وضاحت کریں۔" سیکون نے دخل اندازی کی...

"میں پوری بات بتا چکا ہوں... یہ فعل ان کا ہے... وہی جواب دیں گے... کہ انہوں نے موبائل کیوں بند رکھے تھے۔"

"جواب معقول ہے... کیوں انسپکٹر صاحب۔" سیکون مسکرایا۔

"ٹھیک ہے... لیکن اب ہمارا معقول جواب بھی

سنیے... ان کا کہنا ہے... انسپکٹر جمشید اور ان کے ساتھیوں کو لانچ میں سوار کرا کے ان کے وطن کی طرف روانہ کرایا گیا تھا... ہمارا کہنا ہے ایسا نہیں ہوا... انہیں اسی جہاز پر قیدی بنا کر یہاں تک لایا گیا... اب اس بات کا فیصلہ کیسے ہو... سوال تو یہ ہے۔" یہاں تک کہہ کر انسپکٹر کامران مرزا خاموش ہو گئے۔"

"بالکل ٹھیک۔" سیکون نے فوراً کہا۔

"اب یہ آپ لوگ بتا دیں... کہ اس کا فیصلہ کیسے ہو سکتا ہے... یا پھر ہم سے سن لیں۔"

"یہ تو اچھی بات ہے... آپ بتادیں... کیا طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔"

"یہ جہاز کے کپتان ہیں... جو کچھ ہوا ہے... ان کے علم میں تو ضرور ہے... لہٰذا..." ایک بار پھر انسپکٹر کامران مرزا ایک جھٹکے سے رک گئے۔

"لہٰذا کیا۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

"ہمیں پہلے نمبر پر مسٹر راڈرک کی اس عمارت کی تلاشی لینے کی اجازت دی جائے۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اوہ۔" سیکون نے چونک کر کہا... پھر وہ جلدی سے بولا:

"اور دوسرے نمبر پر۔"

"جہاز کے کسی اور آدمی سے بھی ملوایا جائے... نائب کپتان یا پھر اسٹار بورڈ کے انچارج سے جسے ڈرائیور کہا جاسکتا ہے... لیکن اس طرح کہ اب اس کا اور مسٹر راڈرک کا آپس میں آمنا سامنا ہرگز نہ ہو اور نہ مسٹر راڈرک اسے فون کر سکیں... بلکہ اسے ہمارے سامنے یہیں سے فون کیا جائے کہ وہ یہاں آجائے... اس کے یہاں آنے پر ہم اس سے علیحدگی میں ملاقات کریں گے۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" راڈرک نے فوراً کہا۔

"یہ بہت اچھی بات ہے۔" سیکون نے خوش ہو کر کہا۔

"تب پھر مسٹر سیکون ہم اس عمارت کی تلاشی شروع کرتے ہیں... لیکن اس سے پہلے جہاز کے ایک اور شخص کو آپ یہاں بلا لیں۔"

"اچھی بات ہے... مسٹر راڈرک... آپ اپنے نائب کا نام بتا دیں۔"

"میرے گن مین کا نام نوٹ کر لیں... کرسٹل... فون نمبر لکھ لیں۔" یہ کہہ کر اس نے فون نمبر لکھوا دیا... سیکون نے فوراً اس کے نمبر ملائے... سلسلہ ملنے پر اس نے کہا:

"سیکون بات کر رہا ہوں۔"

"جج... جی کون۔" دوسری طرف سے گھبرا کر کہا گیا۔

"سیکون... کیا تم بہرے ہو۔" سیکون نے سرد آواز میں کہا۔

"نن نہیں سر۔"

"اچھی بات ہے... تم نے راڈرک کی کوٹھی دیکھی ہے۔"

"بالکل دیکھی ہے سر۔"

"میں، مسٹر راڈرک اور کچھ اور لوگ یہاں موجود ہیں، ذرا جلدی سے یہاں آجاؤ۔"

"بہت بہتر سر... ابھی حاضر ہوا۔"

سیکون نے فون بند کر دیا... اور ان کی طرف مڑا:

"ان کے گن مین مسٹر کرسٹل آرہے ہیں۔"

"بس ٹھیک ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا پرسکون انداز میں

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بولے۔

"چلیے پھر ... کوٹھی کی تلاشی شروع کریں۔"

"آفتاب، آصف ... تم یہیں ٹھہرو... مسٹر کرسٹل آئیں تو مجھے فوراً بتانا... میں کسی کو بھیج کر تم تینوں کو وہیں بلا لوں گا جہاں ہم ہوں گے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے ... آپ سب چلیں... جب مسٹر کرسٹل آئیں تو ملازم انہیں ہم تک لے آئے گا۔" راڈرک نے منہ بنایا۔

"ہم اپنا کام اپنے طریقے کے مطابق کرتے ہیں... دوسروں کے طریقوں کے مطابق نہیں کرتے ... سمجھے آپ۔" انسپکٹر کامران مرزا نے آنکھیں نکالیں۔

"آپ دیکھ رہے ہیں چیف۔" راڈرک سیکون کی طرف مڑا۔

"ہاں! دیکھ رہا ہوں... دراصل مسٹر راڈرک یہ حضرات مہمان ہیں... اور صدر صاحب کی ہدایات ہیں کہ جس طرح یہ کہیں، اس طرح کیا جائے۔"

"بہت بہتر!" راڈرک نے منہ بنایا، پھر وہ روکھے انداز

میں بولا:

"آئیے ... پہلے کہاں سے شروع کرنا چاہتے ہیں۔"

"ہم آپ کا اپنا کمرہ ... یعنی سونے کا کمرہ دیکھنا چاہتے ہیں... اگر اس وقت کمرے میں آپ کے گھر کے افراد ہیں تو انہیں دوسرے کمرے میں بھیج دیں۔" وہ بولے۔

"اچھی بات ہے..." اس نے کندھے اچکائے۔

پھر وہ سب کے ساتھ اپنے کمرے کے دروازے پر آ گیا:

"آپ چند منٹ ٹھہریں... میں انہیں دوسرے کمرے میں بھیج دیتا ہوں۔"

"یہ میری بچی آپ کے ساتھ جائے گی۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"کیا مطلب؟" اس نے بھنا کر کہا۔

"یہ بچی آپ کے ساتھ جائے گی۔"

"آپ دیکھ رہے ہیں چیف۔" اس نے تلملا کر کہا۔

"ہاں! دیکھ رہا ہوں... اور میں بتا چکا ہوں... صدر صاحب کی ہدایات کیا ہیں۔" اس مرتبہ سیکون نے بھی

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"اچھی بات ہے... آیئے بھئی۔" اس نے فرحت کی طرف اشارہ کیا۔

فرحت اس کے ساتھ کمرے میں داخل ہوگئی... اندر پلنگ پر ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی، اس کی گود میں لیپ ٹاپ کمپیوٹر رکھا تھا اور نظریں اسکرین پر جمی ہوئیں تھیں۔ انھیں دیکھ کر چونک سی گئی:

"مارتھا! کچھ لوگ آئے ہیں... انہیں اس کمرے کو دیکھنا ہے... آپ ذرا دوسرے کمرے میں چلی جائیں۔"

"کیا مطلب... کون لوگ آئے ہیں اور ہمارے کمرے کو کیوں دیکھنا چاہتے ہیں۔" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"میں آپ کو تفصیل پھر بتاؤں گا... اس وقت وہ لوگ باہر انتظار کر رہے ہیں اور ہماری مشکل یہ ہے کہ چیف صاحب بھی ان کے ساتھ ہیں۔"

"چیف صاحب... آپ کا مطلب ہے مسٹر ہیکون۔" اس کے لہجے میں بلا کی حیرت در آئی۔

"ہاں!"

"اچھی بات ہے... لیکن ذرا جلدی فارغ ہو کر میرے پاس آ جایئے گا تا کہ میں جان سکوں معاملہ کیا ہے۔"

"آپ فکر نہ کریں... میں ہر ممکن حد تک جلد آپ کے پاس آؤں گا۔" اس نے جلدی سے کہا۔

"او کے۔"

اور پھر وہ اس کمرے کے ایک کونے میں کھلنے والے دروازے کی طرف بڑھ گئی... دروازہ کھلا اور دوسری طرف چلی گئی... ساتھ اس نے دروازہ بند کر لیا۔

اب راڈرک فرحت کی طرف مڑا:

"ان لوگوں کو بلا لیں۔"

فرحت نے سوچا... یہ بات اس نے اسے کیوں کہی... خود کیوں نہیں دروازہ کھولا... اس خیال کے آتے ہی وہ اپنا رخ راڈرک کی طرف رکھتے ہوئے الٹے قدموں چل پڑی... یہاں تک کہ دروازے تک پہنچ گئی... اس دوران اس کا رخ بدستور راڈرک کی طرف رہا تھا۔

ایسے میں اچانک راڈرک کے منہ سے چیخ نکل گئی... وہ دھڑام سے بستر پر گرا:

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

” کیا ہوا ؟“ فرحت چلائی۔

” میری ٹانگ اچانک سن ہو گئی ہے ... آپ دروازہ کھول دیں... میری فکر نہ کریں... ابھی دو چار جھٹکے دوں گا تو ٹھیک ہو جائے گی۔“

” اچھی بات ہے ...“ یہ کہ کر وہ دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ کمر کی طرف لے گئی... کیونکہ منہ تو راڈرک کی طرف تھا۔

” آپ... آپ عجیب ہیں... بلکہ بہت عجیب ... یہ دروازہ کھولنے کا کون سا طریقہ ہے۔“

” یہ میرا خاص طریقہ ہے... اور آپ کو اس پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں۔“ فرحت مسکرائی۔

” کھولیں ... کھولیں۔“ اس نے جل کر کہا۔

اور پھر دروازہ کھل گیا ... ادھر راڈرک بے دم سا ہو کر تکیے پر ڈھیر ہو گیا ... اس نے بے تابانہ انداز میں دو تین پلٹنیاں بھی کھائیں... اور باقی لوگ اندر داخل ہوئے:

” کیا ہوا مسٹر راڈرک ؟“ سیکون نے بوکھلا کر کہا۔

” میری دائیں ٹانگ اچانک سن ہو گئی ہے ... لیکن

گھبرانے کی ضرورت نہیں ، ایسا پہلے بھی ہوتا رہتا ہے ... چند منٹ میں ٹھیک ہو جائے گی۔“

” تو کیا ہم تلاشی شروع کر سکتے ہیں۔“

” ہاں! کیوں۔“

” لیکن ...“ فرحت بول پڑی۔

” لیکن کیا ... یہ تم ان حالات میں ایک عدد لیکن کہاں سے لے آئیں۔“

” بہت مجبور ہو کر لائی ہوں... تلاشی میں شروع کروں گی ... اور یہ تلاشی شروع ہو گی ... مسٹر راڈرک کی جیبوں سے۔“

” کیا مطلب ؟“ ان سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

☆☆☆☆☆

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جملہ

"یہ کیا بات ہوئی۔" راڈرک نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیوں جناب! کیا بات ہوگئی..."

"آئے ہیں آپ کمرے کی تلاشی لینے ... اور اب کہہ رہے ہیں... پہلے میری جیبوں کی تلاشی لینی ہے..." راڈرک پیٹر نے بھنائے ہوئے انداز میں کہا۔

"تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے ... ہمیں تلاشی لینی ہے... آپ کی جیبوں کی بھی لیں گے اور کمرے کی بھی ... بلکہ باقی عمارت کی بھی ... کیوں چیف صاحب۔" فرحت نے مسکراتے ہوئے انداز میں کہا۔

اس کے چیف کہنے پر سیکون بے تحاشہ ہنس پڑا پھر

بولا۔

"بالکل ٹھیک... مسٹر راڈرک ... یہ جس طرح پسند کریں تلاشی لے سکتے ہیں..."

"ٹھیک ہے پھر مجبوری ہے۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"آصف ... تم ان کی تلاشی لو... کیونکہ تم تلاشی لینے کے بہت ماہر ہو...اور خاص طور پر اس کی پتلون کی دائیں جیب کی تلاشی لو..."

ان الفاظ پر راڈرک کا چہرہ تن گیا...وہ منہ سے کچھ نہ بولا...پھر آصف آگے بڑھا...اس نے اس کی دائیں جیب میں ہاتھ ڈال دیا...پھر جونہی اس کا ہاتھ باہر نکلا، ان سب کے منہ سے نکلا:

"ارے! یہ کیا۔"

اس کے ہاتھ میں ایک گھڑی تھی...سیکون نے برا سا منہ بنایا اور بولا۔

"ایک گھڑی پر آپ لوگ اس قدر حیران ہیں ... یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔"

"یہ بات آپ کی سمجھ میں اس طرح آئے گی کہ یہ گھڑی

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انسپکٹر جمشید صاحب کی ہے۔''

''کیا !!!'' سیکون چلا اٹھا۔

''کیوں... اب آپ کیوں چلاّئے۔'' آفتاب ہنسا۔

''یہ... یہ میں نے کیا سنا ہے... مسٹر راڈرک ...'' سیکون کا لہجہ سرد تھا۔

''آپ نے بالکل ٹھیک سنا ہے ... یہ گھڑی واقعی انسپکٹر جمشید کی ہے... یہ رخصت کے وقت انہوں نے مجھے تحفہ کے طور پر دی تھی ...اور کہا تھا کہ جہاز پر گزارے یہ دن یاد رہیں گے ...اسی لیے یادگار کے طور پر میں اپنی گھڑی آپ کو دے رہا ہوں۔''

وہ حیرت زدہ رہ گئے...راڈرک پیٹر فوری طور پر اس انداز سے پینترہ بدل لے گا... یہ تو انہوں نے سوچا بھی نہیں تھا۔

''اب ... آپ کیا کہتے ہیں۔'' سیکون ہنسا...

''انسپکٹر جمشید اپنی یہ گھڑی کبھی بھی کسی کو تحفے میں نہیں دے سکتے ... کیونکہ یہ صرف ایک گھڑی نہیں ہے ... بلکہ یہ ان کی ضرورت کی چیز ہے...اور مسٹر راڈرک یہ کہہ کر آپ

نے خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری... لیکن آپ یہ نہ کہتے تب بھی آپ اپنے پاؤں پر کلہاڑی پہلے سے مار چکے تھے ... کیونکہ کلہاڑی تو جہاز پر سے آپ اپنے ساتھ لے آئے تھے۔'' آفتاب نے جلدی جلدی کہا۔

''کیا کلہاڑی کلہاڑی لگا رکھی ہے۔'' راڈرک پیٹر نے جھلاّ کر کہا۔

''غلط نہیں لگا رکھی ہے ...اجازت ہے چیف صاحب۔''

آصف اس کی طرف مڑا۔

''اجازت ... کس بات کی؟''

''اس بات کی کہ ہم یہ بات ثابت کریں ... یہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار چکے ہیں۔''

''بھئی کیوں صاف جھوٹ بول رہے ہیں ...ان کے پیر تو بالکل صحیح سلامت ہیں ... مجھے آپ لوگوں سے ایسی امید نہیں تھی۔'' سیکون ہنس کر بولا۔

''ہم اپنی بات ثابت کر سکتے ہیں... بلکہ اب تو ان کا جرم بھی ہم یہیں کھڑے کھڑے ثابت کر سکتے ہیں۔'' آفتاب نے جلدی جلدی کہا۔

Uploaded By Muhammad Nadeem
ندیم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ان کا جرم ... کون سا جرم۔"

"ہمارے ساتھیوں کو اغواء کر کے لانے کا جرم۔"

"اوہ ہاں! اگر انہوں نے یہ جرم کیا ہے نا... تو پھر یہ بہت سنگین جرم ہے ... چلیے پھر کریں ثابت کھڑے کھڑے ... ہاں۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو کیا آپ کے خیال میں ہم ایسا نہیں کر سکتے۔"

"مجھے کیا پتہ ... کر سکتے ہیں یا نہیں ... بس آپ کر کے دکھائیں۔" سیکون نے منہ بنایا۔

"اچھی بات ہے ... یہ دیکھیے ... یہ ایک گھڑی ہے اور ہے بھی انسپکٹر جمشید کی... یہ بات تو خیر انہوں نے خود تسلیم کر لی ہے... کر لی ہے نا۔" آفتاب یہاں تک کہہ کر رک گیا..."

"ہاں! کر لی ہے... اور یہ بات بھی تسلیم کی ہے کہ انہوں نے یہ خود بطور تحفہ دی تھی..."

"ہاں! آپ کا یہ بیان بھی ہمارے سامنے ہے... لیکن مسٹر راڈرک اصل بات یہ نہیں ہے۔" آفتاب مسکرایا۔

"اصل بات یہ نہیں ہے... کیا مطلب؟" اس نے چونک

کر کہا۔

"میرا مطلب ہے... یہ گھڑی انہوں نے آپ کو تحفے کے طور پر نہیں دی..."

"تب پھر ... یہ میرے پاس کیوں ہے۔"

"اس کا جواب تو خیر یہ گھڑی خود دے دے گی۔"

"کیا کہا... یہ گھڑی جواب دے دے گی ... چیف آپ سن رہے ہیں۔" وہ جھلا کر سیکون کی طرف مڑا۔

"ہاں کیوں نہیں ... میرے کان بالکل تندرست ہیں... لہذا میں اس کمرے میں ہونے والی گفتگو کیوں نہیں سنوں گا بھلا۔" چیف کی شوخ آواز سنائی دی۔

"تب پھر ان سے کہیں یہ اس گھڑی کے ذریعے جواب دلوائیں۔"

"آپ نے سنا ... مسٹر راڈرک نے کیا کہا۔"

"جی ہاں! اس لیے کہ اللہ کی مہربانی سے ہمارے کان بھی بالکل تندرست ہیں۔"

"آپ نے سنا... انہوں نے کیا کہا ہے۔" چیف ہنسا۔

"ہاں سنا... یہ جواب سنوا دیں نا۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

'' اچھی بات ہے... جواب ہم سنوا دیتے ہیں ... لیکن جواب سنوانے سے پہلے ہم آپ سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں ... کیا حفاظتی انتظامات مکمل ہیں۔''

'' کیا مطلب ... چیف نے حیران ہو کر پوچھا۔

'' ہو سکتا ہے... آپ جواب سن کر یہاں سے بھاگنے کی کوشش کریں۔''

'' میں نے اپنی زندگی میں اس سے زیادہ بے تکی بات آج تک نہیں سنی۔''

'' چلو شکر ہے ... آج تو سن لی۔'' آفتاب نے خوش ہو کر کہا۔

'' میرا خیال ہے... ہم وقت ضائع کر رہے ہیں ... آپ بے فکر رہیں یہاں سے کوئی نہیں بھاگ رہا... جو سنانا چاہتے ہیں سنائیں۔''

'' جی بہتر! آفتاب نے کہا اور گھڑی ہاتھ میں لیے سیکون کے پاس آگیا... اب اس نے کہا۔

'' جہاز پر جو کچھ ہوا ہے ... یہ گھڑی اس ساری تفصیل کو دہرائے گی۔''

'' کیا !!!'' راڈرک اس قدر زور سے چلایا کہ وہ سب بوکھلا اٹھے۔

انہوں نے راڈرک کی آنکھوں میں زمانے بھر کی حیرت محسوس کی... یہ گھڑی وہ ساری تفصیل سنائے گی... جو جہاز پر ہوا ہے۔''

'' ہاں جناب! مسٹر راڈرک نے اس گھڑی کو عام گھڑی خیال کیا ... قیمتی تو یہ نظر آتی ہے ... لیکن اصل میں یہ صرف ایک گھڑی نہیں... بلکہ بہت سی جدید ترین ایجادات اس میں بھری ہوئی ہیں... مثلاً اگر میں اس کا بٹن دبا دوں تو یہاں ہونے والی ساری گفتگو ریکارڈ ہوتی چلی جائے گی ... کیا میں ایسا کر کے دکھاؤں۔''

'' ہاں! کیوں نہیں... یہ تو بہت مزے کی گھڑی ہے۔''

'' اس میں صرف یہی نہیں ہے... بلکہ یہ فلم بھی بنائے گی۔''

'' اوہ... اچھا۔''

'' اور بھی... ایک خاص فاصلے تک اپنی نشریات بھی پہنچائے گی... مطلب یہ کہ ہمارے ساتھی اتنے فاصلے پر موجود ہیں تو

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہاں ان کی گھڑیوں پر گفتگو سنی جا سکے گی ...ایک اور خوبی اس میں یہ ہے کہ خطرے کے وقت اگر اس کا ایک بٹن دبادیا جائے تو خطرے سے اپنے ساتھیوں کو خبردار کر دے گی...بس ان کی گھڑیوں پر الارم بجے گا...اس طرح اس میں اور بہت خوبیاں ہیں ...اب میں آپ کو سنواتا ہوں جہاز پر کیا بات چیت ہوئی تھی ... یہ کہہ کر آفتاب نے ایک بٹن دبادیا...صرف چند سیکنڈ بعد گھڑی سے بات چیت کی آواز سنائی دینے لگی ... آواز اتنی تھی کہ وہاں موجود سب لوگ آسانی سے سن سکتے تھے...یہ آوازیں انسپکٹر جمشید اور مسٹر راڈرک کی اور دوسرے لوگوں کی تھیں ...وہ غور سے اس گفتگو کو سننے لگے ...اب ان کی ساری توجہ اس گفتگو کی طرف تھی ...اور وہ یہ بھول گئے کہ وہاں راڈرک بھی موجود ہے ...ادھر راڈرک اپنے کام میں مصروف تھا ...وہ اس کے کام کو محسوس ہی نہ کر سکے گفتگو کافی دیر تک جاری رہی ...درمیان میں بات چیت کا سلسلہ کئی مرتبہ ختم ہوا ... پھر شروع ہوا ...اس طرح یہ گفتگو کئی اوقات کی تھی ... گھڑی کی اسکرین پر گفتگو کا وقت اور تاریخ ساتھ آرہے تھے...اور وہ اس کو بھی نوٹ کر رہے تھے... انہوں

نے اب مسٹر سپ کی بات چیت بھی سنی... اور پھر بے ہوش ہونے سے پہلے کے جملے بھی انہوں نے سنے... آخر کمرے میں خاموشی چھا گئی... مارے حیرت کے اب سیکون کا برا حال تھا... آخر اس نے کہا:

'' مسٹر راڈرک ! یہ میں نے کیا سنا ہے... آپ نے انسپکٹر جمشید اور ان کے ساتھیوں کو اغواء کیا ہے... یہ کام کر کے تم نے ہمارے ملک کی عزت خاک میں ملا دی ... اب ہم پاک لینڈ کی حکومت کو کیا جواب دیں گے...اور یہ مسٹر سپ کون ہیں ... ہم نے تو آج سے پہلے ان کا نام تک نہیں سنا''

''مسٹر سیکون ! اب یہ معاملہ آپ سے متعلق نہیں رہ گیا.. لہذا آپ اس سے الگ ہو جائیں ...''راڈرک نے عجیب سے لہجے میں کہا... اب تک وہ سیکون سے نہایت ادب کے لہجے میں بات کرتا رہا تھا... لیکن اب وہ ادب گویا پر لگا کر اڑ گیا تھا۔

سیکون نے اس پر ایک حیرت بھری نظر ڈالی... پھر سرد آواز میں بولا۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تمہاری یہ جرات ... تم نے صدر کے خاص مشیر سے اس لہجے میں بات کی... گویا وہ تمہارا کوئی ماتحت ہے... میں تمہیں ابھی بتاتا ہوں ... یہ کہہ کر اس نے اپنے ایک ماتحت کو اشارہ کیا... وہ فوراً باہر نکل گیا... صرف تیس سیکنڈ بعد اس کی واپسی ہوئی، اس کے ساتھ بہت سے ماتحت تھے۔" اس نے کہا۔

"اس شخص ... وہ ایک لمحے کو رکا پھر بولنے لگا۔"

"اسے ایوانِ صدر میں لے آؤ... اب جو ہوگا... صدر صاحب کے سامنے ہوگا... وہیں یہ بدتمیز آدمی صدر صاحب کو بتائے گا کہ اس نے انسپکٹر جمشید اور ان کے ساتھیوں کو کہاں قید کر رکھا ہے۔"

راڈرک نے اب منہ سے کوئی لفظ نہ نکالا... اس کے چہرے پر کوئی خوف نہیں تھا... وہ بالکل پرسکون اور مطمئن تھا... اس کا یہ اطمینان ان کے کانوں میں خطرے کی گھنٹیاں بجا رہا تھا... لیکن وہ اپنے ملک میں تو تھے نہیں کہ کچھ کر گزرتے... یہاں تو انہیں تیل دیکھنا تھا ... نہ کہ تیل کی دھار دیکھنی تھی... لہٰذا وہ خاموش رہے... آخر سب لوگ

ایوانِ صدر میں پہنچ گئے ... انہیں ایک ہال میں لے آیا گیا... سب لوگ ہال کے درمیان میں بچھی میز کے گرد رکھی کرسیوں پر بیٹھ گئے... پھر پانچ منٹ بعد صدر صاحب اندر داخل ہوگئے... سب اٹھ کر کھڑے ہوگئے... صدر نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو سب بیٹھ گئے... اب وہ بولے:

"سر! یہ بات روزِ روشن کی طرح ثابت ہو چکی ہے کہ راڈرک پیٹر نے انسپکٹر جمشید اور ان کے ساتھیوں کو اغواء کیا ہے... یہ اس جہاز کا کپتان ہے جس پر ان لوگوں کو لایا گیا ہے... لہٰذا یہ معلوم ہوتے ہی میں اسے یہاں لے آیا ہوں کیونکہ یہ دو ملکوں کے آپس کے تعلقات کا معاملہ ہے۔"

"حیرت ہے... کمال ہے... اتنی بڑی کارگزاری ہوگئی اور ملک میں کسی کو کانوں کان پتا نہیں... آخر یہ کیسے ہوگیا..."

"تفصیلات بھی یہ خود بتائے گا"... سیکون نے نفرت زدہ لہجے میں کہا۔"

"اور ان لوگوں کو اس نے رکھا کہاں ہے۔"

"ابھی میں نے اس سے یہ نہیں پوچھا۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ٹھیک ہے... اب پوچھ لیں... اس کے بعد ہم اسے پولیس کے حوالے کردیں گے اس پر مقدمہ چلے گا... اور اس کے ساتھیوں پر بھی۔"

"ایسا کچھ نہیں ہو گا صاحبِ صدر!"

وہ اچھل پڑے... یہ جملہ راڈرک پیٹر نے کہا تھا۔

یہ جملہ سب کے لیے حیران کن تھا... انہیں یوں لگا جیسے ان کے کانوں نے دھوکا کھایا ہے... جو انہوں نے سنا ہے... وہ راڈرک پیٹر نے کہا نہیں ہے... بلکہ اس نے کچھ اور کہا ہے... پہلے تو سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا، پھر ان کی نظریں راڈرک پیٹر کے چہرے پر جم گئیں... اس کا چہرہ پوری طرح تنا ہوا تھا... اور ملک کے صدر کے سامنے کوئی اس طرح تن کر بیٹھ جائے... یہ عجیب ترین بات تھی... آخر سب سے پہلے سیکون کی آواز ابھری:

"آپ نے کیا کہا مسٹر راڈرک... شاید ہم سے سننے میں غلطی ہوئی ہے... یا آپ کہنا کچھ اور چاہتے تھے، اور منہ سے نکل کچھ اور الفاظ گئے ہیں۔"

"نہیں... میں نے کہا ہے... ایسا کچھ نہیں ہوگا..." اس

نے اپنے الفاظ دہرائے، صدر صاحب بت بنے بیٹھے تھے... شاید ان کا دماغ بری طرح گھوم رہا تھا... انہوں نے ایک تیز نظر سیکون پر ڈالی جیسے کہہ رہے ہوں:

"سیکون... یہ میں کیا سن رہا ہوں۔"

اب پھر سیکون راڈرک کی طرف مڑا۔

"مسٹر راڈرک... شاید تم ہوش میں نہیں ہو..."

"میں پوری طرح ہوش میں ہوں... البتہ آپ لوگ ہوش میں نہیں ہیں... یہ اور بات ہے کہ بہت جلد ہوش میں آجائیں گے۔"

"آخر تم کیا کہنا چاہتے ہو۔" سیکون نے اب قدرے نرم انداز میں کہا۔

"آپ نے کہا ہے... مجھے اور میرے ساتھیوں کو پولیس کے حوالے کر دیا جائے گا اور پھر ہم پر مقدمہ چلے گا... لیکن ہوگا وہ جو ہم چاہیں گے۔"

"سنا سیکون تم نے... یہ شخص کیا بک رہا ہے۔" صدر صاحب چلائے۔

"آپ پریشان نہ ہوں... ان جیسوں سے نپٹنا میں اچھی

ندیم

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طرح جانتا ہوں ..." یہ کہتے ہوئے اس نے میز پر ایک بٹن دبایا چند پولیس والے اندر آ گئے۔

"اسے کمرہ نمبر 3 میں لے چلو... ہم وہیں آتے ہیں۔" سیکون غرایا۔

"یس سر ..." انہوں نے کہا اور آگے بڑھے ... راڈرک پیٹر نے فوراً ہاتھ اٹھا دیا... گویا انہیں آگے بڑھنے سے منع کر رہا تھا۔

"رک جاؤ ... اپنی شامت کو آواز نہ دو۔"

"حد ہوگئی ... یہ شخص تو حد سے بڑھ رہا ہے... شامت بھی ہماری لا رہا ہے... ایک تو جرم کیا... اوپر سے رعب جھاڑ رہا ہے... سیکون، اسے ایسی سزا دی جائے کہ شرمینا کے لوگ کبھی نہ بھول سکیں۔"

"ایسا ہی ہوگا سر۔"

"اور میں کہہ چکا ہوں... ایسا کچھ نہیں ہوگا۔"

اس وقت تک پولیس والے اس تک پہنچ چکے تھے ... انہوں نے اسے چھاپ لیا عین اسی لمحے صدر کے قریب رکھے فون کی گھنٹی بجی ... انہوں نے چونک کر سیکون کی طرف

دیکھا ... پھر انہوں نے اس کی پیشانی پر لکیریں ابھرتی دیکھیں...

"تم کیوں رک گئے ... لے چلو اسے۔" سیکون نے ماتحتوں سے کہا۔

وہ راڈرک کو دروازے کی طرف کھینچنے لگے۔

"رک جاؤ ... پہلے صدر صاحب کو فون سن لینے دو۔" وہ گرجا...

ادھر صدر صاحب ریسیور اٹھا چکے تھے... اس پر ایک آواز ابھری۔

"کیا یہاں راڈرک موجود ہے۔"

"یس ... یس سر۔"

"اسے چھوڑ دیں ... فوراً۔"

"سیکون اپنے آدمیوں سے کہو... راڈرک کو چھوڑ دیں۔"

"دیکھا... دیکھا... میں نے کہا تھا نا۔" راڈرک ہنسا۔

"اسے چھوڑ دیا گیا ہے سر۔"

"اس سلسلے میں خاموشی اختیار کر لیں ... اور انسپکٹر کامران مرزا اور اس کے ساتھیوں کو راڈرک کے حوالے کر دیں..."

ندیم

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راڈرک جہاں لے جانا چاہیں ... وہاں ان لوگوں کو پہنچا دیں اور اس کے بعد اس معاملے سے بالکل لاتعلق ہو جائیں ... ورنہ نہ آپ کا ملک رہے گا ... نہ خود آپ ...''

''نن نہیں ... ابھی لیجیے۔''

''شکریہ!''

ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند ہوگیا... چند لمحے تک صدر صاحب سکتے کے عالم میں بیٹھے رہے... آخر انہوں نے تھکے تھکے انداز میں کہا۔

''سیکون ... تم سن چکے ہو۔''

''یس سر۔'' اس نے بھی مردہ آواز میں کہا۔

''عمل''

''جی ہاں ... ضرور۔''

''ہمیں آپ سے کوئی شکایت نہیں ... ہم اچھی طرح سمجھتے ہیں ... آپ اس وقت کس تکلیف سے گزر رہے ہیں ... ہم اس آواز کو پہچانتے ہیں یہ انشارجہ کے صدر کی آواز تھی ... ظاہر ہے ... آپ کا چھوٹا سا ملک ہے ... انشارجہ ایک ہی حملے میں آپ کے پورے ملک کو تہس نہس کر سکتا ہے ... اس

لیے آپ اس کا حکم ماننے پر مجبور ہیں ... اسی لیے ہمیں آپ سے کوئی شکایت نہیں چلئے سیکون صاحب ... مسٹر راڈرک جہاں کہتے ہیں ... ہمیں وہاں پہنچا دیں۔''

سیکون کا سر مارے شرم کے جھک گیا ... صدر کا سر پہلے ہی جھک چکا تھا ان میں کچھ کہنے کی ہمت نہیں تھی...

پھر انہیں باہر لاکر گاڑی میں بٹھایا گیا ... راڈرک نے کسی جگہ کا نام لیا اور گاڑی چل پڑی ... آدھ گھنٹے کے سفر کے بعد انہیں ایک عمارت میں پہنچا دیا گیا ... سیکون اپنے آدمیوں کے ساتھ جانے کے لیے مڑا ... اس وقت انہوں نے اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھے ...

'' آپ پریشان نہ ہوں مسٹر سیکون ... آپ کا اس میں کوئی قصور نہیں ... نہ صدر صاحب قصور وار ہیں ...''

انہوں نے الوداعی انداز میں ہاتھ ہلائے اور گاڑی جانے کے لیے مڑ گئی ... اور اس عمارت کا دروازہ بند کر دیا گیا ... عمارت میں بہت سے مسلح لوگ نظر آئے ... انہوں نے فوراً ہی انہیں اپنی پستولوں کی زد پر لے لیا تھا۔

انہیں اندر کمرے کے دروازے پر لایا گیا...

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اس کمرے میں جا کر تم لوگوں کو خوشی ہوگی ...اور تم جان لو گے کہ راڈرک پیٹر ایک اچھا شخص ہے۔"

"شکریہ مسٹر راڈرک ...یہ تو ہم پہلے ہی جان چکے ہیں ...اور دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا ... کمرہ روشن تھا ...ان سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"ارے۔"

جواب میں ایک اور ارے گونجا ...انہوں نے دیکھا ...کمرے میں انسپکٹر جمشید پارٹی موجود تھی۔

"یہ ...ہم کیا دیکھ رہے ہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا کے منہ سے نکلا۔

"اچھا ہوا انکل آپ بھی آ گئے ...ایک سے دو بھلے۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"دھت تیرے کی ... آپ لوگوں کو بھی پھنسا ہوا دیکھ کر افسوس کرنا چاہیے تھا ...یہ حضرت خوش ہو رہے ہیں۔"

"یہ کام تم کر لو۔"

"کون سا کام۔" پروفیسر داؤد نے بے دھیانی کے عالم میں کہا۔

"افسوس کرنے والا۔"

"افسوس! ہم آتے ہی بے کار کی باتوں میں الجھ گئے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے برا سا منہ بنایا۔

اب انہوں نے دیکھا انسپکٹر جمشید پارٹی اس کمرے کی دیوار کے ساتھ ساتھ رکھی کرسیوں پر بیٹھی تھی ...یہ کرسیاں بہت عجیب سی تھیں ... کمرے میں کچھ کرسیاں خالی بھی تھیں ...وہ بھی دیوار کے ساتھ ساتھ رکھی گئی تھیں۔

"آپ لوگ تو یہاں بالکل ٹھیک ٹھیک حالت میں موجود ہیں ...پھر کیا وجہ ہے ...دشمن کے خلاف ہاتھ پیر نہیں ہلا رہے ہیں ..."

"ہاتھ اور پیر ...انکل ...ہاتھوں اور پیروں کی بھی آپ نے خوب کہی۔"

"اس میں خوب کہنے والی بات کون سی ہے اوہو... یہ ...یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں" ...انسپکٹر کامران مرزا بری طرح چونکے ...اس پر انسپکٹر جمشید ہنس پڑے۔

"کیا دیکھ رہے ہیں ...بس ان سب کو دیکھ رہے ہیں۔" آفتاب نے منہ بنایا۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اُف میرے مالک... یہ ... یہ سب کیا ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے خوف کے عالم میں کہا۔

"اوہو ... ایسا آپ کو کیا نظر آ گیا ہے ... جو ہمیں نظر نہیں آ رہا ہے۔" آصف چلا اٹھا۔

"ان ... کرسیوں پر یہ لوگ بالکل ساکت بیٹھے ہیں ... صرف زبان ہلا سکتے ہیں ... اوہو..."

"کیا مطلب!" اب ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"یہی بات ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا مطلب ... آپ لوگ صرف زبان ہلانے کے قابل ہیں۔"

"ہاں!" وہ بولے۔

"خیر ... فکر نہ کریں ... اب ہم لوگ آ گئے ہیں ... دیکھ لیں گے ان لوگوں کو۔"

"لیکن کیسے؟" فاروق نے منہ بنایا...

"کیوں ... کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم ان لوگوں کو نہیں دیکھ سکیں گے..." فرحت نے جل کر کہا۔

"جہاں تک آنکھوں سے دیکھنے کا تعلق ہے... ضرور دیکھ

سکیں گے... لیکن کچھ کرنے کرانے کے بارے میں سوچنا فضول ہے۔" فرزانہ نے کہا۔

"کیا مطلب... یہ تم نے کیا کہا فرزانہ... تم سے ایسی امید نہیں تھی۔"

"اگر مجھ سے ایسی امید نہیں تھی نا تو ان سے پوچھ لو۔" فرزانہ نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"فرزانہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔" وہ بولے۔

"کیا مطلب... آپ بھی... آپ بھی۔"

"ہاں! میں بھی... بلکہ تم لوگ بھی..." انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے... ہم لوگ بھی کچھ نہیں کر سکیں گے۔"

"یہی بات ہے۔"

"ہم ایسا نہیں سمجھتے... خیر... پہلے تو آپ کہانی سنائیں..."

"کمرے کے فرش پر بیٹھ کر کہانی سن لیں... کرسیوں کے نزدیک تو آنے کی کوشش بھی نہ کریں... اگرچہ..."

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انسپکٹر جمشید کہتے کہتے رک گئے۔

" اگرچہ کیا؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

" اگرچہ... آخر کار ان کرسیوں پر بیٹھنا تو پڑے گا۔"

" کیوں بیٹھنا پڑے گا۔" آصف نے فوراً پوچھا۔

" پتا چل جائے گا... پہلے کہانی سن لیں۔"

" ہاں... ٹھیک ہے۔"

اب وہ فرش پر بیٹھ گئے اور انسپکٹر جمشید انھیں کہانی سنانے لگے... یہاں تک کہ جہاز پر بے ہوش ہونے کے بعد تک کمرے کی کہانی سنا ڈالی... اور خاموش ہو گئے...

" اور بس... اس کے بعد کی کہانی بھی سنائیں نا۔"

" اس کے بعد کوئی کہانی نہیں... ہمیں ہوش ان کرسیوں پر آیا تھا... اس دن سے انھیں کرسیوں پر کھاتے پیتے اور آرام کرتے ہیں۔"

" اور رفع حاجت۔"

" یہ کرسیاں ہمارے ساتھ بیت الخلا میں جاتی ہیں... ان میں سارا نظام لگا ہوا ہے۔"

" اوہ... اوہ..."

" اور اب آپ لوگ بھی کرسیوں پر بیٹھنے کی تیاری کر لیں۔"

" خیر ہم ایسے تو بیٹھ نہیں جائیں گے... ان سے ٹکر لیں گے۔"

" یہی تو مشکل ہے... ٹکر کیسے لیں... کوئی آئے تو ٹکر لیں... ہم ہاتھ پیر ہلا سکیں تو ٹکر لیں نا۔"

" اوہ... اوہ..."

ایسے میں کمرے کا اندرونی دروازہ خود بخود کھل گیا... اور اس میں سے کھانے پینے کی چیزیں اس کمرے میں آئیں... ساتھ ہی دروازہ بند ہو گیا اور ایک آواز ابھری:

" یہ کھانا کھا کر کرسیوں پر بیٹھ جاؤ... اور تیسری پارٹی کا انتظار کرو۔"

" کیا!!!"

وہ ایک ساتھ چلائے۔

☆☆☆☆☆

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اہم اطلاع

انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا ...فاروق نے ہنس کر کہا:

"یہ ہمارے نئے مہمان سپ ہیں..."

"اوہ اچھا! تو یہ آواز مسٹر سپ کی ہے ... آواز سے مل کر خوشی ہوئی... اگر ہم یہ کھانا نہ کھائیں تو۔"

"نہ کھاؤ... اس صورت میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر بھوکے پیاسے مر جاؤ... تم اس کمرے میں زندہ رہو یا مر جاؤ... تیسری پارٹی تو بہرحال یہاں آئے گی اور ہم اس کے استقبال کے لیے تیار ہیں۔" سپ کی آواز گونجی۔

"کھالیں بھئی کھا لیں... اس طرح روزانہ کھانا پینا چلتا رہے گا..." انسپکٹر جمشید نے ہنس کر کہا۔

"لیکن کیوں... ہم اس کمرے سے نکلنے کی کوشش کیوں نہ کریں۔" آفتاب نے جلدی سے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے ... ہم نے یہ کوشش نہیں کی ہوگی اور یونہی کرسیوں پر بیٹھے رہے ہوں گے۔"

"مطلب یہ کہ ہم اس کمرے کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

"بالکل نہیں ... یہ نہ جانے کس چیز کا بنا ہوا ہے ... اور اس کا دروازہ بھی نہ جانے کون سی دھات کا بنا ہوا ... پھر ان کے کھانے والے جب سے جہاز پر کھاتے ہیں... ہم میں طاقت ہی نہیں رہ گئی ... اصل مسئلہ طاقت کا ہے۔"

"اس طرح تو پھر ہم بھی اپنی طاقت کھو بیٹھیں گے۔" آصف بولا۔

"مجبوری ہے ..." فرزانہ کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے ...ہم اپنے ساتھیوں کا مشورہ مانیں گے" ..اور پھر وہ کھانا کھانے لگے ... کھانے سے فارغ ہو کر وہ کرسیوں پر جا بیٹھے ... ساتھ ہی کرسیوں نے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا:

"کیا حال ہے ... اب خود کو کرسیوں کے قیدی محسوس کر

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہے ہو یا نہیں۔'' فاروق ہنسا۔

''ہاں بالکل ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے۔''

''چلو چھٹی ہوئی ... اب صبر سے تیسری پارٹی کا انتظار کرو۔''

''لل... لیکن بھلا ... شوکی برادرز کیا کر سکیں گے ... وہ بھی یہاں آ کر پھنس جائیں گے ... پھر اس کے بعد مسٹر سپ ... آپ کا کیا پروگرام ہے۔''

سپ کی آواز سنائی نہ دی ... شاید وہ دوسری طرف سیٹ پر نہیں تھا۔

''آخر ہم ان کرسیوں کی قید سے نجات کیوں نہیں پا سکتے... اس کمرے کا دروازہ کیوں نہیں توڑ سکتے۔'' آصف نے تیز آواز میں کہا۔

''آصف! دماغ ٹھنڈا رکھو...۔'' انسپکٹر کامران مرزا نے برا سا منہ بنایا۔

''اوہ! مجھے افسوس ہے۔'' اس نے فوراً کہا۔

''ہم ان کرسیوں پر کوشش کریں تو کیسے... نہ ہاتھ ہلا سکتے ہیں نہ پیر... جو کھانا یہ ہمیں دے رہے ہیں ... وہ تو

آہستہ آہستہ ہماری طاقت کو سلب کرتا جا رہا ہے۔''

''ارے! ہم ایک بات تو بالکل ہی بھول گئے۔'' انسپکٹر کامران مرزا چونک اٹھے۔

''یہ کہ یہ لوگ جہاز پر ہمارے ملک کی کیا چیز لائے تھے۔''

''ہاں!''

''ہم ابھی تک یہ بات نہیں جان سکے... جانتے تو تب نا... جب ہم کچھ کرنے کے قابل رہتے۔''

''اس کا مطلب ہے... اب ہمیں شوکی برادرز کا انتظار کرنے کے سوا کوئی کام نہیں۔''

''نظر تو یہی آ رہا ہے۔''

''آخر سپ کیا چاہتا ہے۔''

''ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔''

''اللہ اپنا رحم فرمائے۔''

ایسے میں کمرے کی ایک دیوار روشن ہو گئی... اس پر ایک بحری جہاز کا منظر نظر آنے لگا ... اور پھر انسپکٹر جمشید پارٹی چونک اٹھی۔ ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا:

ندیم

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

”یہ تو وہی جہاز ہے۔“

”ہاں! یہ وہی جہاز ہے ... لو اپنی فلم خود دیکھو... یہ فلم اس وقت سے شروع ہو رہی ہے ... جب تم لوگ ساحل پر پہنچے تھے۔“

”لیکن آپ ہمیں یہ فلم کیوں دکھا رہے ہیں ... ہم تو یہ سب کچھ اپنی آنکھوں دیکھ چکے ہیں ... بلکہ اس فلم کے کردار ہم خود ہیں۔“

”تمہارے نئے ساتھیوں کی دلچسپی کے لیے اور خود تمہارے لیے بھی ... میں جاننا چاہتا ہوں ... اس فلم کو دیکھ کر کیا نتیجہ نکالتے ہو ... کیا تم بتا سکتے ہو ... میں جہاز پر کس روپ میں تھا۔“

”اوہ ہاں! یہ واقعی بہت دلچسپ سوال ہے...“

”تو پھر جہاز کی فلم تمہاری آنکھوں کے سامنے گزرے گی ... جہاز پر موجود سبھی لوگ نظر آئیں گے ... اگر تم مجھے بتا دیتے ہو کہ میں کس روپ میں تھا... میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔“

”کیا کہا...“ انسپکٹر جمشید چلائے۔

”ہاں! میں تمہیں رہا کردوں گا ... تمہیں تمہارے ملک جانے کی اجازت دے دوں گا...“

”لل... لیکن۔“ انسپکٹر جمشید کھوئے کھوئے انداز میں بولے۔

”لیکن کیا۔“ اس نے پوچھا۔

”کیا آپ نے یہ اتنا لمبا چوڑا چکر صرف اس لیے چلایا ہے کہ آپ جاننا چاہتے ہیں ہم آپ کو پہچان لیتے ہیں یا نہیں۔“

”نہیں خیر ... پروگرام تو یہ نہیں تھا ... یہ تو اب اچانک بن گیا ہے۔“

”اور جس شخص کو آپ ہمارے ملک سے لائے ہیں۔“

”اسے بھی تم لوگوں کے ساتھ رہا کر دیا جائے گا ... یہ میرا وعدہ رہا۔“

”جی نہیں! ہمیں یہ شرط منظور نہیں۔“ انسپکٹر جمشید نے بُرا سا منہ بنایا۔

”کیا کہا تم نے ... یہ شرط تمہیں منظور نہیں۔“

”ہاں! میں نے یہی کہا ہے، ہماری بھی تو کوئی شرط

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہونی چاہیے۔''

''تم اس وقت میرے قبضے میں ہو ... کوئی شرط منوانے کی پوزیشن میں تو ہو ہی نہیں۔''

''میرے خیال میں ہمیں ان کی تجویز قبول کر لینی چاہیے، جہاز کی فلم دیکھ کر ہم اگر یہ بتا دیتے ہیں کہ مسٹر سپ کس روپ میں تھے تو یہ ہمیں رہا کر دیں گے اور اس شخصیت کو بھی رہا کر دیں گے ... جسے یہ اغوا کر لائے ہیں ... ہمیں اور کیا چاہیے۔'' انسپکٹر کامران مرزا نے جلدی جلدی کہا۔

''لیکن ... ہم اپنے ملک جا کر لوگوں کو کیا بتائیں گے ...'' انسپکٹر جمشید نے کہا۔

''یہ کہ جس شخصیت کو وہ لوگ لے گئے تھے ... ہم انہیں لے آئے ہیں ... ظاہر ہے ... یہ بھی کامیابی گنی جائے گی۔''

''لیکن یہ کامیابی پھس پھسی کامیابی ہوگی ... اس سے تو ہمیں خوشی ہوگی، نہ ملک کے لوگوں کو ... خوشی تو تب ہوگی کہ ہم مسٹر راڈرک پیٹر اور مسٹر سپ کو بھی اپنے ملک میں لے جائیں۔''

''اوہ ... تو تم یہ چاہتے ہو۔'' سپ کی چونکی ہوئی آواز

سنائی دی۔

''ہاں بالکل مزہ تو تب ہی ہے ... آپ اعلان کر دیں کہ اگر ہم آپ کو پہچان لیتے ہیں تو آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں گے۔''

''نہیں ... میں یہ اعلان نہیں کرسکتا ... ہاں تم میں طاقت ہو تو لے جانا۔''

''مطلب یہ کہ آپ ہمیں آزاد کر دیں گے ... اس کے بعد اگر ہم آپ کو لے جائیں تو لے جائیں۔''

''بالکل ٹھیک۔''

''چلیے ٹھیک ہے ... یونہی سہی ... طے ہوگئی بات اب آپ فلم چلائیں گے ... ایک بات اور ... ہم نے پسند کیا تو فلم کو ایک سے زیادہ مرتبہ دیکھیں گے۔''

''چاہے سو مرتبہ دیکھ لیں ... کوئی پروا نہیں۔''

''بہت خوب! یہ ہوئی نا بات۔''

اور پھر اسکرین پر بحری جہاز نظر آنے لگا ... سمندر نظر آنے لگا، جہاز کے عرشے پر کھڑا راڈرک پیٹر نظر آیا ... اس کے سامنے عملے کے لوگ کام کرتے نظر آئے ... ان کی نظریں

ندیم

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسکرین پر جم گئیں...اس وقت انسپکٹر جمشید نے کہا:

"کسی جگہ سے ہم دوبارہ دیکھنا چاہیں... تو ہمیں کیا کرنا ہوگا۔"

"آپریٹر آپ کی آواز سنے گا... آپ اسے ہدایات دے سکتے ہیں۔"

"بہت بہت شکریہ۔"

عین اس وقت فلم میں ایک آدمی تیز تیز چلتا راڈرک کی طرف بڑھتا نظر آیا۔ اس نے کہا:

"شہر کی انتظامیہ کی طرف سے کچھ لوگ آئے ہیں... وہ جہاز کی تلاشی لینا چاہتے ہیں... ان کا کہنا ہے کہ ہم لوگ ان کے ملک کی کوئی اہم چیز اڑائے لیے جا رہے ہیں۔"

"اوہ اچھا! میں کرتا ہوں ان سے بات۔" انہوں نے راڈرک پیٹر کو تیز لہجے میں کہتے سنا۔

اب وہ پورے غور سے ایک ایک سین دیکھنے لگے... پوری کہانی ان کی آنکھوں کے سامنے گزرنے لگی... یعنی ان کا جہاز پر سوار ہونا، جہاز کی تلاشی کے سلسلے میں وزیر خارجہ کا رکاوٹ بننا...ان کا اڑ جانا... آخر طے پانا کہ جہاز اپنے

وقت پر روانہ ہوگا...اور یہ لوگ ساتھ جائیں گے ... اور اپنا کام کریں گے، پھر جہاز کا وہاں سے روانہ ہونا ... ان کا کام شروع کرنا۔

وہ جہاں چاہتے ... آواز دے کر کوئی سین دوبارہ چلواتے... ساتھ میں وہ سب اپنی اپنی نوٹ بک پر کچھ لکھتے بھی جا رہے تھے ... پھر جنجو کا پکڑے جانا ... اس کی سزائے موت کا حکم ... پھر سزائے موت کا حکم واپس لیا جانا ... پھر ان کا قید میں ڈالا جانا ... اس کے بعد فاروق کے ذریعے وہاں سے نکل آنا... لیکن پھر اس وقت ان کا سپ کی آواز سننا اور یہ معلوم ہونا کہ اس وقت تک سب کام سب کی مرضی کے مطابق ہوتا رہا ہے اور پھر ان کا کھانا کھانا۔ اور بے ہوش ہو جانا ...

اس کے بعد فلم بند کر دی گئی اور سپ نے پوچھا:

"ہاں! تمہیں فلم دکھا دی گئی ... اب بتاؤ... میں جہاز پر کس روپ میں تھا۔"

"ابھی پوری فلم نہیں دکھائی گئی۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"کیا مطلب؟" سپ نے چونک کر پوچھا۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہاں! ہمارے بے ہوش ہو جانے کے بعد کہانی ختم نہیں ہوگئی... جہاز بندرگاہ پہنچا... وہاں سے ہمیں کس طرح اس عمارت تک لایا گیا... یہ سب بھی دکھائیں۔"

"اس حصے سے آپ لوگوں کا کوئی تعلق نہیں۔"

"تعلق ہو یا نہ ہو... آپ ہمیں دکھائیں۔"

"آپ کو وہاں سے بندرگاہ تک صرف جہاز چلتا دکھائی دے گا... جہاز پر عملہ دکھائی دے گا۔"

"ہم دیکھیں گے۔"

"اچھی بات ہے... یونہی سہی۔"

"اور بندرگاہ سے ہمیں کس طرح لے جایا گیا... یہ بھی دکھایا جائے۔"

"لو دیکھ لو... کوئی حسرت نہ رہ جائے۔"

پھر انہیں بندر گاہ تک جہاز کا سفر بھی دکھایا گیا... بندرگاہ میں ایک بڑی گاڑی پر لکڑی کی بڑی بڑی پیٹیاں رکھی گئیں... ان کو اس عمارت تک لایا گیا۔ ان پیٹیوں کو کھولا گیا تو ان میں سے وہ نکلے... انہیں اٹھا کر اس کمرے میں لایا گیا... اور کرسیوں پر بٹھا دیا گیا... اس منظر کے بعد پھر سپ

کی آواز سنائی دی:

"اب کیا کہتے ہو تم لوگ۔"

"ہمیں مشورہ کرنے کے لیے... وقت دیا جائے... ان کرسیوں سے آزاد کیا جائے... ہم ایک ساتھ فرش پر بیٹھ کر مشورہ کریں گے... اور پھر بتائیں گے، سپ دراصل کون ہے، ویسے اس موقعے پر ہمارا ایک سوال ہے۔"

"وہ بھی پوچھ لو۔" سپ ہنسا۔

"ہنس لیں مسٹر سپ... ہنس لیں... ہماری باری بھی آئے گی ہنسنے کی۔" فاروق نے جل کر کہا۔

"جب وہ باری آئے تو بتا دینا... سوال کیا ہے۔"

"سوال یہ ہے کہ اگر ہم نہ بتا سکے کہ سپ کون ہے... تب کیا پروگرام ہے۔"

"تم لوگوں کو تیسری پارٹی سمیت انشارجہ لے جایا جائے گا... یہاں کی حکومت نہ چاہتے ہوئے خود تم لوگوں کو انشارجہ پہنچائے گی... وہاں تم لوگوں کو پوری قوم کے سامنے ذلیل کیا جائے گا... ایک بہت بڑے میدان میں تم لوگوں کو جمع کیا جائے... وہاں تم لوگوں کے ساتھ جو ہوگا... اس کے بارے

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں تم سوچ بھی نہیں سکو گے ... پورا انشارجہ تم پر ہنسے گا۔''

'' اور... اور ہماری حکومت ... کیا وہ یہ سب خاموشی سے برداشت کرلے گی۔''

'' ہاں کیوں نہیں... کیا اس سے پہلے تمہاری حکومت ایسی بہت سی باتیں خاموشی سے نہیں پی جاتی رہی... تمہارے کتنے لوگ ہم اٹھا کر لے آئے... بلکہ خود تمہارے ملک کے حکمرانوں نے ہمارے اشاروں پر لوگوں کو پکڑا اور ہمارے حوالے کیا... تمہارے ایٹمی سائنس دان کے ساتھ ہم نے کیا کیا... کیا تمہاری اپنی حکومت کے ذریعے اس کی عزت خاک میں نہیں ملا دی گئی... آج وہ شخص ایک عام شہری جتنی باعزت زندگی بھی نہیں گزار سکتا... لہٰذا کچھ بھی نہیں ہوگا۔''

'' اچھی بات ہے ... آپ ہمیں کرسیوں سے نجات دلا دیں۔''

'' شاید تم سوچ رہے ہو کہ ان کرسیوں سے نجات پا کر تم کمرے سے بھی نکل جاؤ گے ... اور پھر ہمارے ہاتھوں سے نکل جاؤ گے ... نہیں... ایسا کچھ نہیں ہوگا ... تم ابھی سپ کو نہیں جانتے... لو تم کرسیوں سے آزاد ہو ... جو کر سکتے ہو

... کر گزرو... میرا نام نہیں بتا سکتے تو نہ بتاؤ... لیکن پھر انشارجہ جانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔''

'' اور وہ شخص ... جسے تم اغوا کر کے لائے ہو۔''

'' اب اسے بھول جاؤ ...! پھر اسے ہم سے چھڑا لے جاؤ۔''

'' ٹھیک ہے۔''

اور پھر ان کے ہاتھ پیر آزاد ہو گئے... انہوں نے پہلے تو ہاتھوں پیروں کو خوب ہلایا جلایا، پھر ایک دوسرے کے گلے سے لگ گئے:

'' عجیب مجرم ہے یہ مسٹر سپ... ہمیں ملاقات پر ملنے بھی نہیں دیا... اللہ کا شکر ہے ... یہ موقع تو ہاتھ آیا۔''

جب اچھی مل چکے تو سب آلتی پالتی مار کر فرش پر بیٹھ گئے ... اس وقت آصف نے ہانک لگائی:

'' سپ یہاں پینے کے لیے پانی وانی اور کچھ پھل تو بھجوا دیں۔''

☆☆☆☆☆

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میٹنگ

ان کے اپنے ملک میں صدر مملکت کے کمرے میں اس وقت ایک اہم ترین اجلاس جاری تھا۔ انسپکٹر جمشید کے بعد انسپکٹر کامران پارٹی کی طرف سے بھی کوئی اطلاع نہیں مل رہی تھی ۔ صدر صاحب نے شربینا کے صدر سے رابطہ کیا تو انہوں نے بس اتنا کہا تھا :

" انہوں نے ہمارے ملک میں اپنے طور پر کام کرنے کی درخواست کی تھی اور یہ کہا تھا کہ انہیں ہر جگہ آنے جانے کی کھلی اجازت دے دی جائے ، وہ اپنا کام خود کریں گے ... سو انہیں یہ اجازت دے دی گئی تھی... اس کے بعد ہمیں نہیں معلوم ، وہ کہاں گئے ، کہاں نہیں گئے ... ہم نے ان سے کہہ دیا تھا کہ انہیں جب بھی اور جہاں بھی مدد کی ضرورت

پڑے، وہ ہمیں آواز دے سکتے ہیں، انہیں ہر قسم کی مدد دی جائے گی ۔ لیکن انہوں نے ہم سے کوئی رابطہ نہیں کیا..."

ان کا جواب سننے کے بعد صدر صاحب نے یہ اجلاس طلب کر لیا تھا... اور اس اجلاس کی خاص بات یہ تھی کہ اس میں شوکی برادرز بھی موجود تھے۔ انہیں خاص طور پر بلایا گیا تھا... تمام صورت حال بتا کر صدر صاحب نے کہا:

" اب کیا کیا جائے۔"

" ایک تحقیقاتی ٹیم روانہ کی جائے ۔ جو وہاں جا کر تحقیقات کرے... ہمارے یہ حضرات وہاں جا کر کس ہوٹل میں ٹھہرے ، کتنے دن وہاں رہے ... اس طرح ظاہر ہے ، معلومات حاصل ہوں گی... ہم ان معلومات کی بنیاد پر آگے قدم بڑھا سکیں گے اور انشاء اللہ ان کا سراغ لگا لیں گے۔"

وزیر داخلہ نے کہا۔

" شیخ صاحب ! آپ کیا کہتے ہیں؟" صدر صاحب آئی جی صاحب کی طرف مڑے۔

" میں عرض کرتا ہوں سر... میں ان تینوں پارٹیوں کے مزاج کو سمجھتا ہوں ... وہ جہاں کہیں بھی ہیں... جس حال

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں ہیں... چاہے، دشمن کی قید میں ہیں یا آزاد ہیں... وہ تیسری پارٹی کا انتظار کر رہے ہیں... لہٰذا ہمیں ضرورت ہے صرف اور صرف ان چاروں کو وہاں بھیجنے کی... یہ کسی نہ کسی طرح ان تک پہنچ جائیں گے... پھر یہ سب جانیں ان کا کام جانے۔'' آئی جی شیخ نثار احمد نے کہا۔

''یہ تو آپ نے بہت انوکھی بات کہہ دی... یہ نو عمر لڑکے بھلا وہاں کیا کر سکیں گے۔ ذمے دار لوگوں کی ایک ٹیم ارسال کرنی چاہیے۔'' وزیر خارجہ بولے۔

''ٹھیک ہے شیخ صاحب آپ ایسا مناسب سمجھتے ہیں تو ضرور ایسا کریں... لیکن ان کے ساتھ شوکی برادرز کو ضرور بھیج دیں۔''

''آخر یہ وہاں جا کر کیا کریں گے۔'' وہی مشیر بولے۔

''ان کا تعلق اور واسطہ مجھ سے ہے... انہیں میں جانتا ہوں... لہٰذا میرا مشورہ تو یہی ہے۔'' آئی جی صاحب نے کہا۔

''میرا خیال ہے، شیخ صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں، ان تین پارٹیوں سے میں بھی خوب واقف ہوں اور شرینا میں

موجود دونوں پارٹیاں غالباً انہی کے انتظار میں ہیں۔'' صدر صاحب مسکرائے۔

''بہت بہتر... تو پھر ذمے دار لوگوں کی ٹیم کے ساتھ انہیں بھی بھیج دیجیے۔''

''بالکل ٹھیک! یہ طے رہا۔'' صدر صاحب نے مطمئن لہجے میں کہا۔

پھر سب لوگ رخصت ہو گئے... صرف آئی جی صاحب اور شوکی برادرز وہاں بیٹھے رہ گئے۔ اب صدر صاحب بولے:

''آپ انہیں اسی وقت روانہ کر دیں... ذمے دار لوگوں کی ٹیم بعد میں جاتی رہے گی۔ وہ لوگ تو تیاریوں میں بہت وقت لگائیں گے۔''

''بہت بہتر سر...''

''لل... لیکن صدر محترم۔'' شوکی ہکلایا۔

''ہاں شوکی! بلا جھجک کہو۔''

''ہم وہاں کیسے جائیں گے... میرا مطلب ہے... شرینا کے صدر کے علم میں لا کر یا...''

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"نہیں ... ہم کوئی غیر قانونی قدم نہیں اٹھائیں گے ... باقاعدہ مہمان کی حیثیت سے تم لوگوں کو بھیجا جائے گا۔"

"ہم بھی یہی چاہتے ہیں..."

"میں ابھی صدر شرمینا سے بات کرتا ہوں۔"

اب صدر صاحب نے شرمینا کے صدر کو فون کیا۔ ان کی آواز سنتے ہی بولے:

"ہمارے کچھ مہمان آپ کے ملک میں غائب ہو گئے۔ ہم جانتے ہیں ... آپ اس سلسلے میں بے قصور ہیں... اور ہم امید رکھتے ہیں، آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں گے۔"

"ہم نے اب تک آپ کے ساتھ ہر طرح کا تعاون ہی کیا ہے ... ان لوگوں کے غائب ہونے میں ہمارا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔"

"ہمیں یقین ہے ... اب ہماری ایک درخواست اور قبول کریں گے۔"

"فرمائیے۔"

"ہم اپنے ساتھیوں کی تلاش کے لیے ایک پارٹی اور بھیج رہے ہیں... یہ چار افراد پر مشتمل ہے... اور ان کا نام ہے

شوکی برادرز۔ آپ انہیں اپنے ساتھیوں کو تلاش کرنے کی اجازت دے دیں۔ بس ہم اتنا ہی چاہتے ہیں۔"

"ہم نے ان کی پوری پوری مدد کریں گے ... جو وہ کہیں گے، کریں گے... جہاں جانا چاہیں گے، لے جائیں گے۔"

"آپ کا شکریہ... ان لوگوں کو بھیجا جا رہا ہے۔"

"ہم ائرپورٹ سے انہیں لے لیں گے۔"

"بہت بہت شکریہ۔"

فون بند کر کے صدر صاحب ان کی طرف مڑے:

"بہت جلد تم لوگوں کو پرواز کے وقت کے بارے میں بتا دیا جائے گا۔"

"انکل صدر! اس سے پہلے ہم اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ایک میٹنگ کرنا چاہتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے ... کہاں اور کن سے ... لکھ کر میرے عملے کو دے دو... وہ انتظام کر دیں گے۔"

"بہت بہتر۔"

شوکی نے ایک کاغذ پر لکھ کر دے دیا... آدھ گھنٹے بعد وہ ایک کمرے میں موجود تھے... وہاں سب انسپکٹر اکرام

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور خفیہ فورس کے انچارج موجود تھے:

"ہم نے آپ لوگوں کو زحمت دی ... لیکن یہ ہماری مجبوری ہے۔"

"تکلیف کیسی ... ہم اپنے ساتھیوں کے لیے سر دھڑ کی بازی لگانے کے لیے بالکل تیار ہیں.." انچارج نے کہا ... سب انسپکٹر اکرام نے سر ہلایا۔

"شکریہ! جہاں تک میرا خیال ہے ... دونوں پارٹیاں پھنس گئی ہیں... اب ظاہر ہے ... جہاں بڑی پارٹیاں پھنس گئی ہیں... وہاں ہماری کیا دال گلے گی... لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم مایوس ہو جائیں۔ ہمیں اپنا کام بہرحال کرنا ہے ... میرا خیال ہے کہ شرمینا کی حکومت کا اس معاملے میں کوئی ہاتھ نہیں ہے ... لیکن ہم جانتے ہیں کہ شرمینا انشارجہ کے مکمل طور پر نشانے پر ہے ... انشارجہ اپنے ملک سے بیٹھے بیٹھے میزائل برسا کر شرمینا کو ایک ہی وار میں تباہ کر سکتا ہے ... اس لیے شرمینا کے صدر کو دھمکی مل گئی کہ اس معاملے میں خاموش رہے ... اب اس کا صاف اور سیدھا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ساتھی دراصل انشارجہ کی قید میں ہیں... ہوں گے تو وہ

ابھی شرمینا میں، لیکن عمل دخل ہوگا ان پر انشارجہ کا ... اور حالات سن کر میں، یہ یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہم سب کو شرمینا سے انشارجہ لے جایا جائے گا ... وہاں ان کا کیا پروگرام ہے، ہمیں معلوم نہیں... لیکن اتنی بات یقینی ہے کہ ہم وہاں ان کی قید میں ہوں گے ... اب یہاں سے کام شروع ہوگا ... ہماری خفیہ فورس کا ..." یہاں تک کہہ کر شوکی خاموش ہوگیا۔

"آپ فکر نہ کریں شوکی بھائی ... آپ نے ہمیں بلا کر انتہائی عقل مندی کا ثبوت دیا ہے ... لیکن..." انچارج خاموش ہوگیا۔

"لیکن کیا ...؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"لیکن ... ہماری اس میٹنگ کا بھی انشارجہ کو پتا ہوگا... ہم پر ان کی نظریں جمی ہیں... اس لیے..." یہ کہتے ہوئے شوکی نے ہونٹوں پر انگلی رکھ لی۔

انہوں نے یہ اجلاس اسی لیے ایک بہت عام سی جگہ پر رکھا تھا... کوئی خاص جگہ منتخب نہیں کی تھی... اور یہ عقل مندی صدر صاحب نے دکھائی تھی ... لہٰذا امید تو یہی تھی کہ

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انشارجہ کے جاسوس اس جگہ سے بے خبر ہوں گے... لیکن بہرحال اس امکان کو بالکل رد نہیں کیا جاسکتا ہے ۔ ان حالات میں انہوں نے اشاروں میں بات کرنے کا فیصلہ کیا ، چنانچہ شوکی نے کہا :

" آپ کے ساتھی انشارجہ میں ہیں... آپ ان سے کیا کام لے سکتے ہیں۔"

" آپ کو تلاش کرنے کا کام ظاہر ہے ، وہی کریں گے ۔ میں آپ کو ایک کنگھا دے دیتا ہوں ... آپ اسے سامنے کی جیب میں رکھ لیں... چھپا کر رکھنے کی ضرورت نہیں ... تاکہ کسی کی توجہ اس کی طرف نہ جاسکے ...اس کی مدد سے اس کے بعد کوئی قدم اٹھائیں گے ... لیکن آپ فکر نہ کریں... ہم سے جو بھی ہوسکا کریں گے ..."

" ہوسکتا ہے ... یہ کنگھا جیب سے نکال لیا جائے... اسے بے ضرر خیال نہ کیا جائے ۔" شوکی نے خدشہ ظاہر کیا ۔

"ہاں! اس کا امکان ہے ... اگر انہوں نے کنگھے کو کوئی مشکوک چیز خیال کر لیا تو وہ نکال لیں گے یا اگر آپ لوگوں کی تلاشی آلات کے ذریعے لی گئی تو بھی کنگھا آپ کے پاس

رہے گا۔"

" اللہ مالک ہے ... جو ہوگا دیکھا جائے گا ... بھیج دیں پھر ہمیں بھی ...۔" شوکی نے بے چارگی کے عالم میں کہا اور سب مسکرا دیے۔

دوسرے دن وہ شرمینا کے ائرپورٹ پر پہنچ چکے تھے۔ وہاں سے انہیں سرکاری گاڑی نے شرمینا کے صدر تک پہنچا دیا ...صدر صاحب ان سے گرم جوشی سے ملے ... جلد ہی وہ اصل موضوع پر آگئے :

" آپ کام کہاں سے شروع کرنا چاہتے ہیں۔"

" آپ نے ہمارے ساتھیوں کو کن کے حوالے کیا تھا۔"

" اپنے ایک خاص مشیر سیکون کے وہ اس ملک کے محکمہ سراغرسانی کے سربراہ ہیں... ویسے وہ ملک میں چیف کہلاتے ہیں ۔"

" اور کیا آپ کو ان پر پورا اعتماد ہے ۔" شوکی بولا ۔

" ہاں بالکل !"

" انہوں نے ہمارے ساتھیوں کے بارے میں کیا بتایا تھا ۔"

" یہ آپ مجھ سے نہ پوچھیں... وہ بھی نہیں بتائیں گے

ندیم
ندیم
Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

... البتہ جو آپ ان سے کہیں گے ... وہ کر ڈالیں۔"

"ٹھیک ہے، آپ ہماری ان سے ملاقات کرا دیں۔"

"ٹھیک ہے۔"

اب صدر صاحب نے سیکون کو فون کیا ... وہ چند منٹ بعد ہی وہاں آگیا... اس نے بھی ان سے محبت بھرے انداز میں ہاتھ ملایا... اب صدر نے اس سے کہا:

"یہ بھی انسپکٹر کامران مرزا کی طرح اپنے ساتھیوں کی تلاش میں آئے ہیں۔"

"مجھے معلوم ہے سر۔" اس نے غمگین انداز میں کہا۔

"اب میں انہیں بھی آپ کے حوالے کرتا ہوں... یہ جو چاہیں، وہ کرتے رہیں... ویسے تو یہ جان ہی گئے ہوں گے کہ معاملہ ہمارے اختیار سے باہر ہے۔"

"ہم سمجھتے ہیں سر... ہمیں آپ، چیف صاحب سے اور آپ کی پوری حکومت سے کوئی گلہ نہیں۔"

"شکریہ!"

اور پھر چیف انہیں باہر لے آیا... انہیں اپنی شان دار گاڑی میں بٹھاتے ہوئے بولا:

"ہاں! فرمائیں ... آپ کو کہاں لے چلوں۔"

"جہاں آپ نے ہمارے ساتھیوں کو چھوڑا تھا۔"

"کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں... جہاں میں نے آپ کے ساتھیوں کو ان کے دشمنوں کے حوالے کیا تھا۔" اس نے پھر اداس لہجے میں کہا۔

نہیں! جہاں آپ سے ان لوگوں کو چھین لیا گیا، ہم یہ کہنا چاہتے ہیں۔"

شوکی کا جملہ سن کر سیکون مسکرایا، پھر اس نے کہا:

"آپ عقل مند ہیں۔"

"شکریہ۔"

"ان حضرات نے مسٹر راڈرگ سے ملاقات کی تھی..."

"بس تو پھر ہماری بھی ان سے ملاقات کرا دیں۔"

"اس طرح تو آپ لوگ بھی وہاں پہنچ جائیں گے ... جہاں آپ کے ساتھی قید ہیں۔"

"یہی چاہتے ہیں ہم۔"

"اچھی بات ہے... آپ کی مرضی۔"

"آپ پریشان نہ ہوں... یہ ہمارا روز کا کام ہے۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آفتاب ہنسا۔

"کک... کونسا۔"

"خود کو دشمن کے حوالے کرنے والا ... جب ہماری کوئی ایک یا دو پارٹیاں دشمن کی قید میں چلی جاتی ہیں تو تیسری خود بخود وہاں پہنچ جانے کی کوشش کرتی ہے ... پھر ہم مل کر حرکت میں آتے ہیں۔"

"لیکن اس بار ایسا نہیں ہو سکے گا... آپ نہیں جانتے، آپ کے خلاف کیا پروگرام ترتیب دیا گیا ہے۔"

"اگر آپ جانتے ہیں تو بتا دیں۔"

"افسوس! مجھے تفصیلات معلوم نہیں ... اتنا جانتا ہوں... آپ کو انشارجہ لے جایا جائے گا۔"

"کوئی بات نہیں... پروا نہ کریں۔" شوکی نے کہا۔

"آپ سوچ لیں... غور کر لیں، وہ تو پھنس چکے ہیں، آپ کیوں موت کے منہ میں جانا چاہتے ہیں ... آپ تو اپنی زندگیاں بچا سکتے ہیں۔"

"یہی تو مشکل ہے ... ہم ان کے ساتھ شامل ہو کر دشمن سے نپٹنا پسند کرتے ہیں... لہٰذا آپ پریشان نہ ہوں۔"

"میں پریشان کیوں نہ ہوں... تینوں پارٹیوں کی زندگی داؤ پر لگ چکی ہے ... اور وہ بھی ہمارے ملک کو استعمال کر کے... ہمیں اس بات کا رنج تا زندگی رہے گا ... کاش ہم آپ لوگوں کے لیے کچھ کر سکتے۔"

"آپ ہمارے لیے اب بھی بہت کچھ کر سکتے ہیں۔"

"کیا مطلب؟" سیکون نے چونک کر کہا۔

"یہ کیس آخر ختم ہو جائے گا ... اگر ہم زندہ بچ گئے تو آپ کو بتائیں گے... آپ ہمارے کس طرح کام آ سکتے ہیں..."

"اگر ایسا ہو تو مجھے اور صدر صاحب کو بہت خوشی ہو گی ... وہ بھی میری طرح بہت غمگین ہیں۔"

"خیر... ہم آپ کو بتائیں گے۔"

"ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔"

"اور وہ کیا۔"

"ان لوگوں کا جو پروگرام ہے... وہ ملک کے سب سے بڑے گراؤنڈ میں ہے... یہ تینوں پارٹیوں کو اس میدان کے درمیان میں لے جائیں گے...اس میدان کے چاروں طرف

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی بڑی اسکرینیں لگائی جائیں گی... آخر آپ لوگ وہاں کیا کرسکیں گے۔''

شوکی یہ سن کر مسکرایا... پھر بولا:

'' جو موقعے پر سوجھ گئی... وہ کریں گے... چوہوں کی طرح جان نہیں دیں گے انشاء اللہ!''

'' میں نے مان لیا... فرض کیا آپ لوگوں کی کوئی تدبیر کارگر ہوگئی، تو بھی آخر انشارجہ سے کیسے نکل آئیں گے... نہیں نہیں... یہ ناممکن ہے... یہ آپ لوگوں کی زندگیوں کی آخری مہم ہے۔''

'' اگر اللہ کو یہ منظور ہے تو ہم کیا کرسکتے ہیں... لیکن ہم لوگ آخری لمحے تک آخری کوشش کرنے کے عادی ہیں... اور وہ ہم کریں گے، لہٰذا وہ آرام سے تو بیٹھے نہیں رہیں گے۔''

'' یہ بات تسلیم... لیکن وہ آخر انشارجہ کے مقابلے میں کیا کرلیں گے... وہاں کتنے انتظامات ہوں گے، آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔''

'' ہم سوچ سکتے ہیں... آپ پریشان نہ ہوں۔''

اور پھر وہ راڈرک پیٹر کے گھر کے سامنے پہنچ گئے...

... دروازہ خود راڈرک نے کھولا اور انہیں دیکھ کر مسکرایا:

''بہت خوب چیف... ہم لوگ آپ سے ہر ممکن تعاون کریں گے... آپ کے ملک کو کسی مشکل میں نہیں ڈالیں گے۔''

''شکریہ مسٹر راڈرک۔''

''تم لوگ اندر آجاؤ... اور مسٹر چیف آپ تشریف لے جائیں... ان لوگوں کو انشارجہ کے سفر پر روانہ کر دیا جائے گا اور ہماری ذمے داری ختم ہو جائے گی۔''

'' ٹھیک ہے مسٹر راڈرک۔''

سیکون نے ان سے غمگین انداز میں ہاتھ ملایا اور جانے کے لیے مڑ گیا۔انہوں نے صاف محسوس کیا تھا کہ اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے... گویا اسے یقین تھا کہ وہ انہیں آخری بار دیکھ رہا ہے۔

جونہی وہ اندر داخل ہوئے... دروازہ خود بخود بند ہوگیا اور ایک آواز ابھری:

'' خوش آمدید تیسری پارٹی... تم لوگوں ہی کا انتظار تھا...''

☆☆☆☆☆

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کون جیرال؟

انہوں نے کمرے ادھر ادھر دیکھا ... کوئی نظر نہ آیا:

" ہائیں مسٹر پیٹرک راڈر... یہ... یہ کون بولا تھا۔"

آفتاب نے حیران ہو کر چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" یہ مسٹر سپ ہیں... اس سارے پروگرام کے انچارج، تمہاری زبان میں روح رواں اور تمہاری اطلاع کے لیے عرض کردوں، میرا نام پیٹرک راڈر نہیں ... بلکہ راڈرک پیٹر ہے۔"

" مم... معافی ... معافی چاہتا ہوں۔" آفتاب ہکلایا۔

" ابھی کیا ہے ... ابھی تو تمہیں قدم قدم پر معافی مانگنا ہوگی۔" راڈرک ہنسا۔

" جی ... وہ کیوں ؟"

" بس دیکھتے جاؤ ... ان کے بارے میں حکم ہے مسٹر سپ۔"

" انہیں بھی ان کے ساتھیوں کے پاس پہنچا دو ...اور کرسیوں پر بٹھا دو اور بھوکے ہوں تو پہلے کھانا کھلا دو ... کیونکہ انشارجہ کے نیشنل گراؤنڈ میں یہ ہمیں زندہ سلامت درکار ہیں۔"

" آپ فکر نہ کریں سر۔"

یہ کہہ کر وہ ان کی طرف مڑا:

" چلو بھئی ... اور امید ہے کہ تم کوئی شرارت نہیں کرو گے۔"

" جب تک ہم اپنے ساتھیوں تک نہیں پہنچ جاتے ... اس وقت تک کوئی شرارت نہیں کریں گے۔" شوکی بولا۔

" اور اس کے بعد ؟"

" اس کے بعد کے بارے میں ہم کوئی وعدہ نہیں کریں گے۔"

" کوئی پروا نہیں ... اس کے بعد تم کوئی شرارت کرنے کے قابل ہی رہ نہیں جاؤ گے۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اللہ مالک ہے۔"

اور پھر وہ انہیں اسی عمارت کے ایک کمرے تک لے آیا:

"دروازہ کھولو اور اندر چلے جاؤ۔"

"بہت بہتر!"

وہ اندر داخل ہوگئے، فوراً ہی دروازہ بند ہوگیا۔ انہوں نے دیکھا، دونوں پارٹیاں کرسیوں پر سیدھی بیٹھی تھیں:

"السلام علیکم۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

"وعلیکم السلام۔"

"آپ لوگ اس طرح کرسیوں پر کیوں بیٹھے نظر آرہے ہیں۔" شوکی بولا۔

"ابھی تم بھی بیٹھے نظر آؤ گے۔" فاروق ہنسا۔

"آخر کیوں۔"

"بھوک... بھوک تمہیں کرسیوں پر لے آئے گی۔"

"لیکن مسٹر سپ نے تو کہا ہے... پہلے انہیں کھانا کھلایا جائے... پھر کرسیوں پر بٹھایا جائے۔"

"ہاں! ہمیں بھی پہلے کھانا کھلایا گیا تھا۔" آفتاب نے

کہا۔

"بات کیا ہے... آپ سب بہت بجھے بجھے نظر آرہے ہو۔"

"تم لوگوں کا انتظار کرتے کرتے یہ حال ہوگیا ہے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"مصیبت میں خود پھنستے ہیں اور منہ اس طرح بناتے ہیں جیسے سارا قصور ہمارا ہے۔" آصف نے جل کر کہا۔

"قصور تو خیر ہمارا بھی نہیں۔"

"میرا خیال ہے... ہمیں خوش گوار انداز میں ملاقات کرنی چاہیے... ورنہ مسٹر سپ کیا کہیں گے... پہلے ہی وہ ہمیں نیچا دکھانے کا پروگرام بنائے ہوئے ہیں۔" فرزانہ نے جلدی سے کہا۔

"لیکن ہم تو پہلے ہی نیچے ہیں۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"دھت تیرے کی۔" محمود نے جھلا کر کہا... لیکن وہ اپنی ران پر ہاتھ نہ مار سکا... کیونکہ وہ تو ہاتھوں پیروں کو حرکت دینے کے قابل تھے ہی نہیں۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مکھن... تم ذرا محمود کی ران پر ہاتھ مارو۔" فاروق بولا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔"

"بے چارے نے دھت تیرے کی کہا ہے نا... لیکن ران پر ہاتھ نہیں مار سکا... یہ کام تم کر گزرو۔"

"اچھا۔" مکھن نے کہا اور محمود کی ران پر آہستہ سے ہاتھ دے مارا۔ ساتھ ہی اس کے منہ سے دل دوز چیخ نکل گئی... وہ اچھل کر دیوار سے جا ٹکرایا اور پھر فرش پر گرتے ہی ساکت ہوگیا۔

"ارے باپ رے... ان کرسیوں میں تو کرنٹ ہے۔" شوکی کانپ گیا۔

"اور اس کا مطلب ہے... ہم سب کے جسموں میں اس وقت کرنٹ دوڑ رہا ہے اور ہمیں اس کا پتا بھی نہیں۔"

"خیر کوئی بات نہیں... اب ہم ان حضرات کو نہیں چھوئیں گے۔"

"اور جب بھوک کے ہاتھوں مجبور ہو جاؤ تو بتا دینا... کھانا آجائے گا۔" سپ کی آواز ابھری۔

"وہ کھانا جسے کھا کر تم بھی ہم جیسے ہو جاؤ گے اور ان کرسیوں پر بیٹھ جاؤ گے۔" فاروق ہنسا۔

"آخر یہ بات کیا ہوئی... اگر ان لوگوں کو ہمیں انشارجہ لے جانا ہے تو لے جائیں۔"

"ایسے کیسے لے جائیں گے... یہ ہم سے ڈرتے ہیں... جانتے ہیں، ہم کوئی نہ کوئی چال چل جاتے ہیں... اور آخر میں انہیں شکست دے کر انہیں آئینہ دکھا جاتے ہیں... اس بار انہوں نے ہمارے خلاف مہم کا انچارج ایک ایسے شخص کو بنایا ہے جو کسی صورت شکست کا سامنا نہیں کرنا چاہتا، لہٰذا یہ صاحب اصل مقام تک لے جانے سے پہلے ہی ہماری ساری طاقت سلب کر لینا چاہتے ہیں۔"

"یہ تو کوئی انصاف نہ ہوا۔" شوکی نے بُرا سا منہ بنایا۔

"انصاف کیا جائے گا۔" سپ کی آواز ابھری۔

"کیا مطلب... کیسے کیا جائے گا، ہمیں تو یہاں دور دور تک انصاف نظر نہیں آرہا... اور ایسے موقعے پر ہمیں جیرال بہت یاد آرہا ہے... دشمن تو وہ تھا۔"

"کیا مطلب... کون جیرال۔" سپ نے حیران ہو کر

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہا۔

"لو! ہمارے نئے دشمن جیرال کو نہیں جانتے ... ۔"

فاروق نے بھنائے ہوئے انداز میں کہا۔

"خیر میں جیرال کی تاریخ پڑھ لوں ۔ اور تم بے فکر رہو ... تمہیں انصاف ملے گا ... لیکن انشارجہ کے میدان میں جا کر ... وہاں تم لوگوں کے جسموں میں پوری طاقت ہوگی ... فکر نہ کرو۔"

"تو یہیں پوری طاقت آجانے دیں۔"

"میں اتنا بے وقوف نہیں۔" سپ ہنسا۔

"تب پھر جتنے ہیں، بتا دیں۔" آفتاب بولا۔

"کیا؟"

"بے وقوف۔"

"لگتا ہے ... تم یہیں موت کا مزہ چکھنا چاہتے ہو۔"

"اس صورت میں آپ اس میدان میں نہیں لے جا سکیں گے۔"

"یہی تو مشکل ہے ... ورنہ میں تم سب کو کب کا دوسری دنیا پار کرا چکا ہوتا۔"

"خیر ایسی بھی بات نہیں۔" فاروق مسکرایا۔

"کیسی۔"

"کہ آپ ہمیں کب کے پار کر چکے ہوتے ... یہ صرف آپ کا خیال ہے ... ایسا ہو جاتا، یہ آپ یقین سے نہیں کہہ سکتے ... آخر اللہ تعالیٰ نے ہم میں کوئی بات تو رکھی ہے کہ پورا انشارجہ ہمیں اپنے میدان میں ذلیل اور رسوا ہوتے دیکھنا چاہتا ہے۔" فاروق نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں! واقعی ... یہ بات ہے ... ویسے میں حیران ہوں ... آخر تم نے اتنا نام کیسے پالیا ... مجھے تو اب تک تم میں کوئی زیادہ خاص بات نظر نہیں آئی۔"

"چلیے تھوڑی بہت تو نظر آئی ہے نا۔" آفتاب نے جلدی سے کہا۔

"ہاں یہ تو خیر ہے ... لیکن جس حد تک تم میں کوئی بات نظر آئی ہے ... اس کا اندازہ لگا کر میں کہہ سکتا ہوں کہ تم انشارجہ کے میدان میں کچھ نہیں کر سکو گے ... مکمل طور پر ناکام ہو جاؤ گے۔"

"اللہ مالک ہے۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اوکے!"

تھوڑی دیر بعد شوکی برادرز کے لیے کھانا آ گیا ... بھوک تو انہیں پہلے ہی محسوس ہو رہی تھی ... پھر بھی انہوں نے اپنے ساتھیوں کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا:

"مجبوری ہے شوکی... کھانا پڑے گا ... جب تک تم یہ کھانا نہیں کھاؤ گے، اس وقت تک تم کرسیوں پر نہیں بیٹھو گے ... اور یہ لوگ ہمیں یہیں رکھیں گے... اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا... لہٰذا بسم اللہ پڑھ کر کھا لو۔"

"آپ کہتے ہیں تو کھا لیتے ہیں۔" مکھن نے برا سا منہ بنایا۔

"کیا مطلب ... یعنی اگر ہم نہیں کہیں گے تو تم یہ کھانا نہیں کھاؤ گے۔"

"پپ... پتا نہیں ..." وہ ہکلایا۔

اور وہ مسکرا کر رہ گئے ... پھر انہوں نے کھانا کھا لیا ... کھانے کے چند منٹ بعد ہی ان پر گہری نیند طاری ہوگئی اور وہ کسی طرح بھی اس نیند کو روک نہ سکے۔

اس کے ایک گھنٹے بعد کمرے میں ایک دروازہ کھلا

اور چار آدمی اندر آئے... انہوں نے ان چاروں کو اٹھا کر کرسیوں میں بٹھا دیا اور پھر ایک بٹن دبا دیا ... بٹن کے دباتے ہی کرسیوں کے نظر نہ آنے والے تسمے ان کے گرد کس گئے... پھر وہ چاروں چلے گئے ... دروازہ بند ہوگیا:

"اب یہ بے چارے کئی گھنٹے بعد ہوش میں آئیں گے۔"

"ہاں! آؤ... ہم بھی سو جائیں گے ... کیا کریں گے جاگ کر ... اب تو جو ہوگا ... انشارجہ کے میدان میں ہوگا۔"

"ایسی بات نہیں۔" انہوں نے سپ کی آواز سنی۔

"کیا مطلب؟" انسپکٹر جمشید نے چونک کر کہا۔

"انشارجہ کے میدان سے پہلے بھی کچھ مختصر پروگرام ہیں... ان پروگراموں سے گزر کر انشارجہ کا میدان آئے گا۔"

"کوئی پروا نہیں۔"

پھر خاموشی چھا گئی ... انہیں بھی نیند نے آلیا... آنکھ کھلی تو وہ ایک ہوائی جہاز میں تھے... اور جہاز بادلوں میں سے گزر رہا تھا ... اس لمحے انہوں نے ہاتھ پیر ہلانے کی کوشش کی ... لیکن ہلا نہ سکے ... گویا وہ دوا انہیں نیند کی حالت

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں بھی دی گئی تھی :

"مسٹر سپ نے تو کہا تھا ... ہماری سلب کی گئی طاقت ہمیں لوٹا دی جائے گی ۔"

"ایسا وہ شاید انشارجہ کے میدان میں کریں گے ... اس سے پہلے نہیں۔ دراصل یہ لوگ ہم سے بہت زیادہ خوف زدہ ہیں ۔"

"اللہ ان کے خوف میں اضافہ کر دے... اور ہماری طاقت بحال کر دے ۔" پروفیسر داؤد نے دعا مانگی ۔

"آمین !" سب نے ایک آواز ہوکر کہا ۔

ان کا یہ سفر تقریباً 16 گھنٹے کا تھا... وہ اس سے بری طرح تنگ آگئے... راستے میں دو جگہ جہاز اترا بھی تھا... یعنی ... کسی ملک کے ائرپورٹ پر تھوڑی دیر کے لیے اترا تھا... اور پھر پرواز کر گیا تھا ... اس کے بعد جب وہ اترا تو انہیں بتایا گیا تھا :

"آپ انشارجہ پہنچ گئے ...اپنے استقبال کے لیے تیار ہوجائیں ۔"

☆☆☆☆☆

سفید دانت

انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا...ان کے جسموں میں اب بھی طاقت نہ ہونے کے برابر تھی...وہ مشکل سے اٹھ سکتے تھے اور شاید اپنے پیروں پر چلنا تو ان کے لیے ابھی ممکن نہیں تھا:

"ان حالات میں ہم کیا کرسکیں گے جمشید ۔" پروفیسر داؤد بولے ۔

"صبر ۔" انہوں نے کہا ۔

"اوہ ہاں! ہم صبر تو کرسکیں گے ... واقعی جمشید ! تمہارا جواب نہیں ۔"

"چلیے شکر ہے ... آپ نے یہ تو کہا ۔"

"یہ تو میں ایک مرتبہ اور کہہ سکتا ہوں ... یہ لو سنو ... اوہ

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہاں ہم صبر تو کر سکیں گے ۔ واقعی جمشید تمہارا جواب نہیں ۔''

وہ سب مسکرا دیے... اس جہاز میں صرف انہیں لایا گیا تھا۔ گویا یہ چھوٹا سا چارٹر طیارہ تھا... جلد ہی جہاز رک گیا ... اور کئی سیاہ فام اندر آ گئے... انہوں نے ان سب کو بغلوں میں ہاتھ ڈال کر اٹھایا اور پھر ایک بازو سے پکڑ کر انہیں چلنے کے لئے آگے کی طرف جھٹکا دیا۔

سب سے آگے خان رحمان تھے... انہوں نے قدم اٹھانے کی کوشش کی، لیکن اٹھا نہ سکے:

''مجھ سے قدم نہیں اٹھ رہے۔''

سیاہ فام نے سوالیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھا... اب انہوں نے اپنا جملہ انگریزی میں کہا... سیاہ فام نے اب بھی سوالیہ انداز میں ان کی طرف دیکھا، گویا وہ اب بھی ان کی بات نہیں سمجھا تھا۔

''اب میں اس سے کس زبان میں بات کروں۔''

''اشاروں کی زبان میں۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

انہوں نے اشارے سے بتایا کہ وہ چل نہیں سکتے۔ سیاہ فام نے دانت نکال دیے۔ بالکل سیاہ رنگ پر سفید دانت

بہت خوفناک لگے... ادھر سیاہ فام نے انہیں اٹھا کر کندھے پر ڈال لیا۔ وہ بہت لمبا تڑنگا اور طاقت ور تھا... اس نے انہیں ہلکے پھلکے بچے کی طرح اٹھا لیا... اب اس کے باقی ساتھیوں نے بھی یہی کیا، انہیں اٹھا اٹھا کر کندھوں پر ڈال لیا اور لے چلے باہر کی طرف، پھر جونہی وہ ائرپورٹ کی عمارت سے نکلے ... انہیں وہاں بے پناہ ہجوم نظر آیا... اور اسپیکر پر بلند آواز میں اعلان کیا جا رہا تھا... انگریزی زبان میں یہ اعلان گویا بار بار دہرایا جا رہا تھا:

''خواتین و حضرات... تیار ہو جائیے... ہمارے بہت ہی معزز مہمان تشریف لانے والے ہیں... یہ لوگ پاک لینڈ کے مانے ہوئے سراغرساں اور انتہائی ذہین لوگ ہیں... پاک لینڈ کی حکومت بھی انہیں اپنے بہت بڑے ہیروز تسلیم کرتی ہے... ان لوگوں نے ہمارے بے شمار ہیروز کی زندگیاں ختم کر دیں ... آپ لوگوں نے جیرال کا نام تو سنا ہوگا۔''

''کیوں نہیں... کیوں نہیں۔'' آوازیں ابھریں۔

''ان لوگوں نے ہمارے اتنے بڑے ہیرو کو موت کی نیند سلایا ہے... اور آپ لوگوں نے سی مون، افضال، جی موف،

ندیم
Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لی کاف جیسے بڑے بڑے ہیروز کے نام بھی تو سنے ہوں گے ...''

'' بالکل ... کیوں نہیں سنے۔''

'' وہ سب ان لوگوں کے ہاتھوں مارے گئے...اور بھی بہت سے ایسے نام ہیں ... اب میں کون کون سا نام گنواؤں۔ آپ لوگوں کو بھی کچھ نام تو معلوم ہوں گے۔''

'' ہاں ہاں... بالکل۔'' ایک شور گونجا۔

'' تو پھر اس بار ہم نے ان کے مقابلے پر بھیجا تھا مسٹر سپ کو۔''

'' کیا !!! '' حیرت زدہ آوازیں ابھریں۔

'' ہاں! ہم نے سوچا، یہ لوگ ہمارے بہت بڑے بڑے ہیروز کو شکست دے چکے ہیں اور انہیں جان سے مار چکے ہیں تو کیوں نہ کوئی ایسا آدمی ان کے مقابلے پر بھیجا جائے ... جو انہیں تگنی کا ناچ نچا ڈالے گا اور ایسا ہوگیا، یہ لوگ تگنی کا ناچ ناچتے ہوئے آخر یہاں آگئے ہیں اور اب نیشنل گراؤنڈ میں پوری دنیا کے سامنے انہیں دوسری دنیا کے سفر پر روانہ کیا جائے گا۔''

بے پناہ شور گونج اٹھا... تالیوں کی آوازوں نے ایک عجیب سماں باندھ دیا... ایسے میں آواز پھر ابھری:

'' بس اب انہیں راستہ دے دیا جائے ... اب ان کے ساتھ جو کچھ ہونا ہے، نیشنل گراؤنڈ میں ہوگا۔''

اب لوگ دو طرف ہٹ گئے ... گویا ان کے لیے درمیان میں راستہ بنا دیا گیا ...وہ اس راستے سے گزرنے لگے ... وہ سب لوگ بیہودہ جملے کہہ رہے تھے ... تالیاں بجا رہے تھے ... شور مچا رہے تھے، سیٹیاں بجا رہے تھے...جبکہ یہ سب پر سکون انداز میں آگے بڑھ رہے تھے... سیاہ فاموں نے انہیں پکڑ رکھا تھا... کیونکہ خود سے چلنے کے قابل تو وہ تھے ہی نہیں۔

اور پھر انہیں ایک بڑی گاڑی تک لایا گیا ... وہ گاڑی ایسی تھی، جیسی جیل کے قیدیوں کو لے جانے والی گاڑی ہوتی ہے... انہیں اس میں بٹھا کر دروازہ بند کر دیا گیا ...اس گاڑی کے آگے پیچھے بے شمار حفاظتی گاڑیاں چل پڑیں...وہ سب مسلح فوجیوں سے بھری پڑی تھیں...مطلب یہ کہ انہوں نے ان کے فرار کے تمام راستے مکمل طور پر بند کر

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیے تھے...اگرچہ وہ اس وقت فرار ہونے کے قابل تھے ہی نہیں ... ظاہر ہے ، وہ تو بغیر سہارے کے چل ہی نہیں سکتے تھے... تو بھاگ دوڑ کیسے کر سکتے تھے ۔

بند گاڑی آدھ گھنٹے کے سفر کے بعد رکی اور اس کا پچھلا دروازہ کھولا گیا ...انہوں نے دیکھا... گاڑی کسی بند عمارت میں لائی گئی تھی ... گویا اس عمارت کے دروازے اب بند کر دیے گئے تھے اور گاڑی کے چاروں طرف بھی مسلح فوجی موجود تھے ۔

ان فوجیوں کے گھیرے میں انہیں ایک بڑے کمرے میں لایا گیا :

'' اس کمرے میں داخل ہو جاؤ ... جب تک تم لوگوں کو نیشنل گراؤند میں نہیں لے جایا جاتا ، اس وقت تک تم لوگوں کو اس کمرے میں رہنا ہوگا ... کھانے پینے کی چیزیں اندر ہی موجود ہیں... تم لوگ یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کرنا چاہو تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا ۔''

'' نہیں !'' انسپکٹر جمشید نے بس اتنا کہا۔

'' نہیں کیا ؟''

'' ہم ایسی کوشش نہیں کریں گے ... کیونکہ ہم آپ لوگوں کا نیشنل گراؤنڈ دیکھنا چاہتے ہیں۔''

'' بس تو پھر ... اب وہیں ملاقات ہوگی ... اس عمارت کو عام عمارت خیال نہ کرنا... یہاں سے آج تک کوئی فرار نہیں ہوسکا ۔''

''ہمارا یہ ارادہ ہے ہی نہیں ... ہوتا تو آپ کو دکھا دیتے ۔''

'' ناممکن ۔''

'' ہم فیصلہ کر چکے ہیں ... نیشنل گراؤنڈ میں جانے کا... اس لیے چیلنج نہیں کریں گے ۔'' انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے ۔

اور پھر کمرے کا دروازہ بند کر دیا گیا ... انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا... کمرے میں روشنی کا انتظام تھا... وہاں غسل خانہ بھی تھا اور دوسری سہولتیں بھی ...فریج بھی موجود تھا ... ظاہر ہے ، اس میں کھانے پینے کی چیزیں بھی موجود ہوں گی ...اور اس کا مطلب تھا ، اب اس کمرے کا دروازہ اسی دن کھولا جانا تھا جب ان کا پروگرام نیشنل گراؤنڈ لے جانے کا تھا... وہ دن کب آنے والا تھا ... یہ

Uploaded By Muhammad Nadeem

ندیم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انہیں معلوم نہیں تھا۔

پھر وہ فرش پر لیٹ گئے... کمرے میں بستروں کا کوئی انتظام نہیں تھا۔

انہیں اس کمرے میں تین دن گزارنے پڑے... وہ وقت پر کھانا کھاتے رہے... آپس کی باتیں بھی وقت گزارنے میں مددگار ثابت ہوئیں... اور آخر کار تین دن بعد کمرے کا دروازہ کھولا گیا... اس وقت صبح کا وقت تھا اور ابھی انہوں نے ناشتا نہیں کیا تھا:

"آج نیشنل گراؤنڈ کا دن ہے اور آج کا دن تم لوگوں کی زندگیوں کا آخری دن ہے۔" انہیں بتایا گیا۔

"یہ تو صرف اللہ کو پتا ہے۔"

"نہیں بلکہ! ہمیں بھی پتا ہے۔"

"یہ آپ کہہ سکتے ہیں... ہم نہیں۔"

"کوئی بات نہیں... باہر گاڑی کھڑی ہے... اب تو تم لوگ چل پھر سکتے ہو نا... کیونکہ تین دن تک تم لوگوں کو کوئی دوا نہیں دی گئی... مسٹر سپ نے وعدہ کیا تھا... اس گراؤنڈ میں تم لوگوں کی طاقت بحال ہو چکی ہوگی... تو دیکھ لو، ایسا ہی

ہے۔"

"یہ ٹھیک ہے... ہم اب چل پھر سکتے ہیں... لیکن پہلے کی سی طاقت اپنے جسموں میں محسوس نہیں کر رہے..."

"اچھی بات ہے... گراؤنڈ میں تم لوگوں کو ایسی دوا دی جائے گی جس سے تمہاری طاقت بحال ہوجائے گی... یہ مسٹر سپ کا وعدہ ہے۔"

"دیکھتے ہیں... وہ اپنا وعدہ پورا کرتے ہیں یا نہیں۔"

"وہ ضرور ایسا کریں گے۔"

اور پھر انہیں بند گاڑی میں بٹھا دیا گیا... وہ فیصلہ کر چکے کہ میدان میں پہنچنے سے پہلے کچھ نہیں کریں گے، آخر گاڑی روانہ ہوئی... ظاہر ہے... اس وقت بھی حفاظتی انتظامات اسی انداز میں کیے گئے تھے جس انداز کے انہیں لاتے وقت کیے گئے تھے... ایک فیصلہ انہوں نے اشاروں ہی اشاروں میں یہ کیا تھا کہ اس قسم کی کوئی بات نہیں کریں گے جس سے دشمن کسی بھی قسم کا کوئی اندازہ لگا سکیں... تاہم ان کی ادھر ادھر کی باتیں اس وقت بھی جاری تھیں... فاروق کہہ رہا تھا:

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اللہ کا شکر ہے ... اس کمرے سے تو نجات ملی ... اب کھلی ہوا میں سانس لے سکیں گے۔"

"لیکن کتنی دیر ... اگلے تو ہمیں دوسرے جہان پہنچانے کی تیاریاں کر چکے ہیں۔" آفتاب نے منہ بنایا۔

"اس وقت سے پہلے پہلے۔" شوکی نے فوراً کہا۔

"دماغ تو نہیں چل گیا ... میں بات کر رہا ہوں آفتاب سے، بول پڑے تم۔"

"اسے کہتے ہیں... پتا نہیں اسے کیا کہتے ہیں ... خیر جو بھی کہتے ہیں...اسے دفع کریں... گراؤنڈ کے بارے میں سوچیں۔" مکھن نے جلدی جلدی کہا۔

"کیا ضرورت ہے... دیکھ ہی لیں گے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"ہاں اور کیا ... ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔" فرزانہ مسکرائی۔

"لڑکی ہونا ... محاورے بھی وہ بولو گی جن میں لڑکیوں کی چیزیں ہوں..." آصف جل گیا۔

"آصف تمہیں تو یہ کہنا چاہیے تھا کہ اس وقت اس محاورے یا ضرب المثل کا کون سا موقع تھا۔" فرحت نے جلدی

سے کہا۔

"میرا خیال ہے... یہ بے موقع تھا۔" فاروق مسکرایا۔

"اوٹ پٹانگ باتوں کا پیریڈ شروع ہوگیا بھئی... ہوشیار۔" انسپکٹر جمشید نے اپنے بڑے ساتھیوں کو خبردار کیا۔

"اس میں ہوشیار ہونے کی کون سی بات ہے ...زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ ہم ان کی باتوں کی رو میں بلکہ ریلے میں بہہ جائیں گے۔"

"ہاں اور کیا ...بہتے ہیں تو بہہ جائیں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے سر ہلایا۔

"کیا بہہ جائیں ... کون بہہ جائیں۔" پروفیسر داؤد اچانک بے دھیانی کے عالم میں بولے ... وہ کسی گہری سوچ میں غرق تھے۔

"جی ہاں ہم ... باتوں کی رو میں... بلکہ ریلے میں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"اوہ اچھا ... ہاں ٹھیک ہے... باتوں کی رو میں تو بہنا ہی پڑتا ہے... یہ رو ہے ہی ایسی۔" انہوں نے جلدی سے کہا۔

"لیکن پروفیسر انکل ...ہم تو اس سے بھی ایک قدم آگے

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باتوں کے ریلے میں بہنے کی بات کر رہے تھے۔''

'' وہ تمہاری مرضی ... ضرور کرو ...'' وہ خوش ہو کر بولے۔

'' آپ ... آپ ٹھیک تو ہیں... مم... میرا مطلب ہے ... دماغی اعتبار سے ... کہیں بند کمرے میں رہنے سے آپ کے دماغ پر اثر تو نہیں ہو گیا۔'' انسپکٹر جمشید نے گھبرا کر کہا۔

'' ارے نہیں ... ایسی کوئی بات نہیں ۔'' وہ بولے ۔

'' اللہ کا شکر ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ...'' خان رحمان نے خوش ہو کر کہا۔

عین اس وقت گاڑی ایک جھٹکے سے رک گئی ۔ وہ چونک اٹھے۔

☆☆☆☆☆

کیسے مہمان

'' کیا ہوا ... کیا ہم نیشنل گراؤنڈ پہنچ گئے ۔'' انسپکٹر جمشید نے جلدی سے پوچھا۔

'' ابھی نہیں... آمنے سامنے کی ٹریفک روک دی گئی ہے ...وہ اس طرف سے بہت ہی خاص قسم کے مہمان آ رہے ہیں ... مہمانوں کا گویا ایک قافلہ چلا آ رہا ہے۔'' انہیں بتایا گیا۔

'' مہمانوں کا قافلہ ؟'' مارے حیرت کے فاروق کے منہ سے نکلا ۔

'' کیوں! اس میں حیرت کی کیا بات ہے ۔'' گاڑی کے اگلے حصے سے کسی نے پوچھا ۔

'' میرا مطلب ہے ... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔''

'' کیا مطلب ؟'' اگلے حصے سے کسی نے حیران ہو کر

ندیم

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پوچھا۔

" بتاؤ اب مطلب !" آفتاب جھلا کر بولا ۔

" اوہو بھائی انگارے چبانے کی کیا ضرورت ہے ۔"

" اب یہاں اس گاڑی میں اور کیا چباؤں ... ناکوں چنے تو چبانے سے رہا ۔" فاروق نے جلے کٹے انداز میں کہا ۔

" کاٹ کھانے کو نہ دوڑو... جو چبانا ہے ، چبا لو ۔" آصف نے منہ بنایا۔

" لگتا ہے ... سب مجھ سے خار کھائے بیٹھے ہیں ۔"

" قسم لے لو ... جو میں نے خار کھائی ہو ۔" مکھن نے فوراً کہا ۔

اس پر سب مسکرا دیے:

" ارے بھائی تم نے بتایا نہیں ... یہ کیسے مہمان ہیں ... جنہوں نے ہم جیسوں کی گاڑی بھی روک دی ہے ۔"

" بات دراصل یہ ہے کہ اس پروگرام کے لیے انشارجہ نے اپنے تمام دوست ملکوں کے حکمرانوں اور ان کے وزیروں اور مشیروں کو دعوتیں دی ہیں... لہذا دور دور سے لوگ اس پروگرام سے لطف اندوز ہونے کے لیے آ رہے ہیں۔"

" اوہو ! اچھا... اتنے بڑے پیمانے پر ہمارا مذاق اڑایا جائے گا ۔"

" یہی سمجھ لیں ۔" آگے سے کہا گیا ۔

"اس کا مطلب ہے... ان مہمانوں میں کسی ایشیائی ملک کا حکمران ہوگا یا نہیں ۔" خان رحمان بول پڑے۔

" یہ کیسے کہہ دیا آپ نے ... ایشیائی سربراہان مملکت بھی آ رہے ہیں اور اس وقت بھی ہمارے سامنے تمبولی کے سلطان گزر رہے ہیں ۔"

" کیا کہا ... قبولی کے حکمران ... یہ تو بالکل چھوٹا سا ملک ہے ... انسپکٹر جمشید نے چونک کر کہا ۔

" چھوٹا سا ہے ... لیکن ہے تو ایشیائی ملک نا... عرب حکمرانوں کو خاص طور پر بلایا گیا ہے ۔"

" لیکن کیوں... جب یہ پروگرام پوری دنیا کو ٹی وی پر دکھایا جارہا ہے . . . تو اتنے لوگوں کو یہاں بلانے کی کیا ضرورت تھی ... یہ سب لوگ اپنے ملک میں رہتے ہوئے سب کچھ دیکھ سکتے تھے ۔" انسپکٹر کامران مرزا نے حیران ہو کر کہا۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK
Uploaded By Muhammad Nadeem

"اسکرین پر دیکھنے میں اور حقیقت میں دیکھنے میں بہت فرق ہے، جو مزہ یہاں دیکھ کر آئے گا ... وہ سکرین پر نہیں آسکتا۔" کہا گیا۔

"ہوں! آپ ٹھیک کہتے ہیں ... اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ ان لوگوں کو پہلے ہی بلا لیا گیا تھا۔"

"بالکل ... یہ سب حضرات اس وقت اپنے اپنے ہوٹلوں سے آرہے ہیں... ان ہوٹلوں سے جن میں یہ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ حکومت نے انہیں ٹھہرانے کا ذمہ خود نہیں لیا ... صرف آکر تماشا دیکھنے کی دعوت دی ہے ...یوں بھی یہ حکمران لوگ ہیں... انہیں اخراجات کی کیا پروا..."

"اوہ! تو آپ کو یہ تک معلوم ہے۔"

"ہاں کیوں نہیں ...

"بہت خوب... وہ قبولی کے حکمران گزر گئے ہیں یا نہیں ... اور یہ اکیلے آئے ہیں یا ان کے ساتھ اور لوگ بھی ہیں۔"

"سنا ہے، ان کے ساتھی تیرہ چودہ آدمی ہیں۔"

"اوہو اچھا..." مارے حیرت کے ان کے منہ سے نکلا۔

"کیوں! اس میں حیرت کی کیا بات۔"

"یہ حکمران ہم پر ظلم ہوتا دیکھیں گے ... ہمارے یہ لیے یہ بات بہت حیرت کی ہے۔"

"ہو گی... ہمارے لیے یہ بات بہت مزے کی ہے۔" کہا گیا۔

انہیں ایک گھنٹے تک رکے رہنا پڑا...اس وقت انہیں یاد آیا ... وہ اپنے ملک میں اس طرح روکے جانا بالکل پسند نہیں کرتے ... لیکن آج انہیں بے چارگی کے عالم میں رکنا پڑا تھا ... آخر ایک گھنٹے بعد سڑک کھول دی گئی اور ان کا سفر دوبارہ شروع ہوا ... بیس منٹ بعد ان سے کہا گیا:

"اترنے کے لیے تیار ہوجائیں ... ہم نیشنل گراؤنڈ پہنچ گئے ہیں۔"

اب چونکہ وہ بند گاڑی میں تھے ...انہیں تو کچھ نظر ہی نہیں آرہا تھا...اس لیے صبر اور سکون سے بیٹھے رہے ... گاڑی اب شاید کسی عمارت کے اندر چل رہی تھی، کبھی وہ اوپر ہوتے اور کبھی نیچے ... آخر وہ روک دی گئی ... گاڑی کا پچھلا دروازہ کھلا:

"آپ کی منزل آگئی ... آخری منزل۔" طنزیہ انداز

ندیم
Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں کہا گیا۔

'' اللہ کا شکر ہے۔'' انسپکٹر جمشید کے منہ سے نکلا۔

'' تم اس حالت میں بھی اللہ کا شکر ادا کر رہے ہو۔'' کہا گیا۔

''اللہ کا شکر تو ہر حال میں کرنا چاہیے ... اور اس وقت تو اور زیادہ کرنا چاہیے ... ہم بلا مقصد اپنی جانیں نہیں دے رہے ... ان حالات میں ہم اللہ کا شکر نہ ادا کریں تو کیا کریں۔''

''تمام ملکوں سے مہمان آچکے ہیں...اب بس تم لوگوں کا انتظار تھا... سب کام پروگرام کے مطابق ہو رہا ہے... تمہیں سب سے آخر میں گراؤنڈ لے جایا جانا تھا ... تاکہ جب تم لوگ گراؤنڈ میں پہنچو تو سب لوگ تمہیں دیکھیں۔''

'' چلو یہ اچھا ہے ، تمام کام پروگرام کے مطابق آگے بڑھ رہا ہے۔'' خان رحمان نے خوشی کا اظہار کیا۔

اب انہیں جدید ترین اسلحے کے سائے میں ایک سمت میں لے جایا جانے لگا...وہ راستہ ڈھلوان تھا اور سیڑھیوں کے بغیر تھا، گویا جہاں انہیں جانا تھا...وہ جگہ نشیب میں تھی۔ انہیں

کافی دیر تک چلنا پڑا...پھر ایک پتلی سی گلی میں سے گزارا گیا ... اس گلی کے ختم ہونے پر گراؤنڈ نظر آگیا ، لیکن ابھی اس کی صرف ایک جھلک دکھائی دی تھی ... کیونکہ انہیں ایک تنگ سی بل کھاتی گلی میں سے گزارا جا رہا تھا... گویا وہ کوئی خوفیہ اور پوشیدہ راستہ تھا جس سے انہیں لایا گیا تھا ... آخر یہ گلی ختم ہو گئی... اس وقت پورے گراؤنڈ میں بے پناہ شور گونج رہا تھا۔ کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی ... لیکن جونہی یہ گلی کے سرے پر پہنچے ، شور یک دم تھم گیا ... یوں لگا ... جیسے سب کی آوازیں سلب کر لی گئی ہوں ۔ پھر اسپیکر پر ایک بہت ٹھہری ہوئی آواز سنائی دینے لگی :

'' ہمارے وہ مہمان آگئے ہیں جن کا آپ کو شدت سے انتظار تھا... یہ آہستہ آہستہ گراؤنڈ کے عین درمیان میں پہنچیں گے ... اس طرح کہ آپ سب لوگ انہیں بخوبی دیکھ سکیں گے ... کیمرے اس حساب سے لگائے گئے ہیں کہ اسکرینوں پر جس رخ سے آپ چاہیں ، انہیں دیکھ سکیں گے اور براہ راست آپ انہیں اس رخ سے دیکھ سکیں گے جس رخ پر آپ کی طرف یہ ہیں ... گویا ہر لحاظ سے آسانی ہی آسانی ہے...

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لیجیے! میں ان معزز مہمانوں کا تعارف کرائے دیتا ہوں... مختصر ترین الفاظ میں ان کا تعارف یہ ہے:

"یہ ہیں ہمارے ہیروز کے قاتل اور انشارجہ کے وفادار کے راستے میں رکاوٹ۔"

اتنا کہہ کر وہ آواز رک گئی... انہوں نے بالکل صاف محسوس کیا تھا کہ آواز سپ کی تھی... لیکن وہ کہاں تھا... یہ انہیں معلوم نہیں تھا... کیونکہ آواز تو چاروں طرف سے آرہی تھی... کسی ایک سمت سے نہیں آرہی تھی... انہوں نے سنا، وہ کہہ رہا تھا:

"اب ذرا میں تفصیل سے ان کی تعریف کروں گا۔ یہ اپنے ملک پاک لینڈ کے ہیروز ہیں... ہمارے دشمن۔ ان کے نام ہیں انسپکٹر جمشید، انسپکٹر کامران مرزا، پروفیسر داؤد، خان رحمان، محمود، فاروق، فرزانہ، آفتاب، آصف، فرحت، شوکی، اشفاق، اخلاق، آفتاب.... یہ ان کی ٹیم ہے... ان کی ٹیم کا ایک اہم رکن دنیا کا مشہور ترین شکاری منور علی خان ہے... وہ اس وقت آپ کو ان کے ساتھ نظر نہیں آرہا، ہماری کوششوں کے باوجود میں وہ ان کے ساتھ شامل نہیں ہو سکا

... یہ ان کے نام ہیں۔"

اب میں اپنے ان ہیروز کے نام گنواؤں گا جن کے یہ قاتل ہیں... میں ان کے صرف نام لوں گا... کارنامے تو آپ ان کے جانتے ہی ہیں... لیجیے... نام سنیے:

"جیرال، جیتال، اسابیہ، سی مون، جی موف، روکاف، راٹور، جوناٹ، سرامک، ابطال، موٹال، لی کاف اور ہوسکتا ہے، میں کچھ نام بھول گیا ہوں۔"

"ایک نام تو میں بھی یاد کرا سکتا ہوں۔" ایسے میں محمود نے بلند آواز میں کہا۔

اس کی آواز پورے گراؤنڈ میں گونج گئی... کیونکہ وہاں بھی زمین میں مائیک لگائے گئے تھے:

"کیا مطلب... کون سا نام رہ گیا ہے؟" بے شمار آوازیں ابھریں۔

"مسٹر سپ کا۔"

"دیکھا! ہوگئے نا پاگل... موت کا خوف چیز ہی ایسی ہے... اچھے اچھوں کو پاگل کر دیتا ہے... میں یہاں اس گراؤنڈ کے ایک خاص حصے میں یعنی جو حصہ آپ کی نظروں

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے اوجھل ہے... اس میں موجود ہوں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کے ہاتھوں مارے جانے والوں میں میرا نام بھی شامل کر لیا جائے۔''

'' میرا مطلب ہے ... اب آپ کی باری ہے۔'' محمود ہنسا۔

'' گویا تم سمجھتے ہو، یہاں سے بچ کر چلے جاؤ گے اور ساتھ میں مجھے بھی ہلاک کر کے جاؤ گے۔'' سپ ہنسا۔

'' میں نے یہ نہیں کہا ... میں نے کہا ہے ... اب آپ کی باری ہے... کیونکہ ہمارے ملک میں ایک ہم ہی نہیں ہیں... ہم سے بڑھ چڑھ کر لوگ ہیں ... ہمارے بعد وہ میدان میں آئیں گے ...''

'' خیر خیر... یہ تو دور کی بات ہوگئی۔''

'' دور کی بات نزدیک کی بات بنتے دیر نہیں لگتی۔'' محمود نے جواب دیا۔

باقی ساتھی خاموش تھے اور حیرت زدہ انداز میں محمود کی طرف دیکھ رہے ... کیونکہ ان میں سے کسی نے محمود سے نہیں کہا تھا کہ وہ بات کرے... وہ خود ہی شروع ہوگیا تھا ...

لیکن انہوں نے کوئی ناگواری محسوس نہیں کی تھی ... بلکہ اس کے اس انداز میں بات کرنے پر وہ خوشی محسوس کر رہے تھے:

'' میں باتیں کرنے کا قائل نہیں ہوں... کام کرتا ہوں... اور یہ میرا ہی کام تھا... تم لوگوں کو یہاں تک لے آیا... تمہاری ہر کوشش کو ناکام بنا دیا۔''

'' ایسی بات نہیں۔'' اب انسپکٹر جمشید بول اٹھے۔

'' ایسی بات نہیں... کیا مطلب ... سپ کے لہجے میں حیرت تھی۔

'' ہم نہ یہ چاہا ہی نہیں کہ یہاں تک نہ آئیں ... ورنہ ہم کوئی نہ کوئی رکاوٹ پیدا کرنے کے قابل ہو سکتے تھے ... لیکن اب اس بات کا کیا فائدہ ... ہم یہاں موجود ہیں... آپ اپنا پروگرام کرلیں . . . اپنی بہادری کے ڈنکے بجا لیں... لیکن انصاف پسند دنیا کبھی بھی اسے آپ کی بہادری نہیں گردانے گی... شروع سے لے کر آخر تک آپ ہمیں دواؤں کے ذریعے بے کار کیے رہے ... ہم ہاتھ پیر ہلانے کی پوزیشن میں آئے ہی نہیں... کیا یہ بہادری تھی ... ہم آج بھی جیرال کی بہادری کو یاد کرتے ہیں... اس نے ایسا کوئی

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بزدلانہ کام نہیں کیا... بہادر تو وہ تھا ... آپ نہیں ... آپ بزدل ہیں... اگر آپ میں بہادری ہے تو میں آپ کو للکارتا ہوں... آپ اس بھرے میدان میں آکر مجھ سے مقابلہ کر لیں ... اگرچہ میں اب بھی کمزوری محسوس کر رہا ہوں ، لیکن پھر بھی میں اللہ کی مہربانی سے مقابلہ کروں گا ...'' یہاں تک کہہ کر انسپکٹر جمشید خاموش ہو گئے ۔

''ہم یہاں اپنے پروگرام کے مطابق چلیں گے ... تمہاری للکار پر نہیں ... ہمیں اپنا کام کرنا ہے ... اور وہ یہ کہ تم سب کو یہاں بے بسی کی موت مارنا ہے ...باقی رہی یہ بات کہ تم کچھ کرنے کی پوزیشن میں تھے یا نہیں ...اس بات کا جواب یہ ہے کہ تم بہری جہاز پر دواؤں کے زیر اثر نہ ہونے کے باوجود بالکل بے بس تھے... تم تو یہ تک معلوم نہیں کر سکے کہ ہم تمہارے ملک کے کس شخص کو جہاز پر لے آئے ہیں ...نہ تم یہ جان سکے کہ میں جہاز پر کس روپ میں تھا ... بتاؤ... کیا تم یہ باتیں سمجھ سکے ۔''

ایک جھٹکے سے اس کی آواز رک گئی ... اب پورے مجمعے پر موت کا سناٹا طاری ہوگیا ... سب لوگ ان کا جواب

سننے کے منتظر تھے ...ادھر وہ سب خاموش تھے ... کیونکہ انسپکٹر جمشید نے انہیں پہلے ہی اشارہ کر دیا تھا کہ کوئی نہیں بولے گا ... ایسے میں سپ کی آواز پھر ابھری:

'' دیکھا آپ نے ... ان لوگوں کو سانپ سونگھ گیا ...خیر یہ نہیں بتاتے تو میں بتاؤں گا... ہم ان کے ملک کی کون سی ہستی کو پکڑ کر لے آئے ہیں اور ان لوگوں کو بھی اس کے ساتھ ہی بحری جہاز پر سفر کرایا ہے ہم نے ...اور میں انہیں بتاؤں گا ... میں جہاز پر کس روپ میں تھا ۔''

وہ ایک بار پھر خاموش ہوگیا ... اب بھی ان میں سے کوئی نہ بولا... سپ کی آواز پھر ابھری:

'' اور حاضرین ... میں نے انہیں چیلنج کر دیا تھا ... اگر یہ لوگ صرف اتنا بتا دیں کہ میں جہاز پر کس روپ میں تھا تو میں انہیں رہا کردوں گا ... انہیں ان کے ملک جانے دوں گا... اور ان کی آسانی کے لیے میں نے جہاز کی پوری فلم انہیں دکھائی تھی ...بلکہ انہوں نے دوبارہ دیکھی تھی ... لیکن یہ نہیں بتا سکے تھے...''

'' یہ غلط ہے ۔'' انسپکٹر جمشید چلا اٹھے ۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیا کہا... یہ غلط ہے... بھلا کیسے غلط ہے؟" لوگ چلا اٹھے۔

"ہم جان گئے تھے... کہ مسٹر سپ جہاز پر کس روپ میں تھے... لیکن ہم نے بتایا نہیں تھا، اس لیے کہ ہم تو خود یہاں آنا چاہتے تھے... ہم دیکھنا چاہتے تھے، یہ صاحب ہمارے ساتھ کرتے کیا ہیں اور پھر ہم اپنے اس شخص کے بغیر جا بھی کیسے سکتے تھے۔ ہمارے ملک کے لوگ... ہم سے محبت کرنے والے لوگ... ہم سے عقیدت رکھنے والے لوگ ہمیں کیا کہتے... کہ ہم اپنے ملک کے اہم شخص کو دشمن کی قید میں چھوڑ آئے... ہم نے اپنی جانیں بچا لیں اور اسے ساتھ نہیں لائے... تو اس وقت ہم قوم کو کیا جواب دیتے، اس لیے ہم نے سوچا تھا... ہم یہاں جواب دیں گے اور ہم نے کاغذ پر لکھ کر رکھ لیا تھا کہ جہاز پر یہ کس شخص کو لائے ہیں اور یہ کہ مسٹر سپ جہاز پر کس روپ میں تھے... میرے پاس وہ کاغذ موجود ہے... وقت آنے پر میں وہ کاغذ دکھا سکتا ہوں۔"

"تب پھر اس سے بہتر وقت کون سا ہوگا... بتائیں... آپ نے کیا لکھا ہے۔"

"ابھی نہیں... ابھی اس کا وقت نہیں آیا... پہلے ہم اپنے ملک کے اس شخص سے ملاقات کریں گے... جسے جہاز پر قیدی بنا کر لایا گیا تھا... مسٹر سپ اسے لے آئیں۔"

"ایسے کیسے لاسکتا ہوں... جب تک تم لوگ نام نہیں بتا دو گے، میں اسے سامنے نہیں لاؤں گا۔"

"اچھی بات ہے... ہم اس کا نام بتا دیتے ہیں۔"

"ایک منٹ۔" سپ نے چیخ کر کہا۔

"کیا بات ہے... کیا ہوا ہے... آپ گھبرا کیوں گئے۔"

"ابھی اس شخص کو سامنے لانے کا وقت نہیں آیا... پہلے ہم سب مل کر تم لوگوں کی خدمت کریں گے... حاضرین!... کیا ان کی خدمت شروع کی جائے۔"

"کیا مطلب! آپ کیا کرنا چاہتے ہیں... کیا پروگرام ہے آپ کا۔"

"اس وقت دنیا کے اس سب سے بڑے میدان میں افراد موجود ہیں۔"

"کیا کہا..." مارے حیرت کے ان سب کے منہ سے

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نکلا۔

"ہاں! آپ سب پر پھول برسائیں گے ... برسادیں ان پر پھول ..." سپ نے بلند آواز میں کہا۔

اس کے ساتھ ہی لوگوں کے ہاتھ حرکت میں آگئے:

☆☆☆☆☆

لیکن

ان گنت جوتے ان پر برسنے لگے ... لیکن چونکہ فاصلہ بہت تھا، اس لیے ان تک چند جوتے ہی پہنچ سکے... گراؤنڈ کے چاروں طرف البتہ جوتوں کے ڈھیر جمع ہوگئے ... جوتے برسانے کا یہ عمل نصف گھنٹے تک جاری رہا...وہ پرسکون انداز میں کھڑے رہے... آخر جب ان لوگوں کے ہاتھ رک گئے ، تب فاروق کی آواز ابھری:

"ان جوتوں سے تو شاید سیکڑوں دکانیں جوتوں کی کھولی جاسکتی ہیں۔"

"اگر تم لوگوں کو یہاں سے زندہ جانا نصیب ہوجائے تو یہی کاروبار کر لینا۔" سپ کی ہنسی سنائی دی۔

"ہمارا خیال تھا... آپ لوگ مہذب قوم ہیں... آپ

ندیم
Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خود کو سب سے زیادہ مہذب قوم کہتے بھی ہیں، لیکن میرا خیال ہے ... ابھی آپ نے جو کیا ہے... اور جسے ساری دنیا نے دیکھا ہے ... یہ کوئی مہذبانہ کام نہیں تھا... پھر بھی اگر آپ اس سے خوش ہوئے ہیں تو بے شک ایک بار اور جوتے برسالیں۔''

'' ہاں ہاں کیوں نہیں ... ہم نے دوسری شفٹ کا بھی انتظام کر رکھا ہے۔'' سپ نے بلند آواز میں کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی ان کی طرف انڈے اور گندے ٹماٹر پھینکے جانے لگے ... کوئی انڈہ یا ٹماٹر ان تک نہ پہنچ سکا ... سب دور دور گرتے رہے۔ آخر سب لوگ یہ کام کر کے فارغ ہو گئے ۔ اس وقت انسپکٹر جمشید نے کہا:

'' اور کچھ ...''

'' ابھی تو بہت سے پروگرام رہتے ہیں ۔''

'' کر لیں پھر اپنے پروگرام ... کیونکہ۔'' انسپکٹر جمشید کہتے کہتے رک گئے۔

'' کیونکہ کیا ؟ '' سپ نے پوچھا۔

'' کیونکہ پھر ہمیں اپنا پروگرام شروع کرنا ہے ۔''

'' اوہو ! تو آپ کا بھی کوئی پروگرام ہے ۔''

'' دیکھیے نا ... آپ نے ہمیں خود کہا تھا ... اگر ہم یہ بتا دیں کہ آپ جہاز پر کس روپ میں تھے تو آپ مجھے چھوڑ دیں گے اور ہمارے ملک جانے دیں گے ۔''

'' ہاں! میں نے یہ چیلنج کیا تھا ... لیکن تم لوگ بتا نہیں سکے تھے۔''

'' ہم وہاں بتا سکتے تھے، اور آپ کی شرط کے مطابق اپنے گھر جا سکتے تھے... لیکن ہم نے خود اس کو پسند نہیں کیا... ہم تو دراصل آپ کے پروگرام کے مطابق یہاں آنا چاہتے تھے... کیونکہ جو آپ ہمیں لا کر کرنا چاہتے تھے... ہم بھی آپ کے سامنے وہی کرنا چاہتے تھے ۔''

'' کیا مطلب؟'' بے شمار آوازیں ابھریں۔ ان آوازوں میں سپ کی آواز سب سے بلند تھی۔

'' آپ ہمارا تماشا ساری دنیا کو دکھانا چاہتے تھے... سو ہم نے سوچا... تو کیوں نہ ہم آپ کا تماشا ساری دنیا کو دکھا دیں ۔''

'' تم ... اور میرا تماشا دکھاؤ گے ہاہاہا۔'' اس نے ہنس کر

ندیم
Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہا۔

"خود ہی دیکھ لینا۔"

"ہم اپنے پروگرام پر عمل کریں گے ... تم جو کر سکتے ہو ... کر لینا... اب سنو ... ہم ان لوگوں کو بحری جہاز کی پوری فلم دکھائیں گے ... یہ سب لوگ بھی یہ بتانے کی کوشش کریں گے کہ میں جہاز پر کس روپ میں تھا ... تم تو بتا نہیں سکے... دیکھتے ہیں ... ان تمام لوگوں میں کوئی بتا پاتا ہے یا نہیں۔"

"یہ آپ نے غلط کہہ دیا ... ہم تو بہت پہلے اندازہ لگا چکے ہیں کہ آپ کس روپ میں تھے۔"

"تو پھر بتاؤ۔"

"ابھی اس کا وقت نہیں آیا...جب آپ کے پروگرام ختم ہو جائیں گے ... تب یہ بتانے کا وقت آئے گا۔"

"تب پھر سنو... ہم نے یہاں بھی تمہارے لیے چانس رکھے ہیں... اگر تم کامیاب ہوجاتے ہو تو ہم تمہیں یہاں سے جانے دیں گے۔"

"ہم یہاں سے جائیں گے ضرور ... لیکن اپنے پروگرام کے مطابق۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا مطلب؟" بے شمار آوازیں ابھریں۔

"آپ جو کرنا چاہیں کر لیں ... اگر ہم کامیاب ہو جاتے ہیں تو اس کامیابی کے نتیجے میں یہاں سے جانا منظور نہیں کریں گے۔"

"تب پھر؟"

"بتایا تو ہے ... اپنے پروگرام کے مطابق جائیں گے۔"

"اوکے! جانے سے پہلے ہمارے ایک شیر سے مقابلہ کر لیں ذرا۔"

"اصلی شیر ہے یا شیر جیسے دلیر کسی انسان سے۔" شوکی نے بوکھلا کر کہا۔

"اصلی شیر ہے... بھوکا پورے ایک دن کا... تم لوگوں کی خاطر اسے کل سے کھانے کو کچھ نہیں دیا گیا ... تم میں سے ایک آدھ کو تو چٹ کر ہی جائے گا۔"

"ارے باپ رے۔" شوکی لگا تھر تھر کانپنے۔

ان گنت لوگ اس پر ہنسنے لگے:

"یہ کیا کر رہے ہو شوکی... پوری دنیا کے لوگ ہمیں دیکھ رہے ہیں۔" خان رحمان نے جھلا کر کہا۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تب پھر شیر کا مقابلہ میں کروں گا۔"

"اوہو ... وہ درندہ ہے ...انسان نہیں ... کیا خبر کس پر آپڑے، لہٰذا ہم سب کو اس سے بچنا ہوگا۔"

ایسے شیر کی غراہٹ کہیں دور سے آتی سنائی دی ... غالباً اس کا پنجرہ کھولا جا رہا تھا...اور اسے اپنے راستے سے ہو کر یہاں تک آنا تھا:

انہوں نے آواز کی سمت دیکھا... اس طرف باقاعدہ ایک راستہ بنا ہوا تھا ... راستے کے دونوں طرف خار دار تار لگائے گئے تھے، گویا شیر اس راستے سے آرہا تھا ...اور وہ صرف اس گراؤنڈ میں ہی آسکتا تھا ... کیونکہ گراؤنڈ کے چاروں طرف بھی خاردار تاروں کی باڑھ تھی...اس طرف انہوں نے پہلی مرتبہ توجہ دی تھی اور اس کا ایک مطلب یہ بھی تھا کہ ان کے نکلنے کا کوئی راستہ یہاں موجود نہیں تھا ... اس خیال کے آنے پر انہوں نے چاروں طرف کا جائزہ لیا ... صرف شیر والا راستہ ہی نظر آیا۔

ایک بار پھر شیر کے دھاڑنے کی آواز سنائی دی ... اس مرتبہ کچھ نزدیک کی آواز سنی:

"تیار ہوجاؤ۔"

وہ اس راستے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوئے:

"درمیانی فاصلہ بڑھا لو ... ایک دوسرے سے دور دور کھڑے ہو جاؤ...اگر ہم ایک جگہ ہی کھڑے ہوئے تو شیر ہم سب کی طرف چھلانگ لگائے گا اور ہم میں سے کوئی اس کی لپیٹ میں آجائے گا۔" انسپکٹر کامران مرزا نے جلدی جلدی کہا۔

وہ سب فوراً ایک دوسرے سے دور دور ہو کر کھڑے ہوگئے... راستے کے بالکل سامنے انسپکٹر جمشید کھڑے ہوئے تھے...اور ان کے دائیں طرف انسپکٹر کامران مرزا، بائیں طرف خان رحمان...اور اسی طرح باقی لوگ بھی کھڑے ہوئے تھے۔

پھر تیسری مرتبہ شیر کے دھاڑنے کی آواز سنائی دی اور اس مرتبہ انہوں نے اسے آتے دیکھ لیا...وہ بلا کی رفتار سے راستے پر دوڑتا چلا آرہا تھا... اس کی چھلانگیں بہت لمبی تھیں:

"اس حساب تو یہ جمشید ... سیدھا تم پر آئے گا۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پروفیسر داؤد نے چلا کر کہا۔

"پروا نہ کریں۔" وہ پرسکون آواز میں بولے۔

"اور ہمارے پاس کوئی ہتھیار نہیں۔"

"کوئی بات ہے ...." وہ بولے۔

عین اس لمحے شیر گراؤنڈ میں داخل ہوگیا اور پھر اگلے ہی لمحے وہ ان پر چھلانگ لگا چکا تھا... وہ پہلے ہی تیار تھے... ادھر اس نے چھلانگ لگائی، ادھر انہوں نے لوٹ لگائی اور شیر کے نیچے سے ہوتے ہوئے راستے کی طرف پہنچ گئے... ادھر جب شیر ان سے نہ ٹکرایا تو وہ اپنی جھونک میں جوتیوں کے ڈھیر میں جا گھسا... جلد ہی اس نے چھلانگ لگائی، جوتیوں کے ڈھیر سے اونچا ابھرا اور پھر جوتیوں پر گر پڑا... ساتھ ہی غرایا اور پھر چھلانگ لگا کر گراؤنڈ کے درمیان میں آ گرا... اب اس کے سامنے ایک بار پھر انسپکٹر جمشید تھے... اس نے پھر ان پر چھلانگ لگائی وہ راستے کے ایک طرف سمٹ گئے... شیر ان کے بالکل قریب ہوتا آگے نکل گیا... ادھر انہوں نے چھلانگ لگائی اور درمیان میں آکر پھر شیر کی طرف پلٹے

"اس طرح تو یہ تمہیں تھکا دے گا جمشید۔" خان رحمان پریشان ہو گئے۔

"یہ مقابلہ تھکن پر ہی ختم ہوگا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا مطلب؟" وہ بولے۔

"یا تو شیر تھک کر چھلانگ لگانے سے رک جائے گا ... یا پھر میں تھک جاؤں گا ... لیکن اس صورت میں انسپکٹر کامران مرزا آگے بڑھیں گے اور شیر کو تھکائیں گے ... اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے، ہم اس سے ہاتھوں سے بھی لڑ سکتے ہیں ... لیکن اس طرح ہم بھی زخمی ہوں گے ... اس لیے بہتر یہی ہے کہ ہم اسے تھکا دیں ... اتنا کہ یہ حرکت کرنے کے قابل نہ رہ جائے۔ اس وقت ہم اسے ہاتھوں سے بھی ختم کرسکیں گے ... بلکہ یہ جوتے کس دن کام آئیں گے۔"

"کیا مطلب ابا جان! آپ شیر کو جوتوں سے ماریں گے۔"

"ہاں انشارجہ کا شیر ہے نا ... اس لیے ..." انسپکٹر جمشید نے ہنس کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسی وقت شیر نے پھر چھلانگ لگائی ... اور وہ پھر اسے جھکائی دے گئے... چھلانگ لگانے اور جھکائی دینے کا یہ پروگرام جاری رہا... آخر انہوں نے محسوس کر لیا کہ شیر کا حملہ بہت سست پڑ گیا ہے ... گراؤنڈ میں موجود ایک کروڑ انسانوں اور پوری دنیا کے لوگوں نے بھی یہ بات محسوس کر لی... مقابلہ ابھی جاری تھا... شیر اب دوڑنے اور جھپٹنے کی بجائے آہستہ آہستہ چل کر ان کی طرف آ رہا تھا... لیکن جونہی وہ ان کے نزدیک آتا ... وہ فوراً دوسری طرف ہو جاتے ... اور پھر آخر شیر بالکل تھک گیا ... تھک کر چور ہو گیا اور ایک جگہ بیٹھ کر ہانپنے لگا۔ یہ دیکھ کر مجمعے میں سے ان گنت لوگ تالیاں بجانے لگے ... ایک کروڑ انسانوں نے جب تالیاں بجائیں تو ان کی گونج نے عجیب سماں باندھ دیا... اور یہ سپ کی پہلی شکست فاش تھی ... جن لوگوں کو وہ یہاں صرف ذلیل کرنے اور نیچا دکھانے کے لیے لایا تھا ... وہ سب لوگوں کی نظروں میں باعزت ہو گئے ... شاید اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ شیر اس انداز میں ہار مانے گا ... اس نے تو سوچا ہوگا کہ یا تو یہ لوگ شیر کے ہاتھوں مارے جائیں گے ... یا شیر ان کے

ہاتھوں مارا جائے گا... لیکن جو ہوا تھا، وہ اس کی امید کے بالکل خلاف تھا... اور پھر سب لوگوں نے ایک عجیب منظر دیکھا... شیر کے نزدیک موجود ان چودہ آدمیوں نے جوتے اٹھا لیے تھے اور ان جوتوں سے وہ شیر کی مرمت کر رہے تھے... شیر تھا کہ ٹس سے مس نہیں ہو رہا تھا... ایک بار جو اس نے دہاڑنے کے لیے منہ کھولا ... تو فاروق نے ایک بڑے سائز کا جوتا اس کے منہ میں گرا دیا... اب تو شیر بہت جھنجھلایا ... لیکن اس میں تو ہلنے جلنے کی سکت تھی ہی نہیں ... ان حالات میں انسپکٹر جمشید نے اچانک شیر کے سر پر اپنے دائیں ہاتھ کی ہڈی دے ماری... یہ ان کا بہت خوفناک ہتھیار تھا۔ اس ہتھیار سے انہوں نے جیرال کا کام تمام کیا تھا... شیر کے منہ سے ایک آخری دھاڑ نکلی اور لوگوں نے اس کے سر سے خون بہتے دیکھا... اس کا سر پھٹ گیا تھا۔

ایک بار پھر پورا گراؤنڈ تالیوں سے گونج اٹھا... ایسے میں سپ کی آواز سنائی دی:

"واقعی! یہ لوگ بلاوجہ مشہور نہیں ہیں... میں نے ان کے بارے میں غلط اندازہ لگایا تھا... لیکن بہرحال یہ ہمارے

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہیروز کے قاتل ہیں... اور قاتل کی سزا ہمارے ہاں موت کی سزا ہے۔"

"لیکن!"

محمود نے بلند آواز میں کہا... اس کا یہ لیکن پورے گراؤنڈ میں عجیب سی گونج پیدا کر گیا... لوگ لیکن سے آگے کے الفاظ سننے کے لیے بے چین ہو گئے:

☆☆☆☆☆

ان کا نام

"لیکن آپ ہمیں عہد دے چکے ہیں کہ اگر ہم یہ بتا دیں کہ آپ ہمارے ملک کی کس شخصیت کو اغوا کر لائے ہیں اور یہ بتا دیں کہ جہاز پر آپ کس روپ میں تھے تو آپ ہمیں ہمارے ملک جانے دیں گے۔"

"بالکل یہی بات میں نے کہی تھی، لیکن تم لوگوں نے وہ موقع کھو دیا تھا اس سے فائدہ نہیں اٹھایا تھا۔" سپ نے جواب دیا۔

"مطلب یہ کہ اگر ہم یہ دونوں باتیں بتا دیں۔ تب بھی آپ ہمیں نہیں جانے دیں گے۔"

"اس گراؤنڈ میں آنے سے پہلے پہلے میں تم لوگوں کو چھوڑ سکتا تھا، یہاں آنے کے بعد میرا یہ اختیار ختم ہوگیا

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

... کیونکہ تم قانون کے حوالے ہو چکے ہو ... اور قانون نے تمہیں ان سب لوگوں کے سامنے موت کی سزا دی ہے... یعنی تمہیں اس گراؤنڈ ہی میں مرنا ہوگا۔"

"آپ لوگوں نے سن لیا۔" محمود نے چاروں طرف دیکھا۔

"ہاں... ہاں۔" بے شمار آوازیں ابھریں۔

شیر کو ان کے ہاتھوں مرتے دیکھ کر اب بے شمار لوگ ان کے حامی ہو گئے تھے اور ان سے نفرت اب سب لوگوں کو نہیں رہ گئی تھی ... ظاہر ہے... یہ آوازیں ان لوگوں کی ابھری تھیں۔

"شکریہ شکریہ! یہ ہمیں رہا نہیں کرتے، نہ کریں ... ہم اپنے بل بوتے پر یہاں سے اپنے وطن جائیں گے۔"

"ہا ہاہا..." سپ کا قہقہہ گونج گیا۔

"خیر تو ہے مسٹر سپ ... کہیں موجودہ صورت حال کی وجہ سے تم پاگل تو نہیں ہو گئے۔" شوکی نے حیران ہو کر کہا۔

"میں نہیں... تم لوگ ... یہ پاگلوں والی بات نہیں تو اور کیا ہے ... یعنی تم لوگ اور یہاں سے جان بچا کر نکل جاؤ

گے۔"

"انشاء اللہ! ایسا ہوگا... جس طرح آپ کا ہمیں بے عزت کرنے کا خواب پورا نہیں ہو سکا ... اسی طرح ہمیں موت کے گھاٹ اتارنے کا خواب بھی ادھورا رہ جائے گا۔"

"چلو خیر... دیکھتے ہیں۔" سپ کی جلی بھنی آواز سنائی دی۔

"تب پھر پہلے یہ حضرات یہ کیوں نہ بتا دیں... کہ مسٹر سپ جہاز پر کس روپ میں تھے۔" کسی مہمان نے کہا۔

"تب پھر آپ لوگوں کو پہلے یہ بتانا ہوگا کہ آپ ہمارے ملک کے کس شخص کو اغوا کر کے لائے ہیں۔"

"یہ بھی تم ہی کیوں نہیں بتا دیتے کہ وہ کون ہے ... پھر ہم اسے بھی اس گراؤنڈ میں لے آئیں گے اور جو انجام تم لوگوں کا ہوگا... وہی اس کا ہوگا۔"

"اچھی بات ہے ... یونہی سہی... میں ان کا نام بتا دیتا ہوں۔" انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

"نہیں ابا جان۔" فرزانہ کی آواز ابھری۔

"نہیں ابا جان... کیا مطلب ... میں کیوں نہیں بھلا۔"

ندیم
Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مہربانی فرما کر مجھے بتانے دیں۔"

"اوہ اچھا! تم بتانا چاہتی ہو... تو ٹھیک ہے... بتا دو۔" انہوں نے اجازت دی۔

"نہیں فرزانہ۔" محمود پکار اٹھا۔

"اب تمہیں کیا ہوا..." فرزانہ محمود کی طرف پلٹی۔ ساتھ ہی اس نے بڑا سا منہ بنایا۔

"بلکہ تم مجھے بتانے دو۔" محمود مسکرایا۔

"اوہو اچھا... تو تم بھی بتانا چاہتے ہو۔"

"ہاں کیوں نہیں... اللہ کی مہربانی سے۔"

"تب پھر میں کیوں تم دونوں سے پیچھے رہوں۔" فاروق جل گیا۔

"بھئی یوں مزہ نہیں آئے گا۔" انسپکٹر کامران مرزا بول اٹھے۔

"چلیے آپ بتا دیں کیسے مزہ آئے گا۔"

"سب لوگ کاغذ پر نام لکھ کر جیب میں رکھ لیں بلکہ آپ لوگ تو پہلے ہی ایسا کر چکے ہیں تو پھر یوں کریں کہ وہ سارے کاغذ مجھے دے دیں... میں سب کاغذ لے لوں گا اور

بتاؤں گا... کس نے کیا نام لکھا ہے۔" پروفیسر داؤد نے تجویز پیش کی۔

"لیکن انکل افسوس!" فرحت نے پریشان ہو کر کہا۔

"معاف کرنا فرحت! میرا نام انکل افسوس نہیں ہے۔" پروفیسر بولے۔

"یہ میں نے آپ کو نہیں کہا...۔" فرحت نے گھبرا کر جواب دیا۔

"اوہ یہ اچھا ہے کہ تم نے یہ مجھ سے نہیں کہا۔" وہ بولے۔

"ہاں اور کیا...۔" آصف نے تائید کی۔

"بھائی سب لوگ بڑا مان جائیں گے... ادھر ادھر کی باتیں کرنے کا یہ ویسے بھی موقع نہیں... لہٰذا کام کی بات کرو۔" شوکی نے جل بھن کر کہا۔

"اور تم کیا کہنے لگیں تھیں فرحت... میرا مطلب ہے... لیکن انکل افسوس سے آ گئے۔"

"مم... بھول گئی۔" فرحت نے گھبرانے کے انداز میں کہا۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تو اس میں گھبرانے اور بوکھلانے کی کیا ضرورت ہے۔"

آفتاب نے منہ بنایا۔

"بات گھبرانے کی نہیں ... موقع محل کی ہے۔"

"آپ لوگ ادھر ادھر کی باتوں میں بہت آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں... کم از کم اتنا تو سوچیں کہ پوری دنیا کے لوگ آپ کو دیکھ رہے ہیں۔" سپ کی ناخوش گوار آواز سنائی دی۔

"یہ آپ سوچیں... پوری دنیا کو یہ پروگرام آپ دکھا رہے ہیں، ہم نہیں۔"

"اچھا سوچ لوں گا۔" سپ جھلا اٹھا۔

"دوستو! مسٹر شپ تنگ آگئے ہیں... لہٰذا سب لوگ..."

"شپ نہیں... سپ۔" سپ چلا اٹھا۔

"اوہ ہاں... شپ نہیں... سپ تنگ آگئے ہیں... لہٰذا جلدی جلدی اپنے اپنے کاغذ پروفیسر انکل کے حوالے کرو... جسے یہ لوگ ہمارے ملک سے اغوا کرکے لائے ہیں... اور کاغذ تہہ کرکے جیب میں رکھ لیں ... تاکہ ان لوگوں کی ہم ایک شرط تو پوری کردیں...اس کے بعد ہم دوسری شرط کی

طرف آئیں گے ... یعنی جہاز پر مسٹر سپ کے اصل روپ کا نام بتائیں گے۔"

"بالکل ٹھیک۔" وہ ایک آواز ہو کر بولے۔

اب ان سب نے کاغذ نکال کر پروفیسر داؤد کو دے دیئے جو انہوں نے اپنی جیب میں رکھ لئے "اب مسٹر سپ آپ اپنا پروگرام شروع کریں۔"

"میرا ایک آدمی میدان میں آپ لوگوں کے پاس آئے گا... کاغذ کی یہ چٹیں پروفیسر داؤد کی جیب سے نکال لے گا۔"

"اچھی بات ہے، ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔"

جلد ہی لمبے قد کا ایک شخص ان کی طرف آتا نظر آیا:

"ارے... تم کون ہو ... تم سے کس نے کہا ان لوگوں کی طرف آنے کے لیے۔" ایسے میں سپ گرج دار آواز میں بولا۔

وہ رک گیا ... ان کی طرف کمر کر کے مجمعے کی طرف منہ کر کے بولا:

"کیا اس کام کے لیے بھی آپ کے کسی خاص آدمی کی ضرورت ہے... جب کہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ مجمعے میں

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے کوئی غیر جانب دار آدمی میدان میں آکر ان چٹوں کو پڑھے... ہوسکتا ہے آپ کا آدمی کوئی چال جائے یا ان لوگوں کے ساتھ نا انصافی کر جائے تو اس صورت میں دنیا آپ کو کیا کہے گی۔"

"بالکل ٹھیک... بالکل ٹھیک۔" مجمعے میں سے بے شمار لوگ چلا اٹھے۔

"اچھی بات ہے... یونہی سہی۔ اے مسٹر... جاؤ اور کاغذ نکال نکال کر نام پڑھنا شروع کرو... مجھے امید ہے... کسی ایک چٹ پر بھی اس شخص کا نام نظر نہیں آئے گا۔"

"یہاں بھی مسٹر سپ گڑ بڑ کر سکتے ہیں..." ایسے میں انسپکٹر کامران مرزا بلند آواز میں بولے۔

"کیا مطلب ؟" بے شمار آوازیں ابھری۔

"ہوسکتا ہے... ہماری سب کی چٹوں پر صرف ایک ہی نام لکھا ہو... اور جب سب پر ایک ہی نام پڑھا جائے تو مسٹر سپ کہہ دیں کہ نہیں... ہم اس شخص کو اغوا کر کے نہیں لائے... اس صورت میں لوگوں کو کیسے پتا چلے گا کہ اصل معاملہ کیا ہے۔"

"تب پھر... اس کا کیا علاج ہے..." چند آوازیں سنائی دیں۔

"اس شخص کو لا کر پہلے ہی کھڑا کر دیا جائے... بے شک اس کے چہرے پر... یا پورے جسم پر سیاہ کپڑا منڈھ دیا جائے... جب یہ چٹیں پڑھ لی جائیں... اس وقت وہ اپنا چہرہ دکھائے۔"

"یہ تجویز جان دار... مزے دار اور انصاف پر مبنی ہے۔" بے شمار لوگ چلا اٹھے۔

"اچھی بات ہے... مجھے ایسا کرنے میں کوئی اعتراض نہیں... اس شخص کو چہرے پر موٹا کپڑا ڈال کر میدان میں لے آیا جائے... اور ان لوگوں تک پہنچا دیا جائے۔"

"بہت بہتر ! سر۔" کسی نے کہا۔

اور پھر لمبے قد کے ایک شخص کو وہاں لے آیا گیا... جو لوگ اسے لائے تھے... وہ واپس لوٹ گئے... صرف وہ شخص رہ گیا... جو کاغذ پر لکھا نام پڑھنے کے لیے آیا تھا۔

انہوں نے دیکھا... جس شخص کو لایا گیا تھا... وہ ان کی طرف کمر کیے کھڑا تھا... اس کی گردن تک موٹا اور سیاہ

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کپڑا منڈھا ہوا تھا... انہوں نے اسے نظر بھر کر دیکھا اور پھر ان کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہوگئیں... کیونکہ اس کے کھڑے ہونے کے انداز کو تو وہ لاکھوں میں پہچان سکتے تھے:

''چلیں مسٹر... نام پڑھیں۔''

اب وہ شخص آگے بڑھا... اس نے سب سے پہلے پروفیسر داؤد کی جیب سے ہاتھ ڈال کر کاغذ نکال لیے۔ ایک کاغذ کی تہہ کھول کر اس نے نام پڑھا... لکھا تھا:

''منور علی خان!''

''اوہ!'' ان سب کے منہ سے نکلا۔

ادھر چہرہ منڈھے شخص نے بھی کہا:

''اوہ۔''

اور پھر اس نے باقی سب کاغذ کھول کر ان پر لکھا نام باری باری پڑھا... ہر بار اس نے کہا:

''منور علی خان۔''

''حیرت ہے... کمال ہے... ان سب نے ایک ہی نام لکھا ہے۔'' سپ کی آواز لہرائی۔

''ابھی تو آپ کو اور حیران ہونا پڑے گا... فکر نہ

کریں... اب اسی شخص سے کہیں... جہاز پر لائے جانے والے شخص کے چہرے پر سے کپڑا ہٹا دیں... تاکہ معلوم ہو... ہمارا اندازہ درست ہے یا نہیں۔''

سپ کی آواز سنائی نہ دی تو انسپکٹر جمشید نے کہا:

''کپڑا ان کے چہرے سے ہٹا دیں۔''

کپڑا اٹھا دیا گیا... انہوں نے دیکھا... منور علی خان ان کے سامنے کھڑے تھے:

☆☆☆☆☆

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پہلا وار

وہ نعرہ مارنے کے انداز میں بولے:

''انکل...ابا جان!''

''ساتھیوں!'' انہوں نے کہا۔

اور پھر وہ ایک دوسرے سے چمٹ گئے... ملنے ملانے سے فارغ ہوئے تو سپ کی آواز سنائی دی:

''اس میں شک نہیں! یہ بات تم نے بوجھ لی...اب ہم آتے ہیں، دوسری بات کی طرف...اس کے ساتھ ہی میں اپنی شکست مان لوں گا... اور تم کو ایک بار پھر پیش کش کرتا ہوں کہ اگر تم بتا دو جہاز کہ میں جہاز میں کس روپ میں تھا تو میں تم لوگوں کو تمہارے ملک جانے دوں گا... بس تم یہ بتا دو... کہ میں جہاز پر کس روپ میں تھا۔''

''یہی تو مشکل ہے ... ہم بتانے کو بتا دیتے ہیں... لیکن...'' انسپکٹر جمشید بولے۔

''لیکن کیا؟''

''ہم بھیک میں ملی آزادی کے قائل نہیں... آزادی اپنے بازوؤں کی طاقت سے حاصل کریں گے ... آپ کے یہ کہنے سے نہیں جائیں گے ... جاؤ... اب تم آزاد ہو۔''

''تت... تم لوگ عجیب ہو۔'' سپ کی آواز سنائی دی۔

''آپ عجیب کہہ لیں... غریب کہہ لیں، اس سے کوئی فرق نہیں پڑ جائے گا ... لہٰذا ہم نام نہیں بتائیں گے ...پہلے آزادی حاصل کریں گے۔''

''اس صورت میں نام کب بتا سکو گے ...'' سپ بولا۔

''جب ہم جا رہے ہوں گے ... اس وقت بتائیں گے ... یہ سب لوگ سنیں گے۔''

''گویا تمہیں یقین ہے ... تم یہاں سے زندہ سلامت چلے جاؤ گے۔''

''ہاں! اللہ نے چاہا تو۔''

''تب پھر تم تجویز پیش کرو ... تم کیا چاہتے ہو ... میری

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طرف سے تو تم جس طرح چاہو... یہاں سے نکلنے کی کوشش کرسکتے ہو ... اور ہم تمہیں جانے نہیں دیں گے ... کیونکہ آزادی کی دعوت تو تم نے خود ٹھکرا دیا ہے۔''

''ہم نے آزادی کی دعوت کو نہیں ٹھکرایا ...بھیک میں ملنے والی آزادی کی دعوت کو ٹھکرایا ہے...ہم آزادی چھین کر حاصل کریں گے ... انشاء اللہ۔''

''ایسا وقت آنے سے پہلے میں تم لوگوں کا کچومر نکلوا دوں گا... میں اپنے ایک ماہر لڑکے کو بھیج رہا ہوں... وہ تمہیں سبق سکھائے گا اور بتائے گا... تمہارے لیے بھیک میں ملنی والی آزادی ہی مناسب تھی۔''

''نہیں! اس سے تو یہ کہیں بہتر ہے کہ ہم یہیں لڑتے لڑتے جان دے دیں... یہ پروگرام پوری دنیا دیکھ رہی ہے ... لہٰذا ہم دنیا کو بتانا چاہتے ہیں... ہم کون ہیں اور کیا ہیں۔''

''تمہیں یہ بتانے کا پورا موقع دیا جائے گا... ان الفاظ کے ساتھ وہ ایک لمحے کے لیے رکا، پھر اس کی آواز ابھری:

''چیتو... ذرا انہیں سبق سکھا دو ... یہ بہت زیادہ خوش فہمی میں مبتلا ہیں۔''

''اوکے باس!'' کسی کی آواز سنائی دی ... پھر انہوں نے گوریلا قسم کے ایک آدمی کو آتے دیکھا، اس کے پورے جسم پر بال ہی بال تھے...وہ ایک پتلون پہنے ہوئے تھا... یوں لگتا تھا... جیسے وہ کوئی ریچھ ہو ... آفتاب تو پوچھ ہی بیٹھا:

''برادر! تم انسان ہو یا ریچھ ... یا پھر بن مانس۔''

''ہاہاہا... ہوہوہو۔'' وہ بے ڈھنگے پن سے ہنسا۔

''یہ ہنسنے کی کون سی قسم ہے۔'' فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

''تم لوگوں کے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے ...اور میرے پاس بھی نہیں ہے ...میں ہاتھوں اور پیروں سے جنگ کرنے کا عادی ہوں... تم بھی ہاتھوں پیروں سے لڑنے پر مجبور ہو ...لہٰذا مزہ آئے گا۔'' چیتو نے بلند آواز میں کہا۔

''ابھی یہ بات کیسے کہی جاسکتی ہے ...ہوسکتا ہے ... مزہ نہ آئے یا مزہ صرف ہمیں آئے اور تمہیں نہ آئے۔'' آفتاب نے حیران ہو کر کہا۔

''ابھی تمہیں معلوم نہیں ... مجھے نزدیک آلینے دو... پتا چل جائے گا۔''

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔" مکھن نے بوکھلا کر کہا۔

"ڈر گئے۔"

"نہیں... اللہ سے رحم تو ہر حال میں مانگا جاتا ہے۔"

آخر وہ ان کے نزدیک آگیا... پھر ہنس کر بولا:

"بہتر یہ ہوگا کہ تم لوگ پہلے میرے جسم پر ایک ایک مکا مار کر دیکھ لو..."

"اس سے کیا ہوگا۔"

"تم لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ تمہارا مقابلہ کس سے ہے۔"

"اچھی بات ہے... ہم تمہاری یہ خواہش ضرور پوری کریں گے مسٹر پیٹو۔"

"پیٹو نہیں... چیٹو۔"

"اب چونکہ ہم تمہیں پیٹیں گے... اس لیے مسٹر پیٹو کہنے میں کوئی حرج نہیں۔" آصف مسکرایا۔

"لگتا ہے... کسی مکمل دشمن سے تمہارا آج تک واسطہ نہیں پڑا۔"

"کک... کیا... کیا کہا... مکمل دشمن۔" فاروق نے

بوکھلا کر کہا۔

"ہاں! مکمل دشمن... گھبرا گئے... ڈر گئے... ہوگئی سٹی گم۔" چیٹو ہنسا۔

"نہیں... ان تینوں میں ایک بات بھی نہیں... بات ہے تو صرف یہ کہ یہ تو کسی ناول کا نام ہوسکتا ہے۔"

"کیا مطلب کیا کسی ناول کا نام ہوسکتا ہے۔" چیٹو نے حیران ہو کر کہا۔

"مکمل دشمن... کسی ناول کا نام ہوسکتا ہے۔" فاروق بولا۔

"تم پاگل تو نہیں ہو۔" چیٹو نے حیران ہو کر کہا۔

"اگر ہم پاگل ہیں تو یہ بات تو پھر آپ کے لیے اور خطرناک ہوگی..."

"وہ... وہ کیسے؟"

"ایسے کہ پاگل آدمی عام آدمیوں کے مقابلے میں زیادہ طاقت ور ہوتے ہیں۔"

"بھئی باتیں بنائے جا رہے ہو... مقابلہ کرو مجھ سے۔"

"اچھی بات ہے... محمود... تم اسے ایک مکا رسید کرنا

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

...تاکہ اندازہ ہو، یہ کتنے پانی میں ہے۔"

" میں نہیں تم... تمہارا انداز ہو جائے گا کہ تم کتنے پانی میں ہو۔" چیتو ہنسا۔

" چلو یونہی سہی۔"

اب محمود آگے بڑھا:

" آؤ آؤ... ڈرو نہیں... میں تم پر وار نہیں کروں گا۔"

"ڈرتی ہے میری جوتی ..."محمود نے بھنا کر کہا۔

" بھول رہے ہو ... جوتی فرزانہ کی ہے ... تمہارا کم از کم جوتا تو ہونا چاہیے۔" آصف نے اسے یاد دلایا۔

"اوہ ہاں... ڈرتا ہے میرا جوتا۔"

" اس میں چاقو تو نہیں ہے نا...بے چارہ ڈرے گا نہیں تو کیا کرے گا۔" آفتاب نے منہ بنایا۔

" لو ... بھئی مینڈکی کو بھی زکام ہوگیا۔"

" اس موقعے پر یہ کہا جاتا تو زیادہ بہتر تھا...لو چیونٹی کے بھی پر نکلنے لگے۔" شوکی ہنسا۔

" لگتا ہے ... تم لوگ صرف باتیں کرنا چاہتے ہو ... کچھ نہیں کرو گے۔"

" انکل نیٹو... پہلی ملاقات ہے نا ... اس لیے ایسا کر رہے ہیں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

" میرا نام چیتو ہے ... کبھی پیٹو کہتے ہو کبھی نیٹو...ان پڑھا ہو کیا۔"

"ابھی پڑھ رہے ہیں ... طالب علم ہیں ...لہٰذا آپ بُرا نہ مانیں... بُرا ماننے کا وقت آگے آئے گا۔"

" یہ لو مسٹر سیٹو ... میرا مکا سنبھالو۔"

عین اس وقت محمود نے نزدیک پہنچ کر اس کے پیٹ میں ایک مکا پوری قوت سے دے مارا۔

اور پھر انہوں نے اس کی چیخ کی آواز سنی... وہ مکے کو دوسرے ہاتھ سے پکڑ کر بیٹھتا چلا گیا...ساتھ ہی چیتو نے قہقہہ لگایا:

" کیا ہوا محمود۔" انسپکٹر جمشید چلائے۔

" لگتا ہے... اس نے لوہے کا لباس پہنا ہوا ہے اور اس لباس پر بال لگا رکھے ہیں۔"

" ارے نہیں ... یہ دیکھو۔"

یہ کہہ کر اس نے سینے پر سے بال ہٹا کر دکھائے اور

ندیم ندیم

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساتھ ہی سینے کو تھپتھپایا ...اس کا گوشت ہلتا دکھائی دیا:

"ہے تو یہ گوشت ہی ... تب پھر محمود کو چوٹ کیوں لگی ہے ... ٹھہرو پہلے میں دیکھتا ہوں۔" یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید آگے بڑھے ... اسی وقت پروفیسر داؤد نے کہا:

"جمشید! زیادہ زور سے مکا نہ مارنا ... کہیں تم بھی مکا پکڑ کر بیٹھتے نظر آؤ۔"

"آپ فکر نہ کریں...میں محمود والی بے وقوفی نہیں کروں گا۔" انہوں نے کہا۔

"واہ !مزہ آیا۔" فاروق نے نعرہ مارا۔

"کیا ہوا خیر تو ہے... یہ مزہ کہاں سے آٹپکا اچانک۔" آصف نے اسے گھورا۔

"آج ابا جان نے محمود کو آخر بے وقوف کہہ ہی دیا۔"

ایسے میں انسپکٹر جمشید اچھلے اور چیتو کی کن پٹی پر دائیں ہاتھ کی ہڈی دے ماری۔

ایسا وہ اچھل کر کر سکتے تھے... کیونکہ چیتو کم ازکم نو فٹ تو ضرور رہا ہو گا، لہٰذا صحیح طور پر وار کرنے کے لیے اچھلنا ضروری تھا۔ ان سب نے دیکھا... انسپکٹر جمشید کے منہ

سے اگرچہ کوئی چیخ نہیں نکلی تھی ... لیکن وہ حیرت زدہ ضرور رہ گئے تھے... چیتو اسی طرح کھڑا تھا:

☆☆☆☆☆

ندیم

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اطمینان

"خیر تو ہے ابا جان! آپ بہت حیرت زدہ نظر آرہے ہیں۔" فرزانہ کی حیرت بھری آواز ابھری۔

"ہاں بھئی... میرا یہ وار اگر کسی ہاتھی کے سر پر بھی لگتا تو وہ بھی گر جاتا... لیکن ہم دیکھ رہے ہیں... مسٹر چیٹو اسی طرح کھڑے ہیں۔"

"اوہ!" ان سب کے منہ سے نکلا۔

"لیکن!" چیٹو کے لیکن سے میدان گونج اٹھا... وہ بہت بلند آواز میں بولا تھا۔

"اب یہ محترم ایک عدد لیکن اس میدان میں لے آئے۔" آفتاب نے برا سا منہ بنایا۔

"بھئی پہلے پوچھ تو لو... انہیں اس موقعے پر لیکن کی کیا

ضرورت پیش آ گئی۔" پروفیسر داؤد نے بھنا کر کہا۔

"چیٹو! تم نے لیکن کیوں کہا۔"

"میں نے اپنی زندگی میں بہت مقابلے کیے ہیں... آج تک کسی سے شکست نہیں کھائی... جو بھی میرے مقابلے پر آیا، میں نے اسے ناکوں چنے چبوا دیے... اسے اسی کے خون میں نہلا دیا... بڑے بڑے سورمے میرے مقابلے پر آئے... انہوں نے مجھ پر آزادنہ وار کیے... یعنی میں خود ان سے کہتا رہا... پہلے تم مجھ پر جی بھر کر وار کر لو... اس طرح میں ان سے اپنے جسم پر خوب وار کرواتا رہا... یقین کریں مسٹر سپ... کسی کے وار سے مجھے اتنی سی بھی تکلیف نہیں ہوتی جتنی ایک ننھے سے بچے کے وار سے کسی پہلوان کو ہوسکتی ہے... لیکن۔" ایک بار پھر رک گیا۔

"تم ایک بار پھر لیکن اٹھا لائے۔" خان رحمان بولے۔

"ہاں! مجبوری ہے... انسپکٹر جمشید کا ہاتھ وصول کر کے میں اپنی جگہ کھڑا ضرور رہا ہوں... لیکن میرا پورا بدن سن ہوگیا تھا..."

"کیا!!!"

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

" ہاں! چند سکینڈ تک مجھے یوں محسوس ہوتا رہا کہ میں اب گرا اور اب گرا ... لیکن میں گرنے سے بچ گیا ... اس کا مطلب یہ ہوا کہ آج میرے مقابلے پر واقعی کوئی آیا ہے۔"

" اوہ! " میدان میں آواز گونجی۔

" بہت خوب! مزہ آگیا... مسٹر چیٹو ... ہم آپ کی قدر کرتے ہیں۔ آپ واقعی ایک بہت بہادر انسان ہیں اور بہادر دشمن بھی... ورنہ آپ اس بات کو چھپا بھی سکتے تھے...اور اس صورت میں شاید ہم حوصلہ ہار جاتے۔"

"خیر ایسی بات تو نہیں انکل... یہ وہ چیز ہے جو ہم نے آج تک نہیں ہارا۔" محمود نے جلدی سے کہا۔

" اوہ ہاں! شاید میں یہ بات غلط کہہ گیا ... خیر کوئی بات نہیں... مسٹر چیٹو واقعی بہادر دشمن ہیں...اور ان کی قدر میرے دل میں پیدا ہو چکی ہے۔"

" شکریہ جناب۔"

" چیٹو۔" سپ کی غراتی ہوئی آواز گونجی۔

" یس ماسٹر۔" اس نے فوراً کہا۔

" تم نے کیا کہا ... یس ماسٹر... تم مجھے باس کہتے ہو۔"

" سوری! میں بھول گیا تھا... یس باس۔"

" اب ان سے باتیں نہ کرو... کام کرو... کام۔"

"اوکے باس ... آؤ ... کون میرے مقابلے پر آتا ہے۔"

" دوسرا وار اس پر میں کروں گا۔"

" ضرور... ضرورت۔" پروفیسر بولے۔

اب انسپکٹر کامران مرزا آگے بڑھے... انہوں نے اس کی دوسری کن پٹی پر وار کیا ... اس بار چیٹو پہلے تو لڑکھڑایا پھر گر گیا ...میدان میں لوگ بری طرح اچھل کود کرنے لگے۔ وہ شور مچا کہ خدا کی پناہ ... آخر خدا خدا کرکے خاموشی ہوئی۔ اس وقت ایک آواز ابھری:

" یہ تو کچھ بھی نہ ہوا مسٹر سپ ، صرف دو مکے کھا کر تمہارا سورما گر گیا۔"

" ہاں سر! مجھے افسوس ہے ، میں نے سوچا بھی نہیں تھا...چیٹو اس طرح گر جائے گا... ویسے میرا خیال ہے ... یہ ان کے مقابلے میں دل ہار گیا ہے۔"

" ہاں! لیکن اب... اب کیا ہوگا ... تم نے تو سوچا تھا... اکیلا چیٹو ان کی دھنائی کرکے رکھ دے گا...ہوگیا

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

الٹ۔'' آواز آئی۔

'' ہاں سر... لیکن آپ فکر نہ کریں... ابھی میں موجود ہوں۔''

'' جی مطلب... تم خود ان سے مقابلہ کرو گے۔''

'' ہاں سر... یہ کرنا ہوگا... ورنہ اتنا بڑا ہجوم کیا کہے گا۔ ان لوگوں کو ہم نے خود جمع کیا... پوری دنیا کو یہ پروگرام دکھانے کا انتظام بھی ہم نے خود کیا ہے...اب ان کے مقابلے میں مجھے خود جانا ہوگا... کیونکہ ہمارے پاس جتنے بھی لڑاکے ہیں...وہ سب کے سب چیٹو سے کم ہیں... لہٰذا ان میں سے کسی کو بھیجنے کا کیا فائدہ۔''

'' اچھی بات ہے سپ... تمہاری مرضی۔''

'' آپ پریشان نہ ہوں... یہ میرے بائیں ہاتھ کی مار ہیں... آپ کو معلوم ہی ہے... چیٹو نے اگر کسی سے شکست کھائی تھی تو مجھ سے...یا پھر آج وہ ان سے مار کھا گیا ہے...''

'' اچھی بات ہے...''

ایسے میں انہوں نے چیٹو کا قہقہہ سنا... وہ پاگلوں کی

طرح ہنس رہا تھا... مجمع حیرت زدہ رہ گیا...ان سب نے چیٹو کو اٹھتے دیکھا:

'' یہ...یہ کیا... مسٹر چیٹو... آپ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔'' شوکی نے کانپتی آواز میں کہا۔

'' ہاں! میں اٹھ کھڑا ہوا ہوں لیکن۔''

'' اس سے پہلے بھی آپ ایک عدد لیکن اٹھا کر لے آئے تھے اب پھر لیکن کہہ دیا... آخر آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔''

'' میں... میں یہ کہنا چاہتا ہوں... کہ...مم... مگر نہیں۔''

'' یہ آپ نے کیا کہا...'' فاروق بولا۔

'' پتا نہیں میں نے کیا کہا... پتا نہیں میں کیا کہنا چاہتا ہوں، شاید میرا دماغ چل گیا ہے۔''

'' ضرور یہی بات ہے۔''

'' تب پھر ایک وار اور سہی۔''

یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید اس کی طرف بڑھے:

'' نہیں انسپکٹر جمشید... نہیں۔'' انسپکٹر کامران مرزا چلا اٹھے۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK
Uploaded By Muhammad Nadeem

"اب آپ کو کیا ہوا ابا جان۔" آفتاب گھبرا گیا۔

"اس پر وار نہ کریں... بالکل نہ کریں... ہاں۔" ان کا لہجہ عجیب ہو گیا۔

"اوہ اچھا... ٹھیک ہے..." یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید پیچھے ہٹ گئے۔

"یہ یہ... آج یہاں کیا ہو رہا ہے... کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔" پروفیسر داؤد نے بوکھلا کر کہا۔

"آ جائے گا آہستہ آہستہ سمجھ میں... بہرحال میں اب چیتو پر وار نہیں کروں گا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"شکریہ۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"چیتو! کیا تم پھر سے لڑنے کی پوزیشن میں ہو۔"

"ہاں سر! میں لڑنے کی پوزیشن میں ہوں... لیکن ان سے نہیں۔"

"کیا مطلب!" سپ کی آواز گونجی۔

"میں ان سے نہیں! آپ سے لڑوں گا... ان کے لیے آپ سے لڑوں گا... یہ بہت عظیم لوگ ہیں... بلکہ میں کہتا ہوں... آپ ان سے نہ لڑیں... پوری دنیا کے سامنے اپنی ہار

مان لیں... ان سے معافی مانگ لیں... اس صورت میں یہ ضرور بغیر لڑے یہاں سے واپس جانا منظور کر لیں گے۔"

"یہ... یہ تم کہہ رہے ہو چیتو۔" سپ کی کھوئی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہاں باس! یہ میں کہہ رہا ہوں... میرا نیک مشورہ مان لیں... ابھی وقت ہے۔"

"ہرگز نہیں... اگر تم ان کے ساتھی بن گئے ہو تو پہلے میں تمہارا کانٹا نکالوں گا۔"

"آئیے باس آئیے... میں ان لوگوں کا دوست بن جانا چاہتا ہوں۔"

"لیکن کیوں! آپ کیوں ہماری حمایت پر تل گئے ہیں؟" فاروق بولا۔

"دراصل میں ایشیائی ممالک کی ترقی میں کوششوں کی قدر کرتا ہوں... اور ہمارے جیسے بڑے ملکوں کی طرف سے ان کے خلاف کی جانے والی سازشوں کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا... کیونکہ کبھی انشارجہ بھی غریب ملک تھا اس نے بھی برٹائن کے خلاف جنگ کر کے اور ترقی کی جدوجہد کر کے آزادی حاصل

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی.... جبکہ آج الشارجہ یعنی میرا ملک آپ کے ملک جیسے غریب ملکوں کی ترقی یافتہ بننے کی کوششوں کو روکنا چاہتا ہے... آپ کی بہادری اور اپنے ملک کے لئے اپنی جان داؤ پر لگانے کے جذبے نے مجھے مجبور کردیا کہ آپ کی قدر کروں اور آپ کے خلاف لڑائی کا حصہ نہ بنوں... بس یہی بات ہے... اور میں وہی کرتا ہوں جو مجھے درست لگتا ہے۔

"چیٹو! تم نے یہ اچھا نہیں کیا... اب تم میرے ہاتھوں سے مارے جاؤ گے۔" سپ کی غرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"پروا نہیں... "فکر نہ کرو چیٹو! ہم تمہارے ساتھ ہیں... اب تم مسٹر سپ کے نہیں، ہمارے ساتھی ہو۔"

"خوب! بہت خوب! میں آرہا ہوں چیٹو... اپنے ساتھیوں کی جو مدد لے سکتے ہو لے لو۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی انہوں نے اس راستے سے مسٹر سپ کو آتے دیکھا... جس سے ان سب کو لایا گیا تھا... اس میدان تک آنے کے بس دو ہی راستے تھے... ایک یہ تنگ راستہ دوسرا وہ راستہ جس سے شیر آیا تھا۔

میدان میں آتے ہی مسٹر سپ کو گویا پر لگ گئے... وہ ہوا میں اڑتا ہوا ان کی طرف آتا نظر آیا... ساتھ ہی چیٹو نے بوکھلا کر کہا:

"بچیے!"

☆☆☆☆☆

ندیم
Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہولناک لمحات

چیٹو نے اس سے تو ضرور کہا تھا، بچیے... لیکن خود اس نے مسٹر سپ سے بچنے کی کوشش نہیں کی تھی... سپ اس وقت سر سے لے کر پیر تک سیاہ لباس میں تھا... صرف آنکھوں کی جگہ دو سوراخ نظر آرہے تھے... وہ تیر کی طرح آیا اور چیٹو سے ٹکرا گیا:

اس وقت انہوں نے اپنی زندگی کا حیرت انگیز ترین منظر دیکھا...وہ چیٹو جسے وہ ہلا تک نہیں سکے تھے... انسپکٹر جمشید کا وار بھی جسے لڑکھڑا نہ سکا تھا... وہ سپ سے ٹکراتے ہی کٹے ہوئے درخت کی طرح گرا۔ اور وہ دھک سے رہ گئے:

''یہ... یہ کیا ہوا مسٹر چیٹو۔''

''میں ان کے راستے میں نہ آتا تو آپ میں سے کوئی

لپیٹ میں آتا اور وہ زندہ بچ ہی نہیں سکتا تھا۔''

''ہم نے یہ نہیں پوچھا... وہ تو ہم سمجھ گئے کہ آپ ہمیں بچانے کے لیے مسٹر سپ کے سامنے آئے تھے...ہم تو یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ اتنی آسانی سے کیسے گر گئے... آپ تو دنیا کے سخت ترین آدمی ہیں۔''

''ہاں! میں سخت ترین آدمی ضرور ہوں... لیکن مسٹر سپ اور چیز ہیں... خیر آپ فکر نہ کریں... چیٹو بھی آج ان کا آخری دم تک مقابلہ کریں گے۔''

ان الفاظ کے ساتھ ہی چیٹو اچھل کر کھڑا ہوگیا اور اس کی انہیں ایک فیصد بھی امید نہیں تھی ... ان کا خیال تھا کہ اب چیٹو اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ہو سکے گا۔

انہوں نے دیکھا... چیٹو تنا کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر ایک بہت ہی بھولی بھالی سی مسکراہٹ تھی...اس کی یہ مسکراہٹ دیکھ کر انسپکٹر کامران مرزا کانپ گئے... انہوں نے بوکھلا کر کہا:

''نہیں چیٹو... نہیں۔''

یہ کہتے ہی وہ چیٹو اور سپ کے درمیان میں آگئے:

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

”یہ کیا کہا آپ نے انکل... نہیں چیتو نہیں۔“ آصف نے حیران ہو کر کہا۔

”آپ ہٹ جائیں ... انسپکٹر صاحب۔“ چیتو بولا۔

”نہیں! ہمارے لیے تم اتنے ہی قیمتی ہو جتنا ہم میں سے کوئی ایک... خان رحمان۔“ انہوں نے کہا، ساتھ میں خان رحمان کو پکارا بھی۔

”چیتو کو اپنی طرف کھینچ لے جاؤ۔“

”انسپکٹر صاحب... مہربانی فرما کر ... مجھے اس سے بھڑ جانے دیں... آپ نہیں جانتے۔“ چیتو نے اپنا جملہ درمیان میں چھوڑ دیا۔

”کیا نہیں جانتے۔“ انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

”سپ کیا چیز ہے ... جب کہ میں جانتا ہوں۔“

”نہیں جانتے تو اب جان جائیں گے ... مگر اپنے اوپر تمہیں قربان نہیں ہونے دیں گے ... ہم سب مل کر بھی اگر تمہیں بچاتے ہوئے اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے تو بھی ہمیں کوئی ملال نہیں ہوگا... قطعاً یہ خیال نہیں ہوگا کہ ہم نے مفت میں اپنی جانیں دیں۔“

”یہ... یہ کیا کہا آپ نے... یہ میں اس قدر اہم کیسے ہوگیا... کب سے ہوگیا...“ چیتو کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔

”جب سے تم نے ہمارے دوست ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔“

”یہ بات میرے لیے انوکھی ہے... مجھے اپنی زندگی کی کوئی پروا نہیں...۔“

”نہیں چیتو... ہم تمہیں اپنے ساتھ اپنے ملک لے کر جائیں گے۔“

”اس سے زیادہ بے وقوفانہ بات میں نے زندگی میں کبھی نہیں سنی۔“ سپ کی آواز ابھری۔

اب تک وہ بالکل نزدیک آچکا تھا... اور چونکہ چیتو کے آگے انسپکٹر کامران مرزا کھڑے تھے، اس لیے ان پر بہت آسانی سے حملہ آور ہو سکتا تھا:

”بے وقوفانہ بات.... کیا مطلب؟“ مجمع چلا اٹھا۔

”وہ ایسے کہ لاکھوں کا مجمع تم لوگوں کے گرد موجود ہے... یہاں سے نکلنے کے تمام راستے بند ہیں... تم بھلا یہاں

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے کیسے چلے جاؤ گے ... تمام بحری، فضائی اور خشکی کے راستے ہماری نظروں میں ہیں... تمام راستوں پر زبردست پہرہ ہے ... پھر بھلا تم کیسے فرار ہوسکتے ہو ... میں کہہ چکا ہوں، یہ دن تمہاری زندگیوں کا آخری دن ہے ... اور تمہاری اموات کا سلسلہ اب شروع ہونے چلا ہے...اچھا ہوا چیٹو درمیان سے ہٹ گیا.. اس سے ہم بعد میں نبٹیں گے ... اور بتائیں گے کہ ہم سے غداری کرنے کی سزا کیا ہے !۔''

''مجھے کوئی پروا نہیں لیکن میں غدار نہیں ہوں۔ اپنے وطن انشارجہ یعنی اس سرزمین کے لئے جان بھی قربان کر سکتا ہوں لیکن ساتھ ہی ساتھ اپنے ملک کے فائدے کیلئے کسی دوسرے ملک کو نقصان بھی نہیں پہنچا سکتا۔''

'' خان رحمان ! تم حرکت میں نہیں آئے...ہم چیٹو کو اپنے ملک لے جائیں گے ...''

اسی وقت خان رحمان دوڑ کر آئے اور چیٹو کو بازو سے پکڑ کر وہاں تک لے گئے جہاں سب لوگ کھڑے تھے:

''لو مسٹر سپ ! اب میرے اور آپ کے درمیان تو کوئی نہیں ... اب ہو جائیں دو دو ہاتھ ۔''

''کیا اس سے بہتر یہ نہیں کہ تم بتا دو... میں جہاز پر کس روپ میں تھا۔''

''نہیں... پہلے جنگ ہوگی... تمہیں اس میدان کی خاک میں چھوڑ کر اعلان کریں گے کہ جہاز پر تم کس روپ میں تھے... بلکہ تمہاری اصل شکل صورت بھی وہی ہے ... مطلب یہ کہ جب ہم تمہارا نقاب الٹیں گے ... تو سب تمہارا وہی چہرہ دیکھیں گے ... جو جہاز پر نظر آتا رہا ہے ۔''

'' اوہ ... اوہ... تو ... تم نے یہ بات جان لی ۔'' مارے حیرت کے سپ کے منہ سے نکلا ۔

'' اللہ کی مہربانی سے ۔''

'' خیر... دیکھتے ہیں، ایسا وقت آتا ہے یا نہیں۔'' سپ ہنسا۔

'' انسپکٹر کامران مرزا آپ ان کے لڑائی کے طریقے سے واقف نہیں ہیں... میری بات مان لیں ... مجھے ان سے لڑلینے دیں۔'' پیچھے سے چیٹو چلایا۔

نہیں۔'' انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

'' انسپکٹر کامران مرزا ! میرا وار سنبھالو ۔''

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اسی لیے تو کھڑا ہوں۔" وہ مسکرائے۔

پھر کسی کو پتا نہ چلا کہ سپ نے کیا کیا... بس سب نے یہ دیکھا کہ انسپکٹر کامران مرزا چت پڑے تھے اور ان کے جسم میں کوئی حرکت نہیں تھی:

"دیکھا... میں نے کہا تھا نا۔" چیتو نے بھنا کر کہا۔

"چیتو! ہمارے بھائی... گھبراؤ نہیں ... اس میں شک نہیں کہ ہم واقعی نہیں جان سکے... کہ مسٹر سپ نے کس طرح وار کیا ہے... لیکن اس کے باوجود ہم ان کا مقابلہ کریں گے۔"

"اُف... کیسے کریں گے ... جب آپ کو پتا ہی نہیں کہ وہ وار کس طرح کرتے ہیں۔"

"ہوجائے گا اندازہ... مجھے نہیں ہو گا تو میرے ساتھیوں کو ہو جائے گا۔"

"تو آپ مجھ سے پوچھ لیں۔"

"نہیں! ہر گز نہیں... شروع سے ہمارا یہی تو موقف ہے ...ہم اپنے بل پر مسٹر سپ کو شکست دیں گے ... اور یہاں سے رخصت ہوجائیں گے... اسی لیے تو ہم نے آپ کو

مسٹر سپ سے نہیں لڑنے دیا ... کیونکہ جنگ کی صورت میں اگر آپ جیت جاتے تو پوری دنیا ہمیں طعنے دیتی ... تم کون سا اپنے بازوؤں کی طاقت سے جیتے ہو ...لہٰذا اب بھی میں آپ سے نہیں پوچھوں گا۔"

"آؤ انسپکٹر جمشید آؤ۔" سپ ہنسا۔

انسپکٹر جمشید ایک ایک قدم اٹھاتے اس کی طرف بڑھے... اب ان کے سب ساتھیوں کے دل دھک دھک کر رہے تھے وہ نہیں جانتے تھے کہ اب کیا ہوگا... سپ کس رخ سے وار کرے گا ۔ کیا ان کا انجام بھی انسپکٹر کامران مرزا جیسا ہو گا...

ان سب کی نظریں سپ پر جمی تھیں ، کیونکہ وار اسی نے کرنا تھا... انسپکٹر جمشید کو تو اس کا وار روکنا تھا...اور پھر انہوں نے انسپکٹر جمشید کی چیخ سنی ۔

مارے حیرت اور خوف کے ان کی سٹی گم ہو گئی... کیونکہ اس بار بھی وہ نہیں جان سکے تھے... کہ سپ نے کیا کیا ہے... اور یہ صورت حال بہت ہولناک تھی... کیونکہ ان کے دو اہم ترین ساتھی زمین دیکھ چکے تھے ۔ انسپکٹر جمشید بھی

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب ساکت تھے... انسپکٹر کامران مرزا جب سے گرے تھے ... انہوں نے بھی حرکت نہیں کی تھی ... ان حالات میں ان کے دل بیٹھے جا رہے تھے... پھر انہوں نے سپ کا قہقہہ سنا:

"یہ... جو ہے نا ... چیتو ... یہ ٹھیک کہہ رہا تھا... آپ لوگوں کو چاہیے تھا... اسے مجھ سے مقابلہ کرنے دیتے ... لیکن آپ نے اس کی بات نہیں مانی ..." سپ نے قہقہہ روک کر کہا:

"میں تو اب بھی کہتا ہوں ... مجھے مقابلہ کرنے دیں۔"

چیتو نے فوراً کہا۔

"تو کیا تم مقابلہ کرسکو گے۔" خان رحمان نے حیران ہو کر پوچھا۔

"نہیں۔" اس کے لہجے میں مایوسی تھی۔

"نہیں... تب پھر کیا فائدہ۔"

"فائدہ یہ ہو گا کہ آپ کو معلوم ہو جائے گا... مسٹر سپ ار کس طرح کرتے ہیں۔"

"کیسے معلوم ہوجائے گا۔"

"میں ان سے جنگ کر چکا ہوں... ان کے وار کرنے

سے پہلے اپنا بچاؤ کروں گا... اس طرح آپ یہ دیکھ سکیں گے کہ یہ کس طرح وار کرتے ہیں۔"

"تو تم ویسے ہی بتا دو نا۔" آفتاب نے جھلا کر کہا۔

"یہی تو مشکل ہے... مجھے خود بھی نہیں معلوم۔" اس نے بے بسی سے کہا۔

"حد ہوگئی... بھئی جب تمہیں خود معلوم نہیں تو وار کس طرح روکو گے۔"

"سابقہ جنگ کے تجربے کی روشنی میں۔"

"نہیں! ہم تم سے مدد نہیں لیں گے... ہمارے ان دو بڑوں نے مدد نہیں لی تو ہم کیسے لے لیں... بس تم آرام سے جنگ دیکھو۔"

"اس طرح تو پھر سب لمبے لیٹے نظر آئیں گے۔"

"ہمارے ساتھی زندہ ہیں... ان کے ہوش میں آنے کی دیر ہے... پھر دیکھیے گا جنگ کا پانسا پلٹتا ہے یا نہیں۔"

"اچھی بات ہے... دیکھ لوں گا ... مجھے تو آپ جو دکھائیں گے، وہی دیکھ لوں گا... مجھے اپنی فکر تو ہے ہی نہیں... میں تو آپ لوگوں کے لیے پریشان ہوں ... کیونکہ۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ کہتے کہتے رک گیا۔

"کیونکہ کیا بھائی چیٹو۔" شوکی نے جلدی سے کہا۔

"کیونکہ ... آپ کی فتح میری فتح ہے اور آپ کی شکست میری شکست ہے۔"

"بات تو خیر آپ کی ٹھیک ہے... بہرحال آپ فکر نہ کریں... ہم انشاء اللہ انہیں دیکھ لیں گے... کیونکہ ..." محمود نے بلند آواز میں کہتے کہتے یک دم جھٹکے دار انداز میں جملہ روک دیا:

"کیونکہ کیا!!!" مارے حیرت کے اس کے منہ سے نکلا۔

"کیونکہ ... وہ دیکھیے۔"

اس نے انگلی سے اشارہ کیا... یہ اشارہ انسپکٹر کامران مرزا کی طرف کیا گیا تھا... اس کے ساتھ ہی سب ان کی طرف مڑ گئے اور ادھر انہوں نے سپ کو منہ کے بل گرتے دیکھا:

☆☆☆☆☆

مہلت

کسی کی سمجھ میں نہ آیا کہ سپ کیسے گر گیا... کیونکہ اس وقت پورے مجمعے کی توجہ انسپکٹر کامران مرزا کی طرف تھی... اور سپ کے گر جانے یا اس پر کسی طرف سے کسی کے حملہ آور ہونے کا تو کسی کو گمان تک نہیں تھا۔

اب مجمعے میں مکھیوں کی بھنبھناہٹ گونج اٹھی... سکتے کی حالت میں سب سپ کو دیکھے جا رہے تھے... پھر اچانک وہ اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ اس کے چہرے پر بھی بلا کی حیرت تھی:

"مسٹر سپ! آپ کو کیا ہوا تھا۔" مجمعے میں سے ایک طرف سے آواز ابھری... اس طرف سب سرکاری لوگ بیٹھے تھے... اور انہی لوگوں میں انشارجہ کے کرتے دھرتے بھی موجود

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھے۔

"میں... میں خود حیران ہوں۔"

"لیکن پھر بھی... آپ کو ہوا کیا تھا؟"

"مجھے کسی نے پیچھے سے دھکا دیا تھا... جب کہ میں بالکل بے دھیان تھا اور انسپکٹر کامران مرزا کی طرف متوجہ تھا:"

"تت... تو کیا... آپ کسی کے دھکا دینے سے گر سکتے ہیں۔" شوکی اٹک اٹک کر بولا۔

"بے دھیان نہ کھڑا ہوں تو نہیں گر سکتا۔" اس نے منہ بنایا۔

"لیکن آپ کو دھکا کس نے دیا۔" سرکاری لوگوں میں سے کسی نے کہا۔

"میں... میں دیکھ نہیں سکا۔" سپ بولا۔

"پھر اب کیا پروگرام ہے۔"

"اب میں ان لوگوں کو مہلت دیے بغیر یہ کھیل ختم کرنا پسند کروں گا۔ کیونکہ ... اس میدان میں بہرحال ایک دو حیرت انگیز ترین باتیں ہو چکی ہیں... مجھے اب اس میں کوئی شک نہیں رہا گیا کہ یہ لوگ غیر معمولی لوگ ہیں... ان میں

ضرور کچھ خاص باتیں ہیں... یہ بلا وجہ مشہور نہیں ہو گئے۔"

سپ کے ان الفاظ پر پورا مجمع تالیاں بجانے لگا:

"مسٹر سپ زندہ باد... آپ نے دشمن کی تعریف کر کے سب کے دل جیت لیے... ہمیں پوری امید ہے کہ آپ ان لوگوں سے جیت جائیں گے... آپ ایک بہادر دشمن ہیں..."

"شکریہ... شکریہ۔"

"بس تو پھر اب اس کھیل کو ختم کریں... ہم اور زیادہ انتظار نہیں کر سکتے۔"

"اب آپ ان لوگوں کی شکست کا وہ منظر دیکھیں گے کہ آج تک ایسا منظر نہیں دیکھا ہوگا۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی ہجوم نے مسٹر سپ کو حرکت میں آتے دیکھا بس یوں لگا جیسے بجلی کوند گئی ہو... اس کے بعد اس کا بدن تو جیسے نظر آنا بند ہو گیا... بالکل اسی طرح جیسے بجلی کا پنکھا جب چل نہیں رہا ہوتا تو اس کے پر نظر آتے ہیں اور جب وہ چلتا ہے تو پھر نظر نہیں آتے۔ بالکل ایسا ہی اس وقت ہوا تھا... پہلی بار وہ حرکت کرتا نظر آیا تھا... اس

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے بعد تو انسپکٹر جمشید کے سب ساتھی یکے بعد دیگرے گرتے ہی نظر آئے... پتا ہی نہیں چلا کہ کس کے جسم سے ٹکرایا... بس انہیں تو یوں لگتا رہا جیسے کوئی چٹان ان سے آٹکرائی ہو...

اورصرف چند سیکنڈ میں میدان صاف تھا...ان میں سے کوئی بھی اپنے پیروں پر کھڑا نظر نہیں آرہا تھا...بس مسٹر سپ ضرور کھڑا نظر آیا...بس پھر کیا تھا... پورا مجمع تالیاں بجانے لگا۔

تالیوں کی اتنی گونج انہوں نے زندگی میں کبھی نہیں سنی تھی...

تالیوں کی گونج میں لوگ ہنس رہے تھے، قہقہے لگا رہے تھے... یوں لگتا تھا جیسے پاگل ہو گئے ہوں...ہنستے ہنستے ان کی آنکھوں سے پانی جاری ہو گیا...انہیں گویا اپنا ہوش نہ رہا... ایسے میں مسٹر سپ اچانک فضا میں بلند ہوا اور کافی اونچا اٹھا پھر سر کے بل زمین پر آرہا... وہ اس قدر زور سے ٹکرایا کہ بہت بلند آواز سنائی دی...اس آواز نے سب کے قہقہوں کے گلے گھونٹ دیے ...یا تو قہقہوں کی وجہ سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی یا پھر اب موت کا سناٹا

طاری ہو چکا تھا۔

اب سب منہ کھولے بیٹھے تھے... یوں لگتا تھا جیسے منہ بند کرنا بھول گئے ہوں... کسی کی سمجھ نہیں آیا تھا کہ یہ کیسے ہوگیا ... پھر لوگوں نے دیکھا... انسپکٹر جمشید اس کی طرف ایک ایک قدم بڑھ رہے تھے، پھر وہ اس کی کمر تک پہنچ گئے... اوراس کی گردن پر جا بیٹھے ... ساتھ ہی انہوں نے اس کے بال بائیں مٹھی میں جکڑ لیے ...دایاں بازو اس کی گردن پر کس دیا اور لگے زور لگانے:

"مسٹر سپ ... اب خود کو چھڑا لو ... اگر چھڑا سکتے ہو ... ورنہ پھر تمہیں مہلت نہیں ملے گی۔"

سپ نے ان کی بات کے جواب میں کوئی کوشش نہ کی... جوں کا توں پڑا رہا:

"مسٹر سپ ... آپ سے میں کہہ رہا ہوں... زور لگا سکتے ہیں تو لگا لیں، خود کو چھڑا سکتے ہیں تو چھڑا لیں..."

وہ اب بھی نہ ہلا ... یہاں تک کہ اس کی آنکھیں باہر کو ابلنے لگیں... ایسے میں انشارجہ کے سرکاری حلقے سے آواز ابھری:

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

'' انسپکٹر جمشید ... مسٹر سپ کو چھوڑ دیں... آپ جو کہیں گے ، ہم آپ کا مطالبہ پورا کر دیں گے ۔''

'' نہیں ۔'' سپ کے منہ سے نکلا ۔

وہ حیران رہ گئے... چھوڑنے والی بات پر اس کے جسم میں ہلکی سی حرکت ہوئی تھی... ورنہ اس سے پہلے تو اس نے ہلنے کی قطعاً کوئی کوشش نہیں کی تھی :

'' کیا کہا مسٹر سپ نہیں... بھلا کس بات پر نہیں کہا ۔''

یہ آواز انشارجہ کے صدر کی تھی ... اس سے پہلے اس کے مشیر وغیرہ بات کرتے رہے تھے ۔

'' میں نے کہا ہے ... مجھے اس طرح چھڑایا جانا منظور نہیں... میں شکست کی صورت میں موت کو پسند کروں گا... لہٰذا مجھے مر جانے دیا جائے ... کیا فائدہ میری زندگی کا ... اتنی مہارت کے باوجود میں ان کے ہاتھوں شکست کھا گیا ۔'' سپ نے مردہ آواز میں کہا ۔

'' اسی پر تو حیرت ہے ... آخر یہ کیسے ہوگیا...''

'' مجھے کچھ معلوم نہیں ... بس انہوں نے یہ بات معلوم کر لی تھی کہ اگر میری کمر پر وار کیا جائے تو میں گر جاتا

ہوں . . .اور یہ چوٹ مجھے کہیں کا نہیں چھوڑتی . . . بس انہوں نے اس سے فائدہ اٹھا لیا ... میں نہیں جانتا... یہ فائدہ انہوں نے کیسے اٹھا لیا ۔'' سپ یہاں تک کہہ کر خاموش ہوگیا۔

'' لیکن مسٹر سپ ! انہیں رہا کر اپنے بہترین آدمی کی جان بچانا کیسے برا ہے...ہم سب کے خیال میں تو یہ بہترین صورت ہے ۔''

'' یہ ہماری بالکل صاف شکست ہوگی ...''

'' نہیں! یہ تو معاملے طے کرتا ہوا...''

'' مجھے یہ منظور نہیں... ان لوگوں کو اپنا زور لگا لینے دیں...یہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ... مجھے صرف ...'' سپ کہتے کہتے رک گیا ۔

انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا... اور پھر اچانک سپ اٹھ کھڑا ہوگیا ... اس پر پورا مجمع پھر تالیاں بجانے لگا ...اور وہ سیدھا کھڑا ہو چکا تھا ... ایسے میں اس کی آواز ابھری:

'' انسپکٹر جمشید ... کمرے پر چوٹ کھانے کے بعد مجھے صرف ایک منٹ درکار ہوتا ہے اور یہ ایک منٹ مجھے ہمارے

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

صدر صاحب نے باتوں میں لگانے کے بہانے سے دے دیا۔ اب تم جاؤ۔''

یہ کہتے ہی اس نے ایک ہلکا سا جھٹکا دیا اور انسپکٹر جمشید کسی ننھے سے بچے کی طرح اچھل کر دور جا گرے ... ان سب نے دیکھا... وہ ایک بار پھر ساکت ہو چکے تھے:

'' کوئی پروا نہیں...اب ہم باقاعدہ مقابلہ کریں گے۔'' انسپکٹر کامران مرزا نے للکار کر کہا۔

'' تت تو کیا انکل... اب تک ہم بے قاعدہ مقابلہ کرتے رہے ہیں۔'' فرزانہ بولی۔

'' مم... میرا مطلب ... یہ نہیں تھا۔'' وہ گڑبڑا گئے۔

عین اسی وقت سپ نے پھر حرکت کی... اور بس وہ پہلی حرکت کرتا نظر آیا ... اس کے بعد نظر نہیں آیا... ادھر انسپکٹر کامران مرزا بہت اونچا اچھل کر نیچے آ گرے...ان کے علاوہ جو بھی اپنے پیروں پر کھڑا تھا... وہ بھی گرتا چلا گیا... آن کی آن میں میدان پھر صاف تھا...مجمع پھر پاگلوں کی طرح تالیاں بجانے لگا:

'' صدرِ محترم ! آپ نے دیکھا۔'' سپ نے شوخ آواز

میں کہا۔

'' ہاں کیوں نہیں...میں نے ہی کیا ... سب نے دیکھا ... بلکہ پوری دنیا نے دیکھا۔''

'' آپ ٹھیک کہتے ہیں۔''

'' صاحب صدر ... کیا خیال ہے ... ان سب کو ٹھکانے لگا دیا جائے۔''

''نہیں جکڑ کر قید میں ڈال دیا جائے... میرا خیال ہے ... یہ صورت ہمارے لیے بہتر رہے گی۔''

'' جب کہ میں نے ان سے کہا تھا ... یہاں اس میدان میں تم سب کو موت کے گھاٹ اتار دوں گا...لہٰذا صدر صاحب مجھے ایسا کرنے دیں۔''

'' نہیں ... ہم انہیں زندہ حالت میں اپنے پاس رکھیں گے۔''

'' آپ نہیں جانتے محترم صدر... یہ بہت خطرناک ہیں... ان کے سر کچلنا ہی بہتر ہے۔''

'' لیکن !''

ایک آواز ابھری... سب نے چونک کر انسپکٹر جمشید

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور ان کے ساتھیوں کی طرف دیکھا ... آواز پھر ابھری:

'' لیکن اس سے پہلے ہم سے یہ تو پوچھ لیں... کہ آپ جہاز پر آپ کس روپ میں تھے ...''

'' اوہ ہاں ! یہ تو رہ ہی گیا ... چلو یہ بھی پوچھ ہی لیں... تم لوگ بھی کیا یاد کرو گے ۔''

'' ہم سب نے یہ بات کاغذ کی چٹوں پر لکھ کر اپنی اپنی جیب میں رکھ لی ہے ...جب ہمیں یہ فلم دکھائی گئی تھی تو ہم نے یہی کام کیا تھا ... آپ ہم سے یہ چٹیں لے لیں اورخود ہی پڑھ کر اپنا نام سب کو سنا دیں... اس طرح لطف رہے گا۔''

'' اچھی بات ہے ۔''

وہ سب اس وقت لمبے لیٹے ہوئے تھے... کیونکہ ابھی ابھی سپ کے ہاتھوں مار کھائی تھی ... اب سپ ان کی طرف بڑھا اور ایک ایک سے چٹ لینے لگا ...پھر ان کے درمیان کھڑے رہ کر ہی اس نے پہلی چٹ کو کھول کر پڑھا... اچانک اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا ... منہ سے نکلا :

'' اوہ۔''

'' اس کا مطلب ہے، ان لوگوں نے درست اندازہ لگایا

ہے ۔'' صدر کی آواز ابھری۔

'' جو چٹ میرے ہاتھ میں ہے ... اس کی حد تک۔''

'' چلیے پھر دوسری چٹیں بھی پڑھ ڈالیے ۔'' کئی آوازیں ابھریں۔

اب سپ باری باری چٹیں پڑھنے لگا... ہر چٹ پر اسے جھٹکا لگتا رہا ، یہاں تک کہ چٹیں ختم ہوگئیں۔ اب وہ حیرت کا بت بنا کھڑا تھا:

''کیا ہوا مسٹر سپ ۔'' تماشائیوں میں سے بے شمار آوازیں ابھریں۔

'' ان لوگوں نے بالکل درست اندازہ لگایا ہے ... کسی ایک کا بھی اندازہ غلط نہیں۔''

'' بہت خوب! اب وہ نام ہمیں بھی معلوم ہونا چاہیے ۔''

''بالکل ہونا چاہیے اور اگر یہ خود بتانا پسند نہیں کریں گے تو ہم بتائیں گے ۔''

سپ کے منہ سے کوئی آواز نہ نکلی... اب انسپکٹر کامران مرزا نے کہا :

'' اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ بتانا پسند نہیں کرتے ... سو

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں بتا دیتا ہوں... جہاز پر یہ ...''

ابھی انہوں نے اتنا ہی کہا تھا کہ سپ حرکت میں آیا اور انسپکٹر کامران مرزا سے ٹکرا گیا ... وہ اچھل کر بہت زور سے گرے۔

'' کوئی پروا نہیں... میں نام بتاؤں گا۔'' خان رحمان گرجے۔

سپ فوراً ان کی طرف مڑا... اور بجلی کی تیزی سے ان سے ٹکرا گیا...ان کا بھی حشر انسپکٹر کامران مرزا جیسا ہوا۔

''کوئی پروا نہیں... میں بتاؤں گا ۔'' منور علی خان بولے۔

'' آپ... آپ کیسے بتائیں گے ۔''

'' ابھی... انسپکٹر کامران مرزا نے اپنی چٹ پر لکھا نام مجھے دیا تھا... ان کا نام ہے ۔''

ساتھ ہی سپ ان سے ٹکرایا... وہ بھی گرے۔

'' اس کا کیا فائدہ ... یہ تو باری باری سب کو گرا دیں گے... لہٰذا ترکیب نمبر تیرہ ...ان کے چاروں طرف کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایک ساتھ پکارتے ہیں... ان کا نام ہے ...''

سپ اس بار اور انداز سے حرکت میں آیا اور ایک ہی وقت میں سب سے ٹکراتا چلاگیا... عجیب بات یہ تھی کہ ان میں انسپکٹر جمشید نظر نہیں آئے تھے... اور نہ ہی چیتو نظر آیا تھا... پھر ایک آواز گونجی:

'' میرا دعویٰ ہے... ہم مسٹر سپ کو چشم زدن میں شکست دے سکتے ہیں... یہ ہمیں اپنا جہاز والا نام بتانے نہیں دے رہے ... ہم انہیں شکست دے کر ، بے بس کر کے ان کا نام بتائیں گے ...اب آپ میرا کمال دیکھیے ۔'' یہ آواز فاروق کی تھی ۔ سب لوگوں نے اسے اٹھتے دیکھا ۔

یہ دیکھ کر سپ کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی:

'' یہ...یہ کیسے ممکن ہے ۔'' وہ چلا اٹھا۔

'' کیا کیسے ممکن ہے ۔''

'' یہ کہ مجھ سے چوٹ کھانے کے بعد کوئی اس قدر جلد اٹھ کھڑا ہو جائے... ہاں کچھ دیر بعد ایسا کرنا ضرور ممکن ہے۔''

'' یہاں تو کچھ اور بھی ممکن ہے ۔'' محمود ہنسا۔

'' کچھ اور بھی ممکن ہے ... کیا مطلب ؟''

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہاں! کیوں نہیں... دیکھئے نا ... لاکھوں لوگوں نے ہم پر جوتیاں برسائی ہیں ، ہمیں ان جوتیوں سے کچھ تو فائدہ اٹھانا چاہیے تھا ۔"

"کیا مطلب ؟" سپ نے حیران ہو کر کہا ۔

"فائدہ اٹھانے کا وقت آ پہنچا...اب آپ مجھ سے کمنٹری سنیئے ... ایک جگہ جوتوں دو نیلوں کی شکل دی جا چکی ہے ... ہمارے ایک ساتھی نے ان دو نیلوں کے درمیان میں پوزیشن لے لی ہے... اور انہوں نے اپنے کندھے پر کارتوس کو سوار کر لیا ہے..."

"کیا کہا... کارتوس ... تم... تم ضرور پاگل ہو گئے ہو ... موجودہ صورت حال میں تم پاگل نہیں ہو گے تو کیا ہوگا ۔" سپ چلایا ۔

"آپ سن تو لیں... ہمارے ساتھی نے اپنے کندھے پر کارتوس کو سوار کر لیا ہے اور اب وہ اس کارتوس کو آپ پر فائر کرنے لگے ہیں... لیجیے... وہ ہوا فائر ۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی سپ کے منہ سے ہولناک چیخ ابھری:

باعزت فرار

چند لمحوں تک کسی کی کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ ہوا کیا ہے ... سب لوگ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سپ کو دیکھ رہے تھے... وہ میدان کے بیچوں بیچ ساکت پڑا تھا :

"یہ... یہ کیا ہوا تھا ۔" مجمع چلا اٹھا۔

"وہی ہوا تھا... جو آپ کو بتایا جا چکا ہے... ہمارے والد انسپکٹر جمشید نے اپنے کندھے پر کارتوس ... اوہ معاف کیجیے گا ... فاروق کی روح میرے اندر حلول کر گئی شاید... ہاں..."

"ارے باپ رے ۔" فاروق گھبرا گیا ۔

"یار چپ اچھا ۔" محمود چلایا۔

"اچھا !" فاروق نے کہا اور ہونٹ بھینچ لیے ۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں کہہ رہا تھا... ہمارے والد انسپکٹر جمشید نے اپنے کندھے پر چیتو کو سوار کیا اور اسے سپ کی کمر پر دے مارا... یہ تھا وہ کارتوس جو عین وقت پر چلا ... اور انتہائی کارگر ثابت ہوا... مسٹر سپ کی کمر کی ہڈی ٹوٹ چکی ہے ... اب یہ حرکت نہیں کرسکتے ... لہٰذا ہم..." خان رحمان کہتے کہتے رک گئے۔

"لہٰذا ہم کیا۔" کئی آوازیں ابھریں۔

"نہایت اطمینان سے بتا سکتے ہیں کہ مسٹر سپ جہاز پر جنجو کے روپ میں تھے۔"

"کیا !!!" سرکاری حلقے سے چیخ کر کہا گیا ... کیونکہ یہ بات انہیں معلوم تھی۔

"ہاں جناب ! اور اب چونکہ ہم نے شرط کے مطابق یہ بات بتا دی ہے... لہٰذا آپ اپنی طرف سے اعلان کرائیں... اور مسٹر سپ کو اٹھا کر لے جائیں... ان کا علاج کرائیں... ہوسکتا ہے ، ڈاکٹر حضرات ان کی ریڑھ کی ٹوٹی ہوئی ہڈی جوڑ دیں... ورنہ مصنوعی ریڑھ کی ہڈی لگوا لیں گے ... اور محترم صدر... اب بلا تاخیر... ہمارے بارے میں اعلان

کریں۔"

"اوہ ہاں... ان لوگوں نے تمام شرائط پوری کر دی ہیں ، لہٰذا انہیں باعزت بری کیا جاتا ہے اور انہیں ان کے ملک پہنچانے کا انتظام حکومت کرے گی۔" صدر کی آواز گونجی ۔

"نہیں... ہرگز نہیں۔" انسپکٹر جمشید چلا اٹھے۔

"جی ... یہ کیا کہا آپ نے اور کس موقعے پر کہا آپ نے ... نہیں ہرگز نہیں۔"

"ہاں! میں نے یہی کہا ہے ... نہیں ہرگز نہیں۔"

"تب پھر اپنے اس نہیں ہرگز نہیں کی وضاحت بھی کر دیں ذرا۔"

"میرا مطلب ہے... ہم ان کی دی ہوئی رہائی قبول نہیں کریں گے۔"

"تب پھر آپ یہاں اور کیا قبول کریں گے ۔"

"باعزت فرار ۔"

"جی ... کک ... کیا فرمایا ..." مارے حیرت کے فاروق نے کہا۔

"میں نے کہا ہے... باعزت فرار ... اس میں حیرت کی

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیا بات ہے۔''

'' حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ تو کسی ناول کا نام ہوسکتا ہے۔''

''دھت تیرے کی۔'' محمود نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

'' مسٹر انسپکٹر جمشید ... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔'' سرکاری اطراف سے کسی نے طنزیہ کہا۔

'' ہم یہاں سے اپنے بل پر فرار ہوں گے۔''

'' ابھی ابھی تم لوگوں نے جو کامیابی حاصل کی ہے ... شاید اس نے تم لوگوں کا دماغ خراب کر دیا ہے ... ورنہ یہاں سے فرار... تم لوگوں کے لیے بالکل ناممکن ہے ... اورملک کے صدر پیش کش کر رہے ہیں کہ وہ آپ لوگوں کو رہا کرنے اور آپ کو آپ کے ملک پہنچانے کی ذمے داری قبول کرتے ہیں... اور آپ ہیں کہ اپنی ہانکے جا رہے ہیں... ہے کوئی تک۔'' کسی سرکاری آفیسر نے کہا۔

'' پتا نہیں ! اس بات میں تک ہے یا نہیں... مجھے تو بس اتنا معلوم ہے کہ ہم یہاں سے اپنے بل پر جائیں گے...

انشارجہ کے کندھوں پر سوار ہو کر اپنے ملک نہیں جائیں گے۔''

''تب پھر آپ لوگوں کو اجازت ہے... لیکن خیال رہے ... آپ نے ہماری پیش کش کو جھٹلا دیا ہے ... لہٰذا اب ہم آپ کا کوئی لحاظ نہیں کریں گے اور گرفتار کر کے جیل میں ڈالیں گے۔''

''وہ آپ کی مرضی... چلتے چلتے ... یہ بھی بتاتے چلیں... جہاز پر خود ہی اطلاع دینا کہ اس جہاز پر ملک کی کوئی اہم چیز لے جائی جا رہی ہے ... یہ سب منصوبہ بندی تھی... تاکہ ہم لوگ بھی جہاز پر سوار ہوجائیں... اور اس میدان میں لا کر ہمیں ذلیل کیا جائے ... لیکن مسٹر سپ ایک بات بھول گئے... یا پھر ان کے خمیر میں یہ بات ہے ہی نہیں۔''

'' اور وہ کیا !!!'' آوازا بھریں۔

'' یہ کہ عزت اور ذلت تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے... وہ جسے چاہے، عزت دے، جسے چاہے ذلیل کرا دے... انسانوں کے ہاتھ یہ بات نہیں ... '' یہاں تک کہہ کر انسپکٹر جمشید خاموش ہوگئے۔

'' ہم تم لوگوں کو بتائیں گے ... کہ ہم تمہیں ذلیل کر

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سکتے ہیں یا نہیں... ان لوگوں کو گرفتار کر لیا جائے ...''
سرکاری اطراف سے حکم جاری کیا گیا۔

'' اور ہماری طرف سے بھی ایک اعلان سن لیں۔''
انسپکٹر جمشید کی شوخ آواز سنائی دی ۔

'' اور وہ اعلان کیا ہے ۔''

'' وہ اعلان ہے ایک دو تین ۔''

ان کے اس جملے کے ساتھ ہی تین ہولناک دھماکے ہوئے ۔

☆☆☆☆

زمین کھا گئی!!

ان ہولناک دھماکوں کے ساتھ ہی ہر طرف بہت گھرا دھواں پھیلنے لگا ... جلد ہی دھوئیں نے میدان کے بڑے حصے کو ڈھانپ لیا... جہاں دھوئیں کا اثر نہیں پہنچ سکا تھا، وہاں بیٹھے لوگ بھی دھوئیں میں دیکھنے کے قابل نہیں رہ گئے تھے۔

پندرہ منٹ تک دھواں فضا پر مسلط رہا... اس دوران بے ہنگم قسم کا شور گونجتا رہا ... آخر دھواں ہلکا ہونے لگا ... اب لوگ ایک دوسرے کو دھندلے دھندلے نظر آنے لگے... پھر مطلع مزید صاف ہوا اور لوگ صاف نظر آنے لگے ... اب سب کی نظریں میدان کے درمیان میں جم کر رہ گئیں... ان پر حیرت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے... وہاں اب کوئی نہیں تھا... بس سپ کا ساکت جسم پڑا تھا... پھر حیرت زدہ آوازیں

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ابھریں:

”ارے! یہ کیا... یہ سب لوگ کہاں غائب ہو گئے... کیسے غائب ہو گئے۔ انہیں زمیں کھا گئی یا آسمان نگل گیا۔“

اب لوگ سب طرف نظریں دوڑانے لگے... لیکن وہ تو اس طرح غائب تھے جیسے واقعی انہیں زمین کھا گئی تھی... یا آسمان نگل گیا تھا:

”حیرت ہے... کمال ہے... آخر یہ لوگ کہاں چلے گئے۔“

”میرا خیال ہے... پہلے مسٹر سپ کو ہوش میں لانا چاہیے... شاید یہ کچھ بتا سکیں۔“

فوراً ہی تین ڈاکٹر میدان کے درمیان میں آ گئے۔ انہوں نے سپ کا معائنہ کیا... اسے انجکشن لگائے تب کہیں جا کر سپ نے آنکھیں کھولیں:

”مسٹر سپ! کیا آپ بتا سکتے ہیں... وہ لوگ کہاں چلے گئے۔“

”نن نہیں... میری کمر سے چیتو ٹکرایا تھا... بس اس کے بعد سے مجھے کوئی ہوش نہیں رہا۔“

”ہوں... اب آپ خود کو کیسا محسوس کر رہے ہیں۔“

”شاید میں اٹھ نہیں سکتا... ریڑھ میں شدید درد ہے...۔“

”ٹھیک ہے... ہم آپ کو ہسپتال لے جاتے ہیں... وہیں معلوم ہوگا کہ آپ کی ریڑھ کی ہڈی کو کتنا نقصان پہنچا ہے۔“

اور پھر مسٹر سپ کو سٹریچر پر ڈال کر اس میدان سے باہر لے جایا گیا... جہاں ایمولینس تیار کھڑی تھی۔

ادھر میدان میں اعلان کیا گیا:

”یہ مقابلہ انتہائی حیرت انگیز ثابت ہوا... بالکل اندازہ نہیں تھا کہ یہ اس رخ سے ختم ہوگا... بہرحال ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ جو ہم نے چاہا تھا، جو سوچا تھا، وہ نہیں ہوا۔ ہم ان لوگوں کو ذلیل اور رسوا نہیں کر سکے... وہ نکل گئے... اگرچہ پورے ملک میں اب تک ان کی تلاش شروع ہو چکی ہے... ظاہر ہے، وہ ملک میں ہی کہیں چھپیں گے... لیکن اگر ہم انہیں پکڑ لیں... تو بھی کوئی مزے دار بات نہیں ہوگی... مزے داری تو یہی تھی کہ ہم اس میدان میں وہ کرنے میں کامیاب ہو جاتے... جو کرنا چاہتے تھے... اور ایسا نہیں

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوسکا ... اس سلسلے میں البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہم نے یہ مقابلہ نہایت غیر جانبداری سے کرایا... لہٰذا ہم تمام حاضرین سے اجازت چاہتے ہیں اور پوری دنیا کے لوگوں سے بھی معذرت چاہتے ہیں ...پوری دنیا نے ہماری درخواست پر یہ مقابلہ دیکھا... ہم پوری دنیا کے شکر گزار ہیں... جونہی ہم انہیں پکڑنے میں کامیاب ہوئے، اخبارات میں خبریں شائع کر دی جائیں گی... اور نہ ملے ، تب بھی خبریں شائع کر دی جائیں گی... عوام سے کچھ بھی چھپایا نہیں جائے گا۔''

سب لوگ اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑے ہوئے... پروگرام اس میدان کی حد تک ختم ہو چکا ہے... لیکن پورے شہر کی فوج اور پولیس اس وقت گردش میں آچکی تھی... ان سب کی تلاش شروع ہو چکی تھی... اور ہر چوک کی ناکہ بندی کر لی گئی تھی... انتظامیہ کا خیال تھا کہ بہرحال وہ لوگ بچ کر نہیں جا سکتے۔

اسی وقت انتظامیہ کے بڑوں کا اجلاس شروع ہو چکا تھا... خفیہ پولیس کے سربراہ رابرٹ کنگ اس اجلاس کی صدارت کر رہے تھے اور ان کے ذہین ترین ماتحت سے ان

کی بات چیت چل رہی تھی :

'' تم لوگ کیا کہتے ہو ... وہ آخر کیسے نکل گئے ۔'' وہ کہہ رہا تھا ۔

'' سر ! جو سرکاری مہمان آئے ہوئے تھے... ان گاڑیوں کو چیک کرنے کی اجازت نہیں تھی...دھوئیں کے بموں کے بعد ہنگامی حالات کی وجہ سے تمام مہمان فوری طور پر اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر نکل گئے...ان گاڑیوں میں بڑی گاڑیاں بھی تھیں... کیونکہ مہمان اکیلے تو آتے نہیں... ہر ایک کے ساتھ دس دس بارہ بارہ افراد ہوتے ہیں... اب اگر وہ لوگ کسی مہمان کی گاڑی میں بیٹھ کر نکل گئے ہوں تو ہم تو انہیں چیک کر ہی نہیں سکتے تھے۔'' ایک ماتحت نے خیال ظاہر کیا ۔

'' سوال تو یہی ہے ... کوئی مہمان انہیں بھلا کیوں لے جانے لگا۔''

''ہمارے مہمانوں میں سے کوئی مہمان ان کا طرف دار بھی ہوسکتا ہے ۔''

'' اوہ ہاں! اس کا اتفاق زبردست ہے ۔''

'' تب پھر سر میرے ذہن میں ایک نام ہے ... آپ اگر

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

فوری طور پر انہیں چیک کرنے کے احکامات حاصل کرلیں تو ہم انہیں پکڑ سکتے ہیں۔"

"اور وہ نام کیا ہے۔" رابرٹ کنگ نے پر جوش انداز میں کہا۔

"تمبولی کے حکمران زردان نمیری۔" ماتحت نے کہا۔

☆☆☆☆☆

شکست

رابرٹ کنگ نے فوری طور پر صدر سے رابطہ کیا اور سلسلہ ملتے ہی بولا:

"معاف کیجیے گا سر... ہم تمبولی کے حکمران زردان کو چیک کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارا اندازہ ہے... ان لوگوں کے فرار میں اس شخص کا ہاتھ ہے... اور ابھی یہ لوگ شہر میں ہی ہیں۔"

"لیکن کنگ! وہ ہمارے معزز مہمان ہیں... دونوں ملکوں کے تعلقات بہت گہرے ہیں... زردان نمیری ناراض ہوجائیں گے۔"

"اس صورت میں سر! یہ دیکھ لیں کہ ہم ان کا سراغ کھو دیں گے۔"

"تو کیا ہوا... ہم تو انہیں خود ہی رہا کرنے پر تیار

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھے۔"

" لیکن انہوں نے اس طرح رہا ہونا منظور نہیں کیا... اب اگر ہم انہیں نہیں پکڑ پاتے تو دنیا ہم پر ہنسے گی... کہے گی... دیکھا... ان لوگوں نے ہمیں ہر قدم پر شکست دی ہے اور ہم ان کے خلاف کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکے۔"

" ہاں! لوگ یہ کہیں گے ... لیکن یہ معاملہ اتنا آسان نہیں ۔" تمبولی سے آج کل ہمارے بعض تجارتی معاملات پر بات چل رہی ہے ۔ اس طرح وہ بات چیت رک جائے گی ... اور اس طرح ملک کو نقصان پہنچے گا ، کیونکہ یہ معاملات صرف اور صرف ہمارے مفاد میں جاتے ہیں۔"

" دیکھ لیجیے سر... ہمیں تو آپ جو حکم دیں گے ... ہم وہ کریں گے... اگر آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ وہ لوگ فرار ہونے میں کامیاب ہو جائیں... تو ٹھیک ہے ۔"

" نہیں خیر... میں یہ تو نہیں چاہتا... ان لوگوں کو گرفتار تو پورا ملک دیکھنا چاہتا ہے ۔"

" بس تو پھر نمیری صاحب کو چیک کرنا ہوگا۔"

" اچھی بات ہے ... تمہیں اجازت ہے ... لیکن ان

کے ساتھ بہت ادب اور احترام کا رویہ رکھنا ہوگا ۔"

" آپ فکر نہ کریں سر۔"

" او کے ۔"

اور پھر پندرہ منٹ بعد اس ہوٹل کو گھیرے میں لیا جا چکا تھا... جس میں زردان نمیری اپنے ساتھیوں کے ساتھ رہائش پذیر تھے۔ رابرٹ انہیں پہلے سے بتائے بغیر ان کے دروازے پر جا پہنچا ... اس نے دستک دی تو فوراً ہی اندر سے کہا گیا:

" کون ؟"

" رابرٹ کنگ ... خفیہ پولیس ۔"

دروازہ کھل گیا ... زردان نمیری کے خادم کی صورت نظر آئی ۔ اس کے چہرے پر حیرت تھی:

" خیر تو ہے... کیا کوئی خطرہ پیش آگیا ۔"

" نہیں... ایسی کوئی بات نہیں... ہمیں فوری طور پر نمیری صاحب سے ملنے کی ضرورت پیش آگئی ۔"

" لیکن وہ تو آرام کر رہے ہیں... میدان سے سیدھے یہاں آئے ہیں اور تھکے ہونے کی وجہ سے آتے ہی لیٹ گئے

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہیں۔"

"آپ انہیں لیٹے رہنے دیں... میں اسی حالت میں ان سے مل لیتا ہوں... آپ انہیں اطلاع بھی نہ دیں... میں خود ہی چلا جاتا ہوں۔" رابرٹ کنگ نے اپنے ماتحت کو اشارہ کیا۔

"اس طرح تو وہ اور ناراض ہوں گے۔"

"نہیں ہوں گے نا... آپ کو میں صورت حال سمجھاتا ہوں۔" رابرٹ کنگ کے ماتحت نے یہ کہتے ہوئے اس کی کلائی تھام لی:

"میرا ہاتھ چھوڑ دیں... میں انہیں جا کر اطلاع دے دیتا ہوں۔ اگر انہوں نے پسند کیا تو آپ سے ملاقات کر لیں گے۔"

اتنی دیر میں رابرٹ کنگ اس کے پاس سے ہو کر اندر کی طرف بڑھ چکا تھا:

"مسٹر رابرٹ کنگ! رک جایئے... نمیری صاحب مجھ پر بگڑیں گے... اور جب میں انہیں ساری بات بتاؤں گا تو وہ صدر صاحب سے بات کریں گے... اس وقت صدر صاحب کا

غصہ آپ پر برسے گا۔ یہ سوچ لیں، میں نے پہلے ہی خبردار کر دیا ہے۔"

رابرٹ کنگ نے جیسے سنا ہی نہیں... آگے بڑھتے چلے گئے۔ زردان نمیری کے خادم نے بازو چھڑانے کی ہلکی سی کوشش کی... پھر بے بسی کے عالم میں کندھے اچکا کر بولا:

"آپ جانیں... نمیری صاحب جانیں۔"

"ہاں! آپ فکر نہ کریں وہ آپ پر نہیں بگڑیں گے۔"

خادم بڑا سا منہ بنا کر رہ گیا:

☆☆☆☆

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چہرے پر ناکامی

رابرٹ کنگ نے زردان نمیری کے کمرے کا دروازہ دھکیلا تو وہ اپنے بستر پر بے فکری کے عالم میں بیٹھے نظر آئے... رابرٹ کنگ کو اس طرح بغیر اجازت اندر داخل ہوتے دیکھ کر وہ اچھل کر بیٹھ گئے اور چلا کر بولے:

"یہ کیا... آپ میرے کمرے میں بغیر اجازت... آپ کو معلوم نہیں... میں کون ہوں۔"

"میں معافی چاہتا ہوں جناب! میں جانتا ہوں، آپ زردان نمیری ہیں، تمبولی کے سربراہ۔"

"اور یہ جانتے ہوئے بھی آپ اس طرح اندر آ گئے ہیں... آپ ہیں کون، میرے باڈی گارڈ نے آپ کو روکا کیوں نہیں۔"

"انہوں نے روکا تھا... بس میں رکا نہیں... آپ اطمینان سے بیٹھ جائیں اور میرے چند سوالات کے جوابات دے دیں... بس پھر میں چلا جاؤں گا۔"

"ہرگز نہیں... پہلے میں صدر صاحب سے بات کروں گا ... میں اس وقت انشارجہ کے صدر کا مہمان ہوں۔"

"میں یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں اور صدر صاحب کی اجازت لے کر ہی آیا ہوں۔"

"کیا مطلب..." زردان نمیری چونکے۔

"یہ جو کچھ ہو رہا ہے... ان کی اجازت سے ہو رہا ہے۔"

"مجھے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا... وہ ایسی اجازت نہیں دے سکتے۔"

"خیر آپ اپنا اطمینان کر لیں..."

"نہیں! میں براہ راست ان سے بات کروں گا۔"

"آپ کی مرضی۔" اس نے کندھے اچکا دیے۔

اب زردان نمیری نے صدر کے نمبر ملائے... جلد ہی سلسلہ مل گیا... اور انشارجہ کے صدر کی آواز ابھری:

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اوہ ! محترم زردان نمیری صاحب ... میں سمجھ گیا ... وہ احمق رابرٹ کنگ ضرور آپ تک پہنچ گیا ہوگا... میں نے اس سے کہا تھا... آپ کے مرتبے کا خیال رکھے ..."

"تو یہ حضرت آپ کی اجازت سے آئے ہیں۔"

"ہاں!"

"آخر کیوں ... ایسی کیا بات پیش آگئی ۔"

"یہ لوگ بے وقوف ہیں... انہیں شک ہے... بڑے میدان سے انسپکٹر جمشید اور ان کے سب ساتھیوں کو فرار کرانے میں آپ کا ہاتھ ہے... کیونکہ انہیں معلوم ہے... آپ نے بے شک انشارجہ کے دوست ہیں... لیکن پاک لینڈ سے آپ کی دوستی بھی کسی سے چھپی نہیں ...بس ان کا یہ خیال ہے ... میں نے انہیں لاکھ سمجھایا کہ اس معاملے میں آپ کا عمل دخل نہیں ہوسکتا...لیکن یہ مان کر نہیں رہے اور اڑ گئے... میں نے بھی سوچا... اس طرح یہ شک ہی کرتے رہیں گے ... لہٰذا کیوں نہ انہیں آپ لوگوں کے کمروں کی تلاشی لینے کا اختیار دے دیا جائے ...بس آپ محسوس نہ کریں۔"

"اور اچھا تو یہ بات ہے ...یہ پہلے ہی ہمیں بتا دیتے ۔

آپ فکر نہ کریں صاحب صدر ...انہیں یہاں کمروں اور سامان اور دوسری چیزوں کی تلاشی لینے کا پورا پورا اختیار ہے۔"

"شکریہ شکریہ ۔"

فون بند کر کے زردان نمیری اس کی طرف مڑے:

"ٹھیک ہے ... آپ شوق سے اپنا اطمینان کر لیں۔"

"میں وہ گاڑی دیکھنا چاہتا ہوں... جس میں آپ میدان سے یہاں آئے ہیں۔"

"میرے باڈی گارڈ آپ کو گاڑی تک لے جائیں گے ... اپنا اطمینان کر لینے کے بعد آپ یہاں آجایئے گا...ہم اکٹھے بیٹھ کر چائے پئیں گے..." زردان نمیری نے خوش اخلاق لہجے میں کہا۔

"میں یہاں چائے پینے نہیں آیا... اپنے مجرم تلاش کرنے کے لیے آیا ہوں ۔ ویسے کیا آپ کو حیرت نہیں ہوئی ۔" اس نے کہا اور ایک جھٹکے سے رک گیا۔

"حیرت ... کیسی ؟" وہ بولے۔

"یہ کہ ہم میدان سے سیدھے صرف آپ کے پاس کیوں آگئے۔ ہمیں کسی اور پر شک کیوں نہیں گزرا۔"

ندیم
Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اس بارے میں بھلا میں کیا کہہ سکتا ہوں۔" زردان نمیری نے کندھے اچکا دیے۔

"آپ کے تعلقات ہم سے بھی ہیں... اور پاک لینڈ سے بھی... آپ چونکہ ایشیائی ہیں... لہٰذا جھکاؤ پاک لینڈ کی طرف ہی زیادہ ہوگا ... اس لیے ہم سب سے پہلے آپ کی طرف آئے۔"

"آپ جانیں، آپ کا کام جانے۔"

اور پھر وہ باڈی گارڈوں کے ساتھ ہوٹل کی پارکنگ میں چلے گئے۔ پندرہ منٹ بعد ان کی واپسی ہوئی:

"گاڑی کی بہت اچھی صفائی کی گئی ہے ... لہٰذا ہم کوئی اندازہ نہیں لگا سکے۔"

"میری ڈرائیوروں کو یہی ہدایات ہیں... گاڑی ہر وقت صاف رکھی جایا کرے۔ جونہی ... کسی سفر سے آئیں ... اسی وقت گاڑی کی صفائی کر لی جائے ... تاکہ فوری طور پر کہیں جانے کی ضرورت پیش آجائے تو وقت نہ ضائع ہو۔" زردان نمیری بولے۔

"اب ہم آپ کے رہائشی کمرے دیکھیں گے ... اور آپ

کے تمام ساتھیوں کو بھی ... ان ساتھیوں کے چہرے چیک کیے جائیں گے۔"

"یہ کیوں؟" مارے حیرت کے زردان بولے۔

"کہیں وہ لوگ آپ کے ساتھیوں کے میک اپ میں نہ ہوں۔"

"اوہ! تو آپ یہاں تک سوچ رہے ہیں... ویسے لگتا ہے، آپ ناممکن باتیں سوچنے کے عادی ہیں۔"

"وہ کیسے؟"

"ہمیں میدان سے یہاں آئے دیر ہی کتنی ہوئی ہے... کیا اتنی دیر میں وہ سب چہروں پر میک اپ کر سکتے ہیں۔"

"ہاں! ممکن تو نہیں ... خیر ہم تلاشی تو لیں گے۔"

"آپ کو کون روک سکتا ہے ... آخر اس وقت ہم آپ کے ملک میں ہیں۔" زردان نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"محترم نمیری صاحب! ہم آپ کے ملک میں ہوں... تب بھی ہم جو چاہیں کر سکتے ہیں۔"

"آپ ایک بہت بڑی بات کہہ گئے ... اس سے دونوں ملکوں کے تعلقات خراب ہونے کا ڈر ہے۔" نمیری نے منہ

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بنایا۔

"کوئی بات نہیں... تعلقات خراب ہو جائیں تو بھی کیا ہے۔"

"اوہو اچھا ... تو نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے۔" زردان نمیری نے تنک کر کہا۔

"ہاں! ہمیں یقین ہے ...ان لوگوں کو آپ ہی میدان سے لے کر آئے ہیں۔"

"یہ بات ثابت کر دیں...۔" زردان کا چہرہ سرخ ہوگیا۔

"ہم تلاشی شروع کر رہے ہیں... تھوڑی دیر تک ثبوت پیش کر دیں گے۔"

"میں انتظار کر رہا ہوں..." وہ بولے۔

اور پھر ان کی تلاشی کا عمل شروع ہوا... تین گھنٹے تک وہ مسلسل مصروف رہے... آخر تھک ہار کر زردان نمیری کے پاس آئے۔ رابرٹ کنگ کے چہرے پر ناکامی صاف لکھی تھی۔اس نے تھکے تھکے انداز میں کہا:

"میں معافی چاہتا ہوں... ہم نے آپ کو غلط سمجھا تھا... آپ کا ان لوگوں کو فرار کرانے میں کوئی ہاتھ نہیں۔"

"اللہ کا شکر ہے... آپ آخر اس نتیجے پر پہنچ گئے۔"

"اور اب ہم اجازت چاہیں گے۔"

"آپ کی مرضی۔"

پھر وہ لوگ ان سے رخصت ہو گئے ... ان کے جانے کے بعد زردان نمیری اور ان کے ساتھیوں نے سکھ کا سانس لیا ... ایک گھنٹے بعد ان کے موبائل کی گھنٹی بجی... انہوں نے سیٹ آن کیا ... تو دوسری طرف سے رابرٹ کنگ کی آواز سنائی دی:

"معاف کیجیے گا... صدر صاحب سے آپ کا نمبر لے کر فون کر رہا ہوں...صدر صاحب کو اس ساری کارروائی پر افسوس ہے... لیجیے! وہ خود بھی آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"

اس کے بعد انشارجہ کے صدر کی آواز ان کے کانوں میں آئی:

"صاحب صدر! میں معافی چاہتا ہوں... آپ کو ہم نے بہت زحمت دی ...میں شروع سے ہی اس خیال کا حامی تھا کہ اس معاملے میں آپ کا ہاتھ نہیں ہوسکتا ، لیکن رابرٹ کنگ

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنے خیال پر اڑا رہا اور آخر مجھے یہ اجازت دینا پڑی...اب ہم بہت شرمندہ ہیں۔''

'' کوئی بات نہیں۔'' زردان نمیری نے کہا۔

''اور جب آپ ہمارے ملک سے جانے لگیں تو مجھے فون کر دیجیے گا... میں آپ کو رخصت کرنے خود آؤں گا۔''

'' بہت بہت شکریہ... جانے سے پہلے آپ کو اطلاع دیں گے۔''

''بس ٹھیک ہے... اور فون بند ہوگیا۔

اور پھر شام کے وقت ایک چوک پر زردان نمیری کی گاڑی کو روک لیا گیا۔اس وقت ان کی گاڑی ساحل سمندر سے نزدیک تھی:

'' کیا بات ہے۔'' پچھلی سیٹ پر بیٹھے زردان نمیری نے ناخوش گوار انداز میں کہا۔

'' گاڑی کی تلاشی لی جائے گی۔''

'' کیا آپ کو گاڑی پر لگا فلیگ نظر نہیں آرہا۔''

'' جی ہاں! وہ تو نظر آرہا ہے۔'' ایک آفیسر نے ہنس کر کہا۔

'' تب پھر آپ تلاشی کیسے لے سکتے ہیں۔''

'' ہمیں حکم ہے کہ ساحل کی طرف آنے والی ہر گاڑی کو چیک کیا جائے گا... چاہے فلیگ ہی کیوں نہ لگا ہوا۔''

'' یہ کیسے ہوسکتا ہے... صدر صاحب نے خود کہا تھا کہ اب آپ کی گاڑی کو چیک نہیں کیا جائے گا۔''

'' تب پھر آپ صدر صاحب سے بات کرلیں... اگر وہ کہہ دیں گے تو ہم آپ کی گاڑی کو چیک نہیں کریں گے۔''

'' ہاں! ٹھیک ہے۔'' وہ بولے۔

اور پھر انہوں نے نمبر ڈائل کیا۔ جلد ہی صدر کی آواز سنائی دی:

'' ہاں! نمیری صاحب!''

'' ہماری گاڑی کو ساحل سمندر کے پاس ایک چوراہے پر روک لیا گیا ہے، یہ لوگ ہماری تلاشی لینا چاہتے ہیں۔''

'' یہ جو رابرٹ کنگ ہے نا... بس اس کی عقل کو اب کیا کہا جائے... آپ نے کون سا اپنی گاڑی میں کسی کو چھپا رکھا ہے... دکھا دیں۔''

'' لیکن! آپ نے بتایا تھا کہ...''

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں نے ضرور کہا تھا... لیکن اب کیا کیا جائے... رابرٹ کو کون سمجھائے یہ جب کسی بات پر اڑ جاتا ہے تو میری بھی نہیں سنتا... آپ کا حرج کیا ہے... دے دیں تلاشی۔"

"میں اپنے ملک کا صدر ہوں... یہ خبر پوری دنیا کے اخبارات شائع کریں گے ... کیا اس میں میری کوئی توہین نہیں ہوگی۔"

"نہیں! ہم آپ سے معافی مانگ لیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔"

یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا اور آفیسر سے کہا:

"ٹھیک ہے... آپ تلاشی لے لیں۔"

انہوں نے گاڑی کی اچھی طرح تلاشی لی ... نمیری کے تمام ساتھیوں کو نیچے اتارا گیا ... گاڑی کی سیٹوں کے نیچے بھی دیکھا گیا... جب پوری طرح تلاشی لی گئی اور کچھ بھی نہ ملا تو ان آفیسرز کے چہرے لٹک گئے۔ ایک نے کہا:

"آپ لوگ جا سکتے ہیں۔"

"نہیں! اب ہم کہیں نہیں جائیں گے ... یہیں سے سیدھے ائر پورٹ جا رہے ہیں، ورنہ اس سے بھی زیادہ عزت

افزائی ہو سکتی ہے ہماری... چلو ڈرائیور ائر پورٹ۔"

"لیکن سر... آپ نے کیا آج کی سیٹیں بک کروا رکھی ہیں۔" ایک پولیس آفیسر نے طنزیہ کہا۔

"آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ہم اپنے ذاتی جہاز پر آئے تھے...وہ رن وے پر تیار ملے گا... میں نے تو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ ہم کسی بھی وقت جا سکتے ہیں۔"

"او کے سر۔"

اور پھر وہ سیدھے ائر پورٹ پر پہنچ گئے... ان کا جہاز واقعی تیار تھا... انہیں دو گھنٹے لگے... پھر وہ جہاز میں بیٹھ گئے اور جہاز ان کے ملک کی طرف روانہ ہوا...وہ آپس کی باتوں میں مگن ہو گئے... آخر تین گھنٹے بعد ان کا جہاز ان کے ملک کے ائر پورٹ پر اتر گیا ... ان کا سرکاری عملہ وہاں ان کے استقبال کے لیے تیار تھا... عملہ انہیں ان کے محل میں لے آیا... جب زردان نمیری اپنے کمرے میں اکیلے رہ گئے تو انہوں نے ایک دوسرا موبائل فون سیٹ اپنی دراز میں سے نکالا ... اس پر کسی کے نمبر ڈائل کیے، دوسری طرف کی آواز سن کر انہوں نے میدان سے واپسی کے بعد جو کچھ ہوا

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا، اسے دہرا دیا ... پھر بولے۔

"مجھے حیرت ہے... آپ نے جو کچھ اندازے لگائے تھے... وہ سو فیصد درست نکلے۔ بالکل اسی طرح دھوکا دے دے کر تلاشی لی گئی ...یعنی پہلے ہمیں کھلی چھٹی دی گئی... کہ اب کوئی آپ کو چیک نہیں کرے گا اور پھر اچانک چیک کیا گیا ... سچ تو یہ ہے کہ آپ ان کی رگ رگ سے واقف ہیں۔"

"اب میں رابرٹ کنگ کو فون کروں گا بلکہ ایسا انتظام کروں گا کہ آپ بھی اپنے فون پر رابرٹ کنگ سے میری بات چیت سن سکیں گے۔" دوسری طرف سے انسپکٹر جمشید کی آواز آئی۔

اور پھر پندرہ منٹ بعد رابرٹ کنگ کے موبائل کی گھنٹی بجی:

☆☆☆☆☆

تلاش

رابرٹ کنگ نے اپنے موبائل فون کی اسکرین پر نظر ڈالی ... نمبر جانا پہچانا نہیں تھا۔ لہٰذا اس نے کال ریسیو نہیں کی... جلد ہی اسے ایس ایم ایس ملا ... لکھا تھا:

"انسپکٹر جمشید سے بات کرنا پسند کرتے ہو تو کر لو... ورنہ پھر ہم تمہارے ملک کے صدر سے بات کر لیں گے۔"

وہ بری طرح اچھلا... اب جو گھنٹی بجی تو اس نے فوراً کال ریسیو کر لی:

"میں انسپکٹر جمشید ... آپ کا مہربان بات کر رہا ہوں... بات تو میں کرنے کا خواہش مند تھا مسٹر سپ سے... لیکن سنا ہے ... اس بے چارے کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے اور اب وہ ساری عمر کیلئے معذور ہو گیا ہے...

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنے پیروں پر چل پھر نہیں سکے گا ... خبر اخبارات میں پڑھ ہی لے گا کہ میری آپ سے کیا بات ہوئی ہے ... رابرٹ کنگ صاحب آپ نے اپنے دوست ملک کے صدر زردان نمیری کے ساتھ بہت زیادتی کی ہے... میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں... آپ لوگوں نے جو یہ خیال قائم کیا تھا کہ ہم لوگ زردان نمیری کی مدد سے فرار ہوئے ہیں... تو کیا آپ کا یہ خیال درست ثابت ہوگیا... آپ کہیں گے نہیں... یہی بات ہے نا... تب پھر آپ کو کسی اور لائن پر کام کرنا چاہیئے تھا... آخر ہم لوگ کس طرح فرار ہوئے ہیں، بتا سکتے ہیں آپ؟''

''نہیں! ہم ابھی تک اندازہ نہیں لگا پائے۔''

''آپ اتنی سی بات تو معلوم کر نہیں سکے ... اور محترم نمیری کی توہین کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی... آپ مجھ سے کہتے ... میں آپ کو بتا دیتا کہ ہم کس طرح فرار ہوئے ہیں... اور آپ کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ ہم اب خیروعافیت سے اپنے ملک میں ہیں...''

''ہم آرہے ہیں انسپکٹر جمشید ... فکر نہ کرو... تم سے

اگلے پچھلے حساب چکانے کے لیے آرہے ہیں۔''

''اسی کا تو انتظار ہے مسٹر رابرٹ کنگ... ہوسکے تو مسٹر سپ کو ضرور ساتھ لائیے گا... ذرا مزہ رہے گا۔''

''فکر نہ کرو...''

''ہمیں فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے... ہم تو اس وقت بھی فکر مند نہیں ہوئے جب لاکھوں لوگوں کے درمیان آپ کی قید میں تھے ... اب تو ہم اپنے ملک میں ہیں، اب کیا فکر مند ہوں گے۔''

''یہ تو خیر سفید جھوٹ ہے۔'' رابرٹ کنگ بولا۔

''کون سا؟''

''یہ کہ اس تم لوگ اس وقت اپنے ملک میں ہو... ہاں تمبولی میں ضرور ہوسکتے ہو۔''

''آپ ہمیں تمبولی میں تلاش کر لیں۔''

''ہوسکتا ہے... تم تمبولی میں نہ ہو ... کسی اور ملک میں ہو... لیکن اپنے ملک میں نہیں ہوسکتے۔''

''آپ ہمارے گھر کے نمبر پر فون کریں... آپ کو معلوم ہو جائے گا، اتنی انفارمیشن تو ہوگی آپ کے پاس کے ہمارے

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گھر کے پتے، فون اور ای میل ایڈریس وغیرہ کیا ہیں۔''

'' لیکن یہ کیسے ممکن ہے ... مطلب یہ کہ اتنے کم وقت میں... آخر تم کس طرح اپنے ملک جا سکتے ہو۔''

'' یہ راز کی باتیں ہیں... میں نہیں بتا سکتا... میں اپنے ساتھیوں کو ضرور ایک دفعہ بتاؤں گا۔''

'' اپنے ساتھیوں کو ... کون سے ساتھیوں کو۔''

'' اپنے ملک کے دوستوں کو... یہ بتاؤں گا کہ ہم کس طرح اس قدر جلد اپنے ملک پہنچ گئے۔''

'' جب یہ بات ممکن ہی نہیں ہے تو میں کیسے مان لوں۔''

'' نہ مانیں ... ہمیں ہمارے شہر میں ہمارے گھر پر فون کرلیں... اور اگر آپ کا ہمارے شہر میں کوئی کارندہ ہو تو اسے ہمارے گھر بھیج دیں... اگر ہم وہاں موجود ہوں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا...''

'' مجھے ایسا کرنے کی ضرورت نہیں... تم نے وہاں اپنے میک اپ میں کسی کو بٹھا رکھا ہوگا ... میرا دعویٰ ہے کہ ابھی تم تمبولی میں ہی ہو... اور اس بات کا ثبوت ملتے ہی ہم تمبولی کے حکمران زردان نمیری کا جینا حرام کر دیں گے۔''

'' اگر آپ نے ایسا کیا ... تو ہم بھی کچھ حکمرانوں کا جینا حرام کر سکتے ہیں ... کہیں تو ان کے نام گنوا دوں۔''

خیر! اگر میں مان لیتا ہوں کہ تم اپنے ملک میں ہو... تو پھر ہمارے استقبال کے لیے تیار ہو جاؤ...''

'' اللہ کی مہربانی سے ہم تیار ہیں... بلکہ ہم نے یہ تیاری بہت پہلے کر لی تھی ... میرا مطلب ہے... اس وقت جب بحری جہاز سی ون گیارہ یہاں سے روانہ ہوا تھا...''

'' ... یہ ایک اور جھوٹ بول دیا تم نے۔''

'' تو آپ کے خیال میں یہ جھوٹ ہے۔''

'' ہاں تو اور کیا۔''

'' اچھا تو پھر سنیں... میں مختصر طور پر ایک کاغذ پر ساری باتیں لکھ کر دے آیا ہوں... اس میں، میں نے یہ بتا دیا کہ ہم یہاں سے کیسے فرار ہوں گے۔''

'' کیا کہا ... کسے لکھ کر دے گئے ہیں۔''

'' مسٹر سپ کو۔''

'' کیا فضول بات ہے۔''

'' جب سپ چھوٹ کھا کر گرا اور پھر اس کے بعد دھوئیں

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے بم مارے گئے تو اس وقت میں نے سپ کی قمیص کے کالر کے نیچے وہ کاغذ چپکا دیا تھا۔اور اب ہم اسی وقت پریس والوں کو بلا رہے ہیں... یہ انٹرویو ہم انٹرنیٹ پر ساری دنیا کو دکھائیں گے ... یہ ہے جواب آپ کے پروگرام کا ہے ... اب پہلے وہ کاغذ نکال کر پڑھ لیں... پھر ہم جو انٹرویو دیں... اس سے شوق فرمائیں...اس کے بعد اگر ہم سے مقابلے کی حسرت باقی رہ جائے تو ہمارے ہاں تشریف لے آئیں... ہم آپ کے استقبال کے لیے تیار ملیں گے ... شکریہ!"

ان الفاظ کے ساتھ ہی انسپکٹر جمشید کی آواز بند ہوگئی ... رابرٹ کنگ نے موبائل دیوار پر کھینچ مارا...

☆☆☆☆

راکڈوم !!

رابرٹ کنگ صدر صاحب کے کمرے میں داخل ہوا... اس کا چہرہ اترا ہوا تھا:

"خیریت!" صدر نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"ہم نمبری کے پیچھے پڑے رہے اور وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔"

"آخر کیسے؟"

"وہ یہاں سے اپنے فرار کے تمام انتظامات پہلے ہی ترتیب دے چکے تھے۔یہ بات نہیں کہ انہوں نے اچانک کوئی پروگرام بنایا تھا ... جی نہیں دھوئیں کا بم مارتے ہی وہ نکل گئے... اس وقت ظاہر ہے... اس دھوئیں سے پریشان ہو کر لوگ افراتفری کے عالم میں بھاگ گئے...پولیس کے تمام

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انتظامات دھرے کے دھرے رہ گئے تھے... بس وہ سیدھے ساحل سمندر پہنچ گئے... وہاں ان کیلئے ایک لانچ تیار کھڑی تھی... ظاہر ہے... ہمارے ملک میں ان کے ملک کی سیکرٹ سروس کے لوگ موجود ہیں جنہوں نے یہ انتظام کیا۔ مطلب یہ کہ وہ بغیر روک ٹوک بحرالکاہل کے کسی جزیرے پر پہنچ گئے... اور وہاں سے اپنے ملک کی طرف پرواز کر گئے..."

"آخر کیسے پرواز کر گئے... کسی جزیرے سے کوئی جہاز کیسے پرواز کر سکتا ہے۔"

"بس ہماری غلطی تھی سر... ہم یہ سوچتے رہے کہ وہ کسی جہاز کے ذریعے گئے ہیں... لہٰذا اس قدر جلد اپنے ملک میں کیسے پہنچ سکتے ہیں... مثلاً ساحل سے وہ کسی جزیرے پر جاتے، وہاں سے کسی دوست ملک میں کسی اور لانچ کے ذریعے پہنچ جاتے اور دوست ملک انہیں جہاز میں ان کے ملک میں بھیج دیتا... لیکن اس طرح بھی کم از کم سترہ اٹھارہ گھنٹے لگتے... جب کہ دھوئیں کا بم پھٹے ابھی دس گھنٹے بھی نہیں گزرے ہوں گے کہ ان کے ملک سے مجھے فون موصول ہوگیا..."

"تب پھر وہ آخر کیسے پہنچ گئے۔"

"اس کا جواب ہم تو خیر تلاش نہیں کر سکے تھے... لیکن انسپکٹر جمشید جواب لکھ کر یہاں پہلے ہی چھوڑ گئے تھے۔"

"کیا کہا۔"

"جی ہاں سر... جب دھوئیں کے بم مارے گئے تو مسٹر سپ ابھی وہاں بے ہوش پڑے تھے... انہوں نے کاغذ پر تفصیل پہلے ہی لکھ کر رکھی ہوئی تھی... بس انہوں نے وہ کاغذ سپ کے کالر کے نیچے چپکا دیا... اب ان حالات میں بھلا کسے دھیان جا سکتا تھا... انسپکٹر جمشید کے بتانے پر ہی اس کاغذ کا پتا چلا ہے۔"

"اوہ... تو آپ وہ کاغذ لے آئے ہیں۔"

"یس سر... میں پڑھ بھی چکا ہوں... آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ وہ لوگ راکڈوم کے ذریعے اپنے ملک پہنچے ہیں... اور راکڈوم کی رفتار جہاز کی نسبت کم از کم تین گنا ہے۔"

"اوہ! اوہ۔" انشارجہ کے صدر کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔ عین اسی لمحے رابرٹ کنگ کے موبائل کی گھنٹی بج اٹھی، اس نے موبائل آن کیا تو اسکرین پر انسپکٹر جمشید لکھا نظر آیا:

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جلد ملاقات

"اب کیا ہے۔" رابرٹ کنگ نے جھلا کر کہا۔

"معلوم ہوگیا... ہم کس طرح اپنے ملک پہنچے ہیں۔"

"ہاں ہوگیا۔"

"تو پھر اب پریس کانفرنس سن لیں... شروع ہو رہی ہے۔"

"بھاڑ میں گئی... تمہاری پریس کانفرنس... میں آرہا ہوں۔"

"یہی تو ہم چاہتے ہیں... کیونکہ اس میدان میں ہماری بھی حسرت پوری نہیں ہوسکی... ہمیں وہاں سے نکلنے کی جلدی تھی۔"

"پروا نہ کرو... بہت جلد ملاقات ہو گی..."

یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا اور صدر کی طرف مڑا:

"یہ لوگ بہت بڑھ چڑھ کر باتیں کر رہے ہیں... بس آپ ہمیں اجازت دے دیں۔"

"ٹھیک ہے... پورے انتظامات کے ساتھ جاؤ... اس بار ان کا خاتمہ ہی کر کے آنا... یہ لوگ سر پر چڑھتے جا رہے ہیں... ہم نے سوچا تھا... سپ کے منصوبے کے ذریعے انہیں خوب ذلیل کیا جائے گا... ہماری دنیا کے سامنے انہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا جائے گا، لیکن ایسا نہ ہوسکا... ہمارا پروگرام دھرا کا دھرا رہ گیا۔"

"آپ فکر نہ کریں سر... اب ہم نئے منصوبے کے تحت جائیں گے اور آپ دیکھیں گے... ہم انہیں چین کا سانس نہیں لینے دیں گے... وہ اپنے ملک میں عاجز نہ آجائیں تو میرا نام رابرٹ کنگ نہیں۔"

"دیکھو رابرٹ کنگ... مسٹر سپ کا بھی ان کے بارے میں ایسا ہی خیال تھا... اس کا کیا انجام ہوا... لہٰذا ہمیں جوش کے بجائے ہوش کی ضرورت ہے... جو قدم بھی اٹھانا ہے

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"... پہلے ماہرین کی ایک جماعت سے اس پر بحث کر لی جائے... تمام ماہرین جس پروگرام کی کی منظوری دے دیں... اس پر عمل کر لیا جائے۔"

"ہم ضرور ایسا کریں گے سر۔"

"بس تو پھر اسی وقت سے منصوبہ بندی شروع کر دی جائے اور میں ذرا ان کی پریس کانفرنس دیکھ لوں۔"

"ٹھیک ہے سر۔" رابرٹ کنگ نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

دوسرے دن ماہرین کی ایک بڑی جماعت اس مسئلے پر سر جوڑ کر بیٹھی تھی... ان میں سے ہر ایک کو اپنا اپنا منصوبہ پیش کرنا تھا... تمام منصوبوں میں سے جو منصوبہ سب سے بہتر نظر آتا... اس پر عمل کیا جاتا تھا... اس منصوبہ سازی میں کئی دن لگ گئے۔ ہر منصوبے پر زور دار بحث ہوتی رہی... ایک ایک کر کے منصوبے رد ہوتے رہے، لیکن پھر ایک منصوبے پر ان سب کا اتفاق ہو گیا... ان سب کا پختہ خیال بن گیا کہ یہ منصوبہ ناکام نہیں جا سکتا... اس میں ہر طرح سے وہ لوگ پھنس جائیں گے... ہم نہیں... ہم تو بس دور بیٹھے تماشا دیکھیں گے۔ یعنی ہم تک تو ان کا خیال بھی نہیں جائے گا...

ہم ان کے آس پاس ہوں گے... لیکن... وہ ہم تک نہیں پہنچ سکیں گے اور پوری طرح ہمارے جال میں ہوں گے۔"

"بالکل ٹھیک۔"

ان سب نے ایک زبان ہو کر کہا:

☆☆☆☆

ندیم

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آئندہ منصوبہ

ادھر انسپکٹر جمشید کے گھر ملک کے تمام بڑے ٹی وی چینلز اور اخبارات کے نمائندے جمع تھے... یوں تو ساری دنیا کے لوگوں نے سپ کے پروگرام کو اسکرین پر دیکھا تھا... لیکن بہت سی تفصیلات ایسی تھیں جو لوگوں کو معلوم نہیں تھیں۔ وہ کہہ رہے تھے:

"مجھے جب یہ اطلاع ملی کہ جہاز پر سے کسی نامعلوم شخص نے یہ اطلاع دی ہے کہ ان کے ملک کی کوئی اہم چیز یا اہم شخصیت جہاز پر لے جائی جا رہی ہے اور محمود، فاروق، فرزانہ، خان رحمان اور پروفیسر داؤد وہاں پہنچ گئے ہیں تو میں نے غور کرنا شروع کیا... شہر کا نہ کوئی شخص غائب تھا... نہ کسی چیز کے اڑا لے جانے کی اطلاعات تھیں... پھر جہاز روانہ

ہوگیا... یہ لوگ جہاز پر چلے گئے... اس وقت بھی کسی شخص کے غائب ہونے کی کوئی اطلاع نہ مل سکی... نہ کسی اہم چیز کے غائب ہونے کی کوئی اطلاع تھی... بس یہیں سے میں نے اندازہ لگانا شروع کر دیا کہ یہ ضرور ہمارے خلاف کوئی منصوبہ ہے... لیکن بہرحال جہاز پر تو جانا تھا ہی... اور پھر میں بھی وہاں پہنچ گیا... جہاز پر موجود راڈرک پیٹر سارے منصوبے سے پہلے ہی باخبر تھا... اس طرح ہمیں ایسی خوراک دی جارہی تھی کہ ہم اپنے پیروں پر کھڑے نہ رہ سکیں... آخر ان کے منصوبے کے عین مطابق ہم شرینا پہنچ گئے... شرینا سے ہمیں انتارجہ لے جانا تھا... لیکن پہلے باقی دونوں پارٹیوں کو بھی وہاں جمع کیا جانا تھا... ادھر میں مسلسل سوچ رہا تھا کہ آخر یہ لوگ جہاز پر کیا چیز لے کر آئے ہیں یا کسے لے کر آئے ہیں... کیونکہ اپنے شہر سے کوئی چیز یا کوئی فرد غائب نہیں تھا... پھر ان لوگوں کو ایک قیدی کی آواز یعنی کراہنے کی آواز جانی پہچانی سی لگی تھی... اور انہوں نے مجھے اپنا خیال بتا دیا... ہمارا خیال یہ تھا کہ یہ لوگ ضرور منور علی خان کو اغوا کر لائے ہیں... اور بعد میں یہ بات درست ثابت ہوگئی... اصل

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں تو ان کا منصوبہ تھا ہمیں پوری دنیا کی نظروں میں گرا دینے کا اور اپنے جاسوسوں کے قتل کا بدلہ لینے کا... لیکن اللہ کی مہربانی سے یہ لوگ ایسا نہ کر سکے ...اب رہ گئی یہ بات کہ آخر ہم وہاں سے نکل کیسے آئے... ظاہر ہے ... وہاں ہمارے کچھ مددگار ہیں... میں نے انہیں پہلے ہی خبر دار کر دیا تھا... کہ ہمیں وہ لوگ وہاں سے نکال لے جائیں...دھوئیں کے بم دراصل ان لوگوں نے پھینکے تھے... اور وہی ہمیں وہاں سے نکال لے گئے تھے...اس کے ساتھ ساتھ مجھے ڈر تھا کہ یہ لوگ ریاست تمبولی کے حکمران زردان نمیری کو پریشان کریں گے... کیونکہ وہ ہمارے بھی گہرے دوست ہیں... اس لیے میں نے انہیں بھی اپنے آدمیوں کے ذریعے خبردار کر دیا تھا... اور وہی ہوا... ان لوگوں نے انہیں خوب تنگ کیا ... لیکن ان کا اس سارے پروگرام میں کوئی حصہ سرے سے نہیں تھا...ہم نے تو جو کچھ کیا، اپنے دوستوں کے ذریعے کیا...دوست ہمیں سیدھے لانچ کے ذریعے ایک جزیرے تک لے گئے۔ جزیرے پر وہ پہلے ہی راکٹڈوم لے آئے تھے... آپ کہہ سکتے ہیں ان کے پاس راکٹڈوم کہاں سے آ گیا...

وہ کیسے اس جزیرے تک پہنچایا گیا تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ ہمیں اپنی مہمات کے سلسلے میں کم ازکم دو مرتبہ راکٹڈوم مل چکے ہیں اور ہم انہیں اڑا کر اپنے ملک لائے تھے... جب اس پروگرام کا پتا چلا تو ہم نے بھی طے کر لیا کہ راکٹڈوم وہاں جزیرے پر پہنچا دیتے ہیں، اس کے ذریعے واپس آجائیں گے... سو ہم اللہ کی مہربانی سے واپس آگئے اب سنا ہے ... وہ لوگ اب کسی نئے منصوبے کے تحت پھر آ رہے ہیں...تو ہم بھی ان کے استقبال کے لیے تیار ہیں۔

اس کے بعد میڈیا کے نمائندے بہت دیر تک ان سے سوالات کرتے رہے اور وہ جوابات دیتے رہے... رات گئے انہیں فرصت ملی... اس وقت فاروق نے کہا:

''یا اللہ تیرا شکر ہے... اس معاملے سے آخر نجات ملی۔''

''لیکن لیکن یہ بھی تو سوچو کہ فوراً ہی ایک عدد اور کیس ہمارے سر پر مسلط ہوا چاہتا ہے...''

''وہ اپنے ملک میں ہوا چاہتا ہے... نہ کہ دوسروں کے ملک میں... لہٰذا ایسے کیس سے پریشان ہونے والے اے آسماں نہیں ہم ... سو بار کر چکا ہے تو امتحان ہمارا۔''

Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہے کوئی تک یہاں اس شعر کی۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

"شعر کے لیے تک کی ضرورت نہیں ہوتی۔" فاروق فوراً بولا۔

"اب تم سے کون مغز مارے۔" فرزانہ جل گئی۔

"اسے کہتے ہیں... رسی جل گئی پر بل نہ گیا۔" آفتاب ہنسا۔

"نہیں تو اسے تو نہیں کہتے۔" فاروق جل گیا۔

"تو پھر... اسے کیا کہتے ہیں۔ آصف نے پوچھا۔

"یہ تو مجھے بھی معلوم نہیں۔"

"دھت تیرے کی۔" محمود نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا تو وہ فرزانہ کے جا لگا... اب وہ جو اس کی طرف الٹی تو پھر سبھی ایک دوسرے سے الجھ پڑے... بڑے ارے ارے کہہ کر جب تک انہیں چھڑاتے... وہ ایک دوسرے کی دھنائی کر چکے تھے:

"توبہ ہے تم لوگوں سے۔" انسپکٹر جمشید نے جھلا کر کہا۔

"ج... جی ہاں... وہ تو ہے۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

"اوہ ارے ہائیں... وہ تو رہ ہی گیا۔" ایسے میں شوکی نے نعرہ مارا:

"کک... کیا... کیا رہ گیا۔"

"وہ... یعنی کہ وہی... سہرا۔"

"ارے باپ رے... بلکہ دھت تیرے کی..." محمود نے بوکھلا کر پھر اپنی ران پر ہاتھ مارا... اور اس بار اس کا ہاتھ آفتاب کو جا لگا... بس پھر کیا تھا... ایک بار پھر دھینگا مشتی شروع ہوگئی... بڑے پھر ارے ارے کرتے رہ گئے۔

☆☆☆☆☆

Uploaded By Muhammad Nadeem

آ ہ شائع ہونے والا خاص نمبر

پروفیسر ولاسکی

مصنف: اشتیاق احمد

انسپکٹر جمشید پارٹی، انسپکٹر کامران مرزا پارٹی اور شوکی برادرز کا مشترکہ عظیم الشان خاص نمبر

☆ انشارجہ کے سفیر نے مملکت سے پوچھا ''ملک کے ر آپ ہیں یا انسپکٹر جمشید''
☆ قومی سلامتی کی اہمیت کی ایک ایجا جس کو اڑانے کیلئے س لک کے جاسوس سرگر ان ہیں۔
☆ ڈاکٹر یارڈ نے اور پروفیسر ولاسکی سے ملے
☆ ایک بار پھر نیا کی بڑی طاقتیں اور ان کے ایجنٹ میدان میں
☆ انشارجہ کے رکا پاک لینڈ کے مملکت کو براہ راست حکم
☆ ''عمل و ورنہ عہدے سے ہٹا یے جاؤ گے''
☆ ایک اہم ہمندان جسے پاک لینڈ سے انشارجہ کے فوجی ستے ن ہاڑ سے گرفتار کے لے ۔
☆ ابق رکے زمانے کا ایک معاہدہ جس کی پا اری قومی سلامتی کا مسئلہ بن ۔
☆ تو کیا انہیں اس معاہدے پر عمل نا پڑا
☆ پروفیسر ولاسکی انشارجہ کا ہمندان ہے تو وہ اپنی ا کی اہم جنگی اہمیت کی ایجا انسپکٹر جمشید کے حوالے کیوں نا چاہتا ہے۔
☆ ایک نوٹ بک اور ایک رج آخر کیا خاص بات تھی ان ونوں چیزوں میں
☆ وہ جب خفیہ فورس کے ا رج نے انسپکٹر جمشید کی نقل شروع ی

☆ بند گاڑی میں سے پروفیسر ولاسکی کی آواز آر تھی لیکن گاڑی خالی تھی
☆ روشنی کی یوار جس کے پیچھے پوری فوج غائب ۔
☆ انسپکٹر جمشید، انسپکٹر کامران مرزا اور شوکی برا رز کی کا اسٹ کارنامہ۔
☆ بہت سے ل کی ا ایجنسیوں کا آپ کے اروں سے او
☆ پروفیسر او نے کہا اب پڑوسی ملک اگر ہمارے حصے کے دریاؤں کا پانی روکے گا تو ہم اس ایجا کے ذریعے اس کا ناک میں م سکیں گے۔''
☆ سراغر نی کی بازیگری بین الاقوامی سراغر نوں کے حملوں اور ان حملوں کے توڑ کی زبر ست کہانی۔
☆ اشتیاق احمد کا ایک مدتوں یا رکھا جانے والا خاص نمبر۔
☆ اشتیاق احمد کی ایک اور لافانی تخلیق
☆ پروفیسر ولاسکی ایک یاد گار ناول

اٹلانٹس پبلیکیشنز
A-36 ایسٹرن اسٹوڈیوز کمپاؤنڈ، B-16، ٹ، اچی
0300-2472238, 32578273, 34228050
e-mail: atlantis@cyber.net.pk
www.inspector-jamshed-series.com

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK
Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

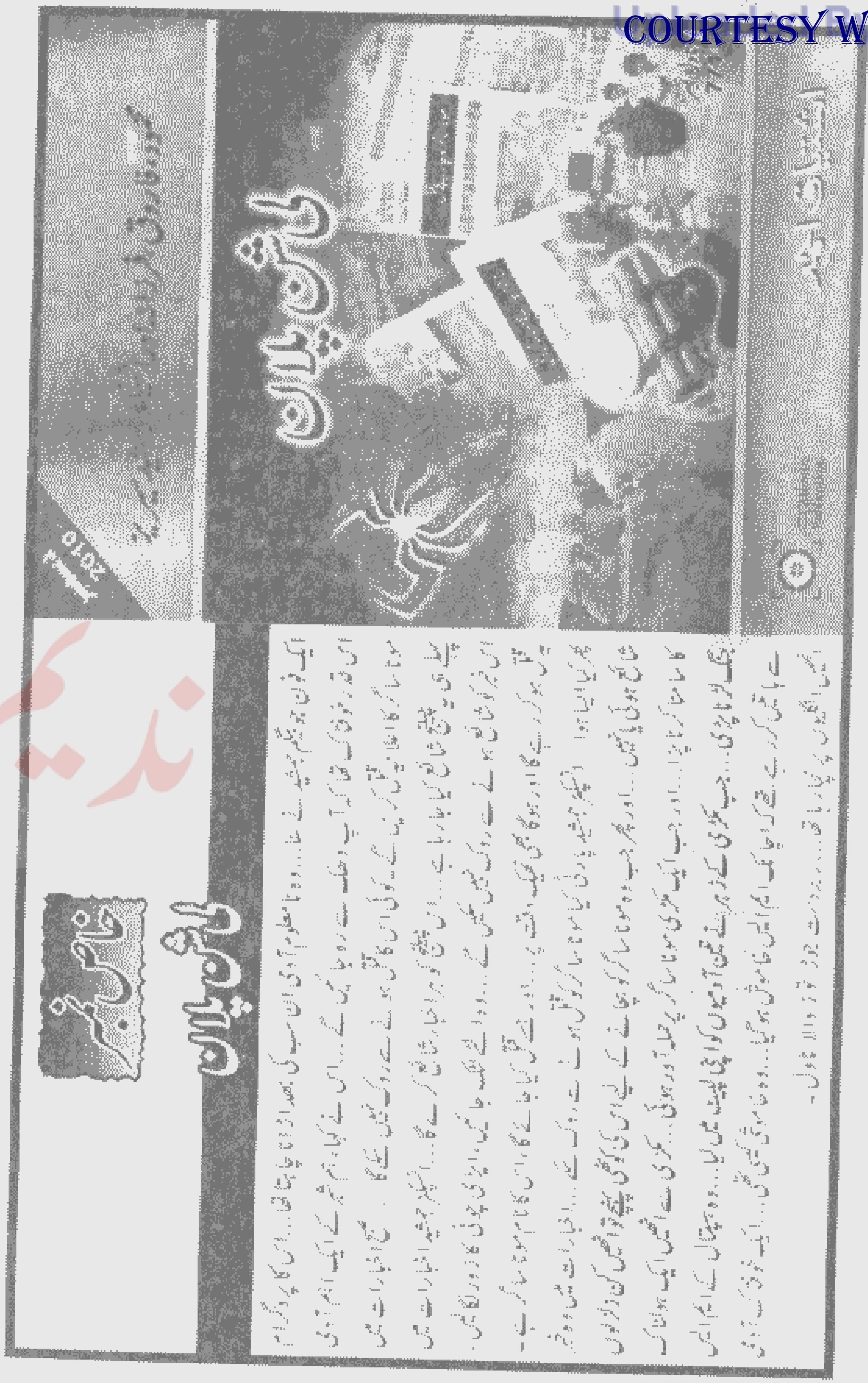

علی عمران کی واپسی

اشتیاق احمد کے معر آلاراقلم سے ابن صفی کے لافانی ارکو میں ل وبارہ زندہ کیے جانے کے سلسلے کی پہلی کری

علی عم ان کی واپ ی

ابن صفی کے اس لافانی ار پر اگر کوئی قلم اٹھانے کا اہل ہے تو صرف اشتیاق احمد عمران کے ار سے اگر کوئی ابن صفی کے انصاف سکتا ہے تو صرف اشتیاق احمد ہمارے بے حد اصرار کے اشتیاق احمد بالآخر عمران سیریز کے لئے راضی اور پہلے ناول انہوں نے اس کا نام انہوں نے رکھا خوف کا جال لیکن ازاں یہ نام تبدیل کے نیا نام رکھا گیا یعنی

علی عم ان کی واپ ی

یہ ناول انشاءاللہ بہت جلد آپ کے ہاتھوں میں گا۔

ندیم
Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خاص نمبر

شاگورہ کا بازیگر

انسپکٹر جمشید کو ایک فون موصول ہوا... فون کرنے والے کو کچھ نامعلوم لوگ قتل کرنا چاہتے تھے... اور وہ ہوٹل امبرا کے کمرہ نمبر 302 میں ٹھہرا ہوا تھا... انسپکٹر جمشید کی اس اجنبی سے ملاقات... ملاقات کے دوران اس نے کیا بتایا... ایک حیرت بھری کہانی... ہولناک باب... انہیں اس کے لیے حفاظتی انتظامات کرنا پڑے... لیکن انہیں کمرہ 302 سے کیا ملا... شوکی برادرز کے دفتر سے ایک پراسرار آدمی کی آمد... اس کا کہنا تھا... اسے تین دن بعد ٹھیک تین بجے قتل کر دیا جائے گا... اور اس دن تاریخ بھی تین ہوگی... شوکی برادرز پریشان... انہوں نے اس کی نگرانی کا پروگرام طے کر لیا... ان کی کوشش کے باوجود انہیں لاش کا سامنا کرنا پڑا... انسپکٹر کامران مرزا کے گھر ایک اجنبی کی آمد... وہ حد درجے خوف زدہ تھا... اسی رات اسے ان کے گھر میں ختم کر دیا گیا... ان کے لیے سنسنی خیز لمحات... آخر یہ سب کیا ہو رہا تھا... کون کر رہا تھا اور کیوں؟" حیرت... سسپنس اور خوف سے بھرپور خاص نمبر۔

ندیم

ندیم

خاص نمبر

بٹوما کے شیطان

سرحال سے ملنے جو پنگان سے آیا ہے... ڈاکٹر عبدالقدیر سے انسپکٹر جمشید کی ملاقات... اور جب ڈاکٹر عبدالقدیر کو اغوا کر لیا گیا... ایٹمی اسلحے کے پن کوڈ نمبر کس کے پاس ہیں... بٹوما کے سفر کا کہ دوم میں... ایک ہولناک سفر... ان کی غیر موجودگی میں پورا ملک موت کے دہانے پر پہنچ چکا ہے... زندگی اور موت کا مقابلہ... ان کی زبان وہ نہیں سمجھ سکتے تھے... ترجمہ کرنے کے لیے انہوں نے اپنے ایک قیدی کو بلا لیا... قیدی کو دیکھ کر آپ اچھل پڑیں گے... وہ کون تھا... پھر اس نے ایک دوسرے قیدی کے بارے میں بتایا... ایک اور چیز، جنگل میں جنگلیوں سے انہیں موت کی جنگ لڑنا پڑی... اس جنگ کا انجام کیا ہوا... ان کے سامنے اچانک ایک جن نمودار ہوا... اس کا سر آسمان سے باتیں کر رہا تھا... ایسے میں انسپکٹر جمشید آگے آئے... انہوں نے اس جن سے مقابلہ کیسے کیا... ایک دیوار... جو ان کی طرف مسلسل بڑھ رہی تھی... انسپکٹر جمشید اس دیوار کو روکنے کیلئے آگے بڑھے... جونہی انہوں نے دیوار کو چھوا، وہ اس طرح اچھلے جیسے کوئی تیر کمان سے نکلتا ہے... اور جب دیوار نے کنویں کی شکل اختیار کر لی... پھر کنواں ایک بہت بڑا ہنڈولا نظر آیا... ہنڈولا انہیں اڑا لے گیا... لیکن... کہاں؟ بٹوما میں ان کے خلاف شیطانوں اور جنات کی پوری ایک ٹیم موجود تھی... اور پھر ایک طویل جنگ کا آغاز ہو گیا اس جنگ کے انجام تک آپ ناول میں بری طرح غرق نظر آئیں گے... اپنی طرز کا ایک انوکھا ناول....

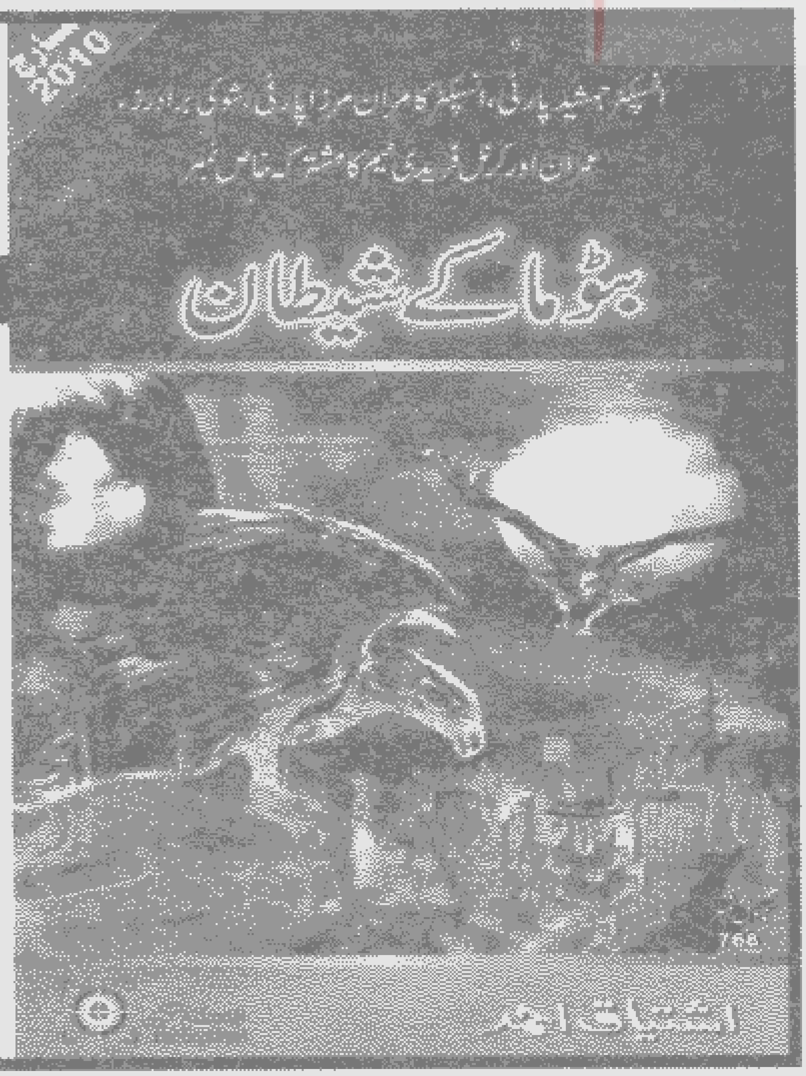

Uploaded By Muhammad Nadeem